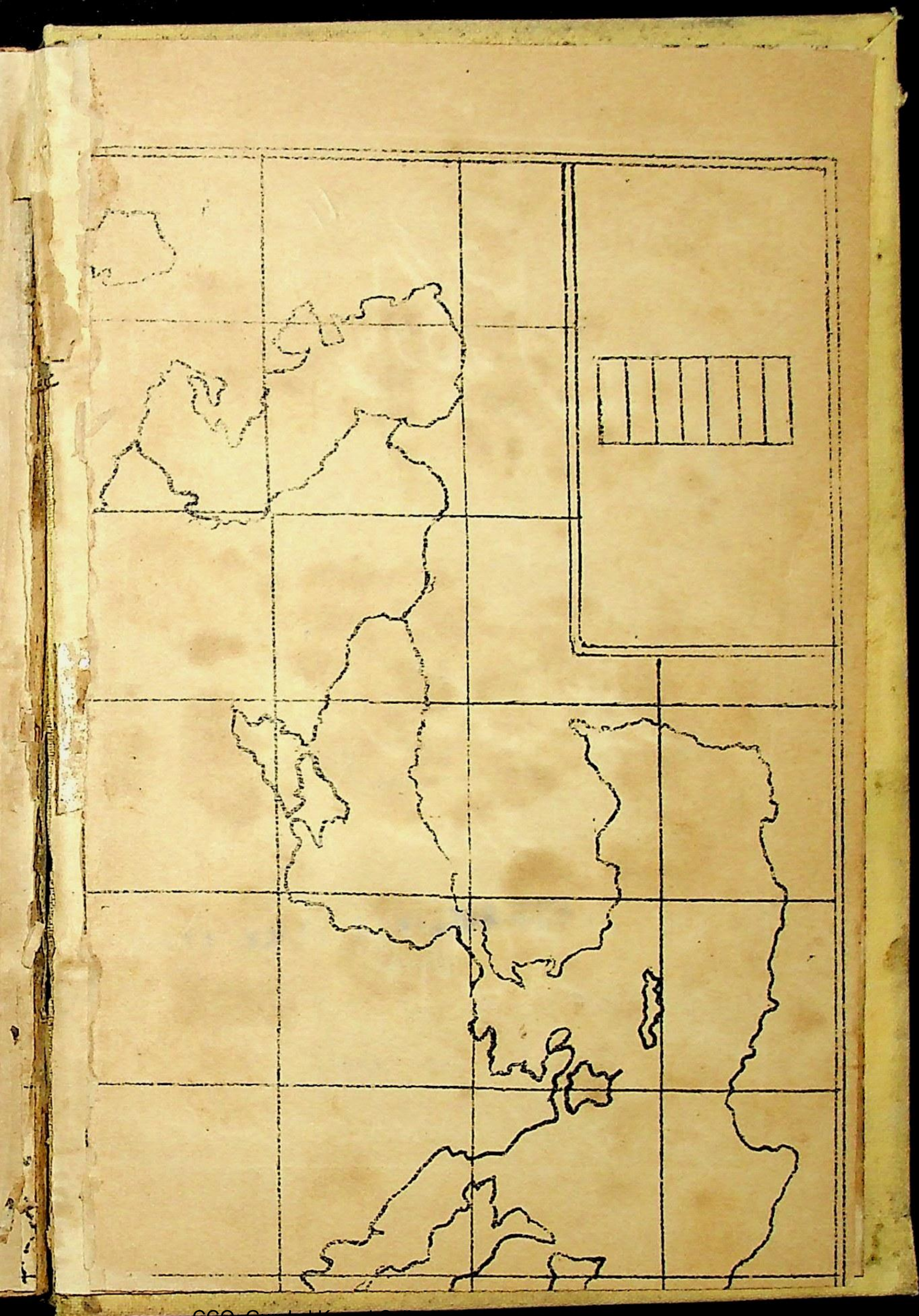




۱۹۱

یادگار جیل

حصہ دویم

تاریخ فرانس کے چند نظارے

مصنفہ و مرتبہ

شام لال کپور



گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام لالہ شام لال کپور پرنٹر و پبلشر چھپا

تاریخ فرانس کے چند نظارے

رعایا کا جوش

فرانس میں جو انقلاب ہوا تھا۔ وہ بے نظیر ہے۔ کیونکہ خلق خدا کا خون پانی کی طرح بہایا گیا۔ اور ایک فریق نے دوسرے پر ایسے ہولناک مظالم کئے۔ جن کے خیال سے ہی جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسی سفاکی اور ایسی ہولناکی سے کام لیا گیا کہ فرانس میدان قیامت کا نمونہ بن گیا۔

ٹیکسوں کی بھرمار

جن اسباب سے فرانس میں انقلاب برپا ہوا۔ وہ ایک نہیں دو نہیں بلکہ درجنوں ہی تھے اور شاہ لوئی سولہویں کے برسر تاج و تخت آنے سے بہت ہی عرصہ پیشتر ان کا آغاز ہو چکا تھا۔ شاہ لوئی پندرہواں تخت فرانس پر بیٹھا تو اس نے لوگوں سے ایسا عمدہ سلوک کیا۔ جس کے باعث وہ "محبوب" کے نام سے یاد کیا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے خود کو رعایا کی محبت اور ہر دلعزیزی سے محروم کر لیا۔ وہ انتہا درجہ کی خرابیوں اور عیاشی میں غرق ہو گیا۔ اس نے انتظام سلطنت اپنے نہایت فضول خرچ اور عیاش کارکنوں کے سپرد کر دیا۔ ان میں دو عورتیں میڈم پمپادور اور میڈم دوبیری بھی شامل تھیں۔ ان میں سے پمپادور بادشاہ

پر بہت حاوی تھی۔ کوئی بیس سال تک وہ معاملات سلطنت میں مختار کل بنی رہی۔ اس نے ان لوگوں کو جو اس کی نگاہوں میں مقبول تھے بڑے بڑے عہدے دلائے۔ سرکاری آمدنی کو خود اپنی ذاتی اغراض میں لاتی رہی۔ یہی عورت اس بات کا فیصلہ کرتی تھی کہ فرانس کو کب امن سے رہنا چاہیئے اور کب جنگ کرنا چاہیئے۔ شاہ کے ان مطلب پرست مشیروں نے اس کی عیاشی کی حوصلہ افزائی کی تاکہ وہ سلطنت کا کاروبار ان ہی کے ہاتھوں میں چھوڑے رکھے۔ لوئی پندرہویں کی عیاشیوں اور فضولخرچیوں کی بدولت فرانس کا خزانہ خالی ہو گیا۔ دوسری یورپین سلطنتوں سے بلا ضرورت جو جنگ کی گئی۔ اس کے باعث سلطنت پر قرضہ بہت چڑھ گیا۔ اور فرانس کی رعایا پر نہایت ظالمانہ ٹیکس لگائے گئے۔ جو غریب اور اوسط درجہ کے لوگوں کو ادا کرنے پڑتے تھے۔ امیر اور پادری تمام قسم کے ٹیکسوں سے بری کیے گئے تھے۔ زمین پر ٹیکس اور جائداد پر ٹیکس کے علاوہ اور کئی ٹیکس لگائے گئے۔ مثلاً فی کس ٹیکس جسے جزیہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ ہاوس ٹیکس۔ بعض چیزوں پر ٹیکس۔ ان کے سوا غریبوں کو اور کئی ٹیکس بھی ادا کرنے پڑتے تھے۔ فرانس کی مالی حالت رفتہ رفتہ اس قدر خراب ہو گئی کہ نیئے ٹیکسوں سے بھی کام نہ چل سکا۔ اسلیئے نیئے نیئے قرضے حاصل کیئے گئے۔

امیروں کے حقوق

فرانس میں امیروں کا جو طبقہ تھا۔ وہ موروثی تھا۔ اور اس فرقہ والوں کو پیدائیش کے وقت ہی سے ہر قسم کے حقوق اور آزادیاں حاصل تھیں۔ ان کی تعداد جو ایک لاکھ چالیس ہزار تھی۔ وہ ملک پر ایک ناقابل برداشت مجمع کی حیثیت رکھتی تھی۔ صرف امیر فرقہ کے لوگ ہی فوج میں اور نیز کلیسیا

میں اعلےٰ عہدوں پر مقرر کیئے جاتے تھے۔ اور ان لوگوں کی تنخواہوں اور درجات میں بادشاہ کی مرضی کے مطابق ترقیاں ہوتی تھیں۔ اس لیئے شاہی دربار میں ترقیوں کی خاطر امیروں کا جمگھٹ رہتا تھا۔ جو ترقیاں اور اعزازات حاصل کرتے تھے۔ درباریوں کی عادت اور ان کی فوجی زندگی کی بدولت ان میں اور عام لوگوں میں غیریت بڑھتی گئی۔ اور یہ حالت لوئی سولہویں کے وقت میں بھی رہی۔

ممبران پارلیمنٹ کی جلاوطنی

ٹیکسوں کے متعلق تمام قوانین اور تمام فرمانوں کو جائز بنانے کے لیئے ان کو پیرس کی پارلیمنٹ میں درج رجسٹر کرایا جاتا تھا۔ جب کبھی پارلیمنٹ کسی قانون یا فرمان کی تصدیق کرنے سے انکار کرتی تھی۔ تو اس کا دربار سے جھگڑا ہو جاتا تھا۔ ایسے جھگڑوں میں ایک طریقہ سے جسے "بیڈ آف جسٹس" کہتے تھے بادشاہ ہر قسم کی مخالفت پر غالب آتا تھا۔ اور اپنا مقصد حاصل کر لیتا تھا۔ شاہی دربار اور پارلیمنٹ کے درمیان نفاق کی ایک اور وجہ یہ تھی۔ کہ دربار سے تحریری احکام جاری کیئے جاتے تھے۔ جن پر شاہی مہر ثبت ہوتی تھی۔ ان احکام کے ذریعہ ان مخالفوں کو جن کے نام یہ جاری کیئے جاتے تھے یا تو مقید کیا جاتا تھا اور یا جلاوطن۔ اس شاہی اختیار کا اکثر اوقات بڑا بیجا استعمال کیا جاتا تھا۔ جو شخص کسی دوسرے سے نفرت کرتا تھا۔ وہ اس کے خلاف اس قسم کا حکم آسانی سے جاری کرا دیتا تھا۔ اور اس کی بدولت روپیہ بھی حاصل کر لیتا تھا۔ جب فرانس میں سٹامپ ٹیکس جاری کیا گیا جو بالکل نئی طرز کا اور جابرانہ تھا۔ تو رعایا میں ایک جوش پھیل گیا۔ اور دربار اور بادشاہ وغیرہ کے خلاف تحریریں شائع ہونے لگیں۔ یہاں تک کہ ملک کی بھی

توہین کی گئی - بادشاہ کے بھائی کونٹ ڈی ارٹوس کی سر راہ توہین کی گئی - اور شاہ نے اپنے وزیروں کے مشورہ سے اور اس بھروسہ پر کہ پیرس میں کئی ہزار چیدہ فوج ہے جو عوام الناس کی کسی تحریک کو کچل دینے کے لیے کافی ہے۔ ایک دن ایک فوجی افسر کو چند سپاہیوں سمیت پارلیمنٹ کے ہر ممبر کے گھر روانہ کیا گیا۔ اور اس سے کہا گیا کہ بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ آپ صبح ہی گاڑی میں سوار ہو جائیں اور اپنے خاندان کے باہر کے کسی شخص کو زبانی اور تحریری اطلاع نہ دیں اور سیدھے مقام ٹرویس چلے جائیں۔ جب لوگوں کو ان ممبروں کی جلاوطنی کا حال معلوم ہوا تو بڑا شور مچایا گیا۔ لیکن فوج نے امن قایم رکھا۔ اس کے لیے کئی آدمیوں کے سر پھوڑے گئے اور کئی کو قید میں ڈالا گیا۔

پارلیمنٹ بے اختیار کر دی گئی

بادشاہ کے اختیارات کے خلاف کوئی روک صرف پارلیمنٹ ہی عاید کر سکتی تھی۔ لوئی پندرہویں نے دس سال کے متواتر جھگڑے کے بعد پارلیمنٹ کے نہایت دلیر اور سرکش ممبروں کو فرمانوں کے ذریعہ گرفتار کرا دیا۔ اور پارلیمنٹ کو اس کے تمام حقوق سے محروم کر دیا۔ ساتھ ہی ایک شخص نے جس کا نام "لومینی ڈی برینی" تھا اور جس کے کندھوں پر گورنمنٹ چلانے کا بار عاید ہو چکا تھا۔ تمام سیاسی کلبوں کو بند کرا دیا۔ پیرس میں فوج کا زبردست پہرہ مقرر کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی صوبوں میں شورش کا آغاز ہو گیا اور صوباتی کونسلوں۔ امیروں۔ پادریوں اور عوام میں ایک گونہ اتحاد پیدا ہو گیا۔ پیرس میں نئے ٹیکسوں کے خلاف پروٹسٹ کیا گیا۔ اور بادشاہ سے درخواست کی گئی کہ وہ پارلیمنٹ کو بلائے اور سٹیٹس جنرل

نامی کونسل منعقد کرائے۔ ورسیلز میں پادریوں اور امیروں تک نے بادشاہ
سے درخواست کی کہ اب فرمانوں کے ذریعہ کام نہ چلیگا۔ اور اس کونسل کے
صدر نے بھی بادشاہ کو مطلع کر دیا کہ اگر ٹیکس لگانے کا موجودہ طریقہ منسوخ
نہ کیا جائے۔ اگر پارلیمنٹ اور کونسل پھر منعقد نہ کی جائے گی تو سلطنت
تباہ ہو جائے گی۔

لوئی سولہویں کی حکومت

لوئی پندرہویں کی وفات پر تاج و تخت کا مالک لوئی سولہواں ہوا۔
وہ نیک دل اور رعایا کا صادق خیرخواہ تھا۔ لیکن اس میں قابلیت اور استقلال
بالکل نہ تھا۔ لوئی پندرہویں کے عہد میں لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی تھی
سلطنت کی مالی حالت ابتر تھی۔ اس کی ساکھ قائم نہ رہی تھی۔ زیادہ تر لوگ
ٹیکسوں کے بوجھ سے دبے ہوئے تھے۔ خزانہ خالی ہو چکا تھا۔ سٹامپ ٹیکس
لگ چکا تھا۔ جس کے خلاف سخت ایجی ٹیشن کا ظہور ہوا۔ یہاں تک کہ لوئی
سولہویں کو یہ ٹیکس اور زمین کا ٹیکس منسوخ کر کے اطمینان دلانا پڑا کہ
وہ رعایا کی خواہشات کا لحاظ کریگا۔ پارلیمنٹ منعقد کی گئی۔ شاہ نے اس میں
تقریر کی۔ جس میں ظاہر کیا کہ بادشاہ کو تمام لوگوں پر برتری حاصل ہے
تقریر کا اثر اُلٹ ہوا۔ کیونکہ اس میں شاہ نے یہ بھی کہا تھا کہ میں شاہی
اختیار کو نہ تو تبدیل ہونے دونگا۔ اور نہ نقصان پہنچنے دونگا۔ اس پر
پارلیمنٹ میں گرماگرم بحث چھ سات گھنٹے رہی اور بادشاہ یہ کہہ کر اٹھ گیا کہ
قرضوں کے متعلق میں جو فرمان یکے بعد دیگرے جاری کروں۔ اُن کو کچھ کہے
بغیر منظور کر لیا جائے۔

دوورزبر مستعفی

اس کے بعد صورت معاملات دن بدن خراب ہی ہوتی گئی۔ اس حالت کے اچھی طرح سمجھنے کے لیے بعض پرانے واقعات کا ذکر ضروری ہے۔ روپیہ کی بہت کمی تھی۔ شاہ کو روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ فرانس کی بدترین حالت کی درستی صرف ان عاقلانہ اصلاحات ہی سے ہو سکتی تھی۔ جو ٹرگٹ وزیر نے جاری کی تھیں۔ بادشاہ نے مالی حالت کی اصلاح کا کام اسی کے سپرد کیا تھا۔ لیکن ٹرگٹ کی تجاویز کی فضول خرچ درباریوں نے مخالفت کی۔ ٹرگٹ مستعفی ہو گیا اور نیکر اس کا جانشین ہوا۔ مگر وہ بھی فرانس کے امیروں کی مخالفت پر وزارت مال سے الگ ہو گیا۔

آزادی کی لہر

اس وقت ایک اور وجہ سے فرانس کی رعایا میں ظلم وستم کی مخالفت کا جذبہ زیادہ بڑھ گیا۔ وہ یہ کہ امریکہ میں جو انقلاب ہوا تھا۔ اس میں فرانس نے امریکہ کی مدد کی تھی۔ اس کے بعد جو سپاہی امریکہ سے واپس آئے وہ آزادی کا ایک نیا جذبہ اپنے ہمراہ لائے۔ مانٹسکو۔ والٹیئر اور روسیو کی تحریروں کی بدولت فرانس کے لوگ موجودہ حالات اور قوانین سے ناخوش تھے۔ شمالی امریکہ میں جمہوری سلطنتیں قائم ہوئیں۔ ان سے بھی فرانس میں آزادی کی لہر کو تقویت ملی اور فرانس میں لوئی کے عہد حکومت میں ایسی شورش برپا ہوئی۔ جس نے فرانس اور تمام یورپ کو اپنے چنگل میں لے لیا۔

لوگوں میں جوش ناراضگی

اس کے بعد فرانس کا وزیر مال ایک مغرور شخص لیکونی مقرر کیا گیا۔ جس کا ملکہ پر بڑا اثر تھا۔ وہ ملکہ اور درباریوں کو پُر تکلف ضیافتیں دیتا رہا۔ مگر جب روپیہ نہ رہا تو اس نے ورسیلز میں ۱۷۸۷ء میں امیروں کی

کانفرنس کی اور اس سے امیروں اور پادریوں پر بھی ٹیکس لگانے کی تجویز منظور کرانی چاہی - مگر یہ تجویز منظور نہ ہو سکی - اس کے بعد لیکونی نے ٹیکسوں میں اضافہ اور قرضوں کے حاصل کرنے کی تجویز کی - جس کی پارلیمنٹ کی طرف سے سخت مخالفت کی گئی - اس وقت پارلیمنٹ کے دلیر ممبروں کو گرفتار کر کے بڑ دیس میں بھیج دیا گیا - اس کے خلاف ناراضگی بہت بڑھ گئی - تو ان ممبروں کو واپس بلا لیا گیا - عوام نے پارلیمنٹ کو گھیر لیا - اور درباریوں کی مذمت کی - برینی سے لوگوں کو اس قدر نفرت تھی کہ انہوں نے اس کا کاغذی بت آگ کے نذر کر دیا - کئی شہروں میں سخت بلوے ہوئے - گورنمنٹ نے پارلیمنٹ کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی - برینی اس وقت مستعفی ہو گیا - جبکہ خزانہ بالکل خالی تھا اور فرانس دیوالیہ -

عوام کا مطالبہ

نیکر کو دوبارہ وزیر مال مقرر کیا گیا اور اس نے لوگوں کا اعتماد بحال کر دیا - اس نے پارلیمنٹ کے خلاف احکام منسوخ کرا دیئے اور کونسل پھر منعقد کرنی چاہی - جس میں امیروں پادریوں اور عوام الناس کے نمائندے شامل تھے - اس سے بیشتر معاملہ طے کرنے کے لیے امیروں کی کانفرنس منعقد کی گئی - لوگوں کے اس مطالبہ کی نیکر نے حمایت کی کہ کونسل میں ایوان عام کے نمائندوں کی تعداد باقی دو فرقوں کے نمائندوں کے برابر ہونی چاہیئے یہ تجویز بادشاہ نے منظور کر لی - اور کونسل کے ممبروں کی تعداد یہ ہو گئی - امیروں کے نمائندے ۳۰۰ - پادریوں کے نمائندے ۳۰۰ - عوام کے نمائندے ۶۰۰ - بادشاہ نے کونسل کے انعقاد کی تاریخ مقرر کر دی -

کونسل کا انعقاد

سٹیٹس جنرل نامی کونسل کا ورسیلز میں ۵ مئی ۱۷۸۹ء کو انعقاد ہوا۔ اس کے ممبروں میں فرانس کے بعض نہایت قابل اور نہایت مشہور لوگ شامل تھے۔ کونسل کا افتتاح ہوتے ہی یہ مشکل پیدا ہوئی کہ تینوں فرقوں کے نمائندوں کو کس طریقہ میں ووٹ دینے چاہئیں۔ امیروں اور پادریوں کا مطالبہ تھا کہ تینوں فرقوں کا اجلاس جدا جدا ہو۔ عوام کا مطالبہ تھا کہ اجلاس ایک ہی ہو۔ الگ الگ اجلاس ہونے سے امیر اور پادری عوام کو شکست دے سکتے تھے۔ مشترکہ اجلاس میں عوام ان دونوں کو شکست دے سکتے تھے۔ اس وقت یہ نرالی بات ہوئی کہ ہال میں بادشاہ بلند جگہ پر بیٹھا۔ ملکہ اس کے برابر بیٹھی۔ امیروں نے ہال میں ایک طرف اور پادریوں نے دوسری طرف نشستیں لیں۔ مگر عوام کو فرش پر نچلی نشستیں ملیں اس امتیاز سے عوام النا س بہت بھڑک اٹھے۔

عوام کے نمائندوں نے انتظار کیا کہ باقی دونوں فرقے ان کے اجلاس میں شریک ہونگے۔ آخرکار عوام نے جب اصول ۱۷ جون ۱۷۸۹ء کو اپنا نام "نیشنل اسمبلی" رکھ لیا۔ کیونکہ وہ رعایا کے نمائندے تھے۔ اس کے دو قابل ترین ممبر میرابو اور ایبی سائیز تھے۔ اور اسمبلی کا صدر بیلی کو منتخب کر لیا گیا۔ اسمبلی نے فوراً یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ موجود ٹیکس اس وقت تک وصول کیئے جائیں جب تک کہ کونسل کا اجلاس ہوتا رہے۔ اس کے بعد ٹیکس توڑ دیئے جائیں اسمبلی کے اس دلیرانہ فیصلہ سے درباریوں کو اندیشہ ہو گیا رجن کے اثر میں بادشاہ تھا۔ بادشاہ نے "رائل سیشن" نامی مجلس منعقد کی اور اسمبلی کے دروازے سات دن تک بند رکھے۔

عوام کی ایک فتح

جب ۲۰ جون ۱۷۸۹ء کو عوام کے نمائیندوں نے دیکھا کہ اسمبلی ہال کے دروازے بند ہیں، تو وہ ٹینس کورٹ میں گئے۔ جہاں انہوں نے سنجیدگی سے عہد کیا کہ وہ جب تک کہ فرینچ قوم کے لیئے ایک آئین نہ بنالیں وہاں سے نہ جائیں گے۔ ۲۲ جون کو دربار نے ٹینس کورٹ بند کرا دیا۔ اس پر عوام کے نمائیندوں نے ایک گرجہ میں اپنا اجلاس کیا۔ کونسل کا اجلاس ۲۳ جون کو ہوا۔ جس میں بادشاہ نے لبعض رعایات منظور کیں۔ مگر دھمکی دی کہ اگر تینوں فرقوں کا اجلاس الگ الگ نہ ہوگا تو وہ عوام کے نمائیندوں سے انتقام لیگا۔ اس کے بعد شاہ نے اسمبلی کو توڑ دیا۔ امیروں اور پادریوں کے نمائیندے وہاں سے چلے گئے۔ مگر عوام کے نمائیندوں نے اجلاس جاری رکھا۔ جب بادشاہ کے ایک افسر نے ان سے کہا کہ وہاں سے چلے جائیں تو میرابو نے ڈٹ کر کہا کہ :-

"جاؤ اور اپنے آقا بادشاہ سے کہدو کہ ہم اس جگہ فرانس کے لوگوں کے اختیار سے بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم اس جگہ سے صرف سنگینوں کی نوکوں کے ذریعہ جا سکتے ہیں"

پرسائیز نے اجلاس سے کہا کہ "تم آج بھی وہی ہو جو کل تھے۔ آؤ ہم اب اپنا کام کریں" بادشاہ کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ ان نمائیندوں کو اپنی رجعت پسندی کا تابع کرے۔ بلکہ چند ہی دن بعد اس نے باقی دو فرقوں کے نمائیندوں کو مشورہ دیا کہ وہ عوام کے نمائیندوں کے ساتھ مشترکہ اجلاس میں شامل ہوں

پیرس میں جوش و خروش کے نظارے

جب نیشنل اسمبلی فرانس کی سلطنت کے لیئے ایک نیا آئین بنانے کی تجویز

کر رہی تھی تو پیرس کے لوگوں میں بڑا جوش وخروش پیدا کیا گیا۔ اخباروں پمفلٹوں۔ شرربار تقریروں کے ذریعہ لوگوں کا جوش خوب بڑھایا گیا۔ قوم پرست لوگوں نے اس بارہ میں کہ رعایا کے حقوق کیا ہیں۔ نہایت بےلگامی سے تقریریں کیں۔ سڑکوں۔ بازاروں۔ شراب خانوں۔ شاہی محل۔ شاہ کے چچازاد بھائی ڈیوک آرلینس کے مکان میں صد درجہ ہیجان پیدا کرنے والی تقاریر کی گئیں۔ لوگوں کو حوصلہ دلایا گیا کہ وہ اپنے حقوق تشدد کے ذریعہ حاصل کریں۔ عوام میں تقریر کرنے والوں میں آزادی کا حامی کامیلی ڈیس مولنس بھی تھا۔ پیرس میں فوج عام لوگوں سے مل گئی۔ اور وہ نئی ملیشیا فوج کے فوجی گارد کا کام کرنے لگی۔ جسے عام لوگوں نے قائم کیا تھا۔ پیرس شہر کی حکومت جمہوریت کے حامیوں کے ہاتھوں میں دیدی گئی۔ اور شہر کا میئر بیلی مقرر کیا گیا۔ پیرس کے لوگوں میں انقلاب انگیزی کی سپرٹ بڑھ گئی۔ گویا پیرس ایک سلگتے ہوئے آتش فشاں پہاڑ پر واقع تھا۔ اور یہ پہاڑ ہر وقت جوش میں آنے کے لیے تیار رہتا۔

پادریوں کی شرکت

عوام الناس کے ہر دلعزیز لیڈر یہ لوگ تھے۔ میرآبو۔ ایبی سائز۔ بیلی ادلیس پیری۔ لان لیٹ۔ یہ اور نیز دیگر لوگ اس کام میں لگے رہے کہ عوام کا جوش قائم رہے۔ اس وقت پادریوں میں بھی لوگوں کا جوش سرد کرنے کی فکر پیدا ہو گئی۔ اور ایک لاٹ پادری سے کہا گیا کہ اگر پادریوں کو یہ فکر ہے کہ لوگوں کی تکالیف دور کی جائیں تو وہ پادریوں کو عوام میں شامل ہو جانے کے لیے ترغیب دیں۔ اور ان کے کام میں تاخیر نہ ڈالیں شان وشوکت کو پادری ترک کردیں اور عام لوگوں کی وضع اختیار کریں

اور لوگوں کے لیے روزی مہیا کرنے کی فکر کریں۔ یہ ہدایت رابس پیری نے لکھی تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند پادری اپنے فرقہ سے الگ ہو کر عوام میں شامل ہو گئے۔

سول وار کی پیش گوئی

۱۷ جون کو عوام کی مجلس نے قرار دیا کہ وہ بادشاہ کو کچھ نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ اپنی مجلس ہی کو قوم سمجھتے ہیں۔ اس اجلاس میں میرابو نے کہا کہ "آئین بن چکا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ قضیہ ختم ہو گیا۔ لیکن اگر ہمارے فیصلوں کا نتیجہ سول وار یعنی خانہ جنگی ہو تو مجھے کوئی حیرت نہ ہو گی"۔ جو اشتعال اور جوش لوگوں میں تھا۔ اس کے باعث سول وار سے کم بات کی توقع نہیں کی جا سکتی اسمبلی نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ اگر اسمبلی کو بادشاہ نے توڑ دیا تو اُسی دن سے کسی قسم کا کوئی ٹیکس ادا نہ کیا جائے۔ جن لوگوں کا حکومت پر قرضہ ہے۔ اسمبلی ان کو اپنی حفاظت میں لیلے۔ اسمبلی فی الفور ان اسباب کا پتہ لگائے۔ جن کے باعث افلاس۔ تنگدستی۔ اور مصیبت رونما ہوئی ہے۔ جو تقریریں عوام کے حق میں کی جاتی تھیں۔ ان میں امیروں کے خلاف عیش پرستی۔ فضول خرچی اور بد چلنی کے الزامات لگائے جاتے تھے۔ پادریوں کے خلاف بھی اسی قسم کے خیالات ظاہر کیے جاتے تھے۔ دونوں فرقوں کی نسبت خیال تھا کہ ان سے انتقام لیا جائے۔ جب لوگوں نے امیروں اور پادریوں کے نیست و نابود کرنے کی کارروائی شروع کی۔ تو تقریر کرنے والوں نے ان کی حرکات کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا۔

دربار اور بادشاہ پر دہشت

جب حالت ایسی ہو گئی تو دربار اور بادشاہ پر دہشت چھا گئی۔ بادشاہ

میں ہمت نہ تھی اور نہ استقلال تھا۔ ایک طوفان کے مقابلہ میں وہ کوئی ارادہ نہیں باندھ سکتا تھا۔ بلکہ درباریوں اور بعض پادریوں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ وہ اسمبلی کو بیکار بنا دے۔ مگر اسمبلی کے ممبروں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا مختلف شہروں اور قصبوں سے نمائندے آ آ کر اس میں شامل ہوتے گئے۔ ان سب کو یقین دلایا گیا کہ وہ وقت آ رہا ہے جبکہ معتقد آزادی ہر شخص سے یہ مطالبہ کریگا۔ کہ ان کو میدان عمل میں اترنا چاہیئے ہر شہر میں جوش پیدا ہو گیا۔ خود ورسیلز میں شاہی محل کے تلے لوگ فساد کرنے لگے۔ اور مطالبہ کرتے تھے کہ امیروں کو لوٹ دیا جائے۔ بعض جگہ درباریوں کی درگت کی گئی۔ اس وقت بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملک میں عام بغاوت ہوئے بغیر نہ رہے گی۔ اس لیئے اس نے امیروں سے کہا کہ وہ عوام میں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ یہ لوگ اسمبلی میں گئے اور کیمبرگ کے ڈیوک نے اعلان کیا کہ ہم یہاں بادشاہ کی عزت کرنے اور قوم کو اپنی حب الوطنی کا ثبوت دینے کے لیئے آئے ہیں۔ اب ہمارا خاندان مکمل ہو گیا۔ اس وقت پریزیڈنٹ بیلی نے کہا کہ اب ہم کسی رخنہ کے بغیر سلطنت کی طاقت اور عام لوگوں کی مسرت کی بحالی کا کام شروع کر سکتے ہیں۔

فوج کی فراہمی

اس عرصہ میں بادشاہ نے ورسیلز میں بہت سی فوج جمع کر لی۔ شاہ پرستوں نے کہا کہ یہ فوج بادشاہ اور اس کے خاندان کی سلامتی کے لیئے ضروری ہے۔ لیکن محبان وطن نے سمجھا کہ وہ آزادی کا گلا گھونٹنے کے لیئے جمع کی گئی ہے۔ اس کے بعد ورسیلز میں ڈیوک ہروگلی نے جو سپہ سالار تھا اور بڑا شاہ پرست اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا۔ اس نے وہاں توپ خانہ بلایا

توپیں پل پر لگا دیں۔ یہ فوج غیر ملکیوں کی تھی۔ اس وقت بعض امیروں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ وہ اسمبلی کو توڑ دے اور اس کے نہایت زبردست ممبروں کو مقید کر دے۔ لیکن بعض خیر خواہان ملک نے بادشاہ کو اس کے خلاف مشورہ دیا۔

بادشاہ سے خطرہ

میرابو نے یہ دیکھ کر کہ فوج سے خطرہ ہے۔ بادشاہ سے مطالبہ کیا کہ وہ فوج کو برخاست کر دے اور بادشاہ کو اطمینان دلایا کہ اسے فرنچ قوم کی طرف سے کوئی اندیشہ نہ کرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے جو جواب دیا اس سے اسمبلی کو تسکین نہ ہوئی۔ بلکہ سمجھا گیا کہ بادشاہ پیرس کو دو قوموں کے پنجے میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور میرابو نے کہا کہ ہم نے جو اعتماد بادشاہ پر کیا وہی ہماری تباہی کا باعث ہوا۔ فوج کی فراہمی سے لڑائی میں کسی قدر ہمت پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے نیکر کا استعفےٰ قبول کر کے اسے مشورہ دیا کہ وہ ملک سے چلا جائے۔ چنانچہ وہ سوئٹزرلینڈ کو روانہ ہو گیا۔ یہ خبر مشہور ہوئی تو لوگوں نے یقین کیا کہ وزیر جلا وطن کر دیا گیا۔ اس سے جوش اور بڑھا اور امریکن جنرل نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ اس کے لیے خطرہ رونما ہو گیا ہے۔ وہ فوراً ورسیلز سے چلا جائے۔ فوج لوگوں کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائے گی۔ تلوار تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے اور حکومت اسمبلی کے ہاتھوں میں چلی گئی ہے۔

پیرس میں شورش

دربار فرانس خوفزدہ ہو کر ورسیلز چلا گیا تھا۔ اور اس نے وہاں جرمن اور سوئیس فوجیں جمع کر لی تھیں اور نیکر وزیر کو برخاست کر دیا تھا۔

لوگوں کو اس سے بادشاہ کی طرف سے خطرہ پیدا ہوگیا۔ اور پیرس کے لوگوں میں جوش بڑھ گیا۔ اور وہ سب متحد ہوکر مقابلہ کے لیے کھڑے ہوگئے اور انہوں نے قومی نشان لگالیا۔ شہر کی سڑکوں پر گشت کیا اور خطرہ کے اظہار کے لیے گھنٹے بجائے۔ انہوں نے فساد شروع کردیا۔ اور کرٹس کی دکان میں گھس گئے۔ جو بڑے بڑے لوگوں کے مومی بت بنا رکھا کرتا تھا۔ انہوں نے اس دکان سے ڈیوک آرلینس اور نیکر کے بت لے لیے۔ ان کو سیاہ کپڑوں سے ڈھک دیا اور سڑکوں پر ان کا جلوس نکالا۔ لوگوں میں شورش برپا ہوگئی۔ انہوں نے تھیٹروں کے تماشے بند کردیئے۔ بعض لوگ ایک بندوق ساز کی دکان میں گھس گئے۔ اور وہاں جو ہتھیار ملے ان پر قبضہ کرلیا۔ کچھ لوگ ہوٹل ڈی ویل میں گئے اور مطالبہ کیا کہ وہاں جو ہتھیار ہیں وہ ان کے حوالہ کیے جائیں۔ یہ ہوٹل انقلاب انگیزوں کی قیام گاہ بن گیا انہوں نے میونسپل عمارت پر قبضہ کرلیا۔ اور اعلان کیا کہ وہ نیشنل اسمبلی کے تمام فیصلوں پر عامل ہیں۔ جس ہجوم نے بتوں کا جلوس نکالا تھا۔ شہر کی پولیس اس میں شامل ہوگئی۔ ایک جرمن رسالہ نے جلوس کو منتشر کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس رسالہ کو خشت باری کرکے منتشر کردیا گیا۔ مگر آگے چلکر شاہزادہ لامبیسک نے جرمن رسالہ کی مدد سے دونوں بت چھین لیے۔ اور کئی آدمیوں کے سر پھوڑ ڈالے۔ یہاں سے ہجوم ٹلیرس پہنچا اور وہاں اسے ایک اور ہجوم مل گیا۔ اس مشترکہ ہجوم پر شاہزادہ کے رسالہ نے بڑھ کر ہولناکی اور بے رحمی سے حملہ کیا۔ لیکن جلوس لوہے کی سلاخوں والے احاطہ میں چلا گیا۔ جہاں جرمن رسالہ پہنچ نہیں سکتا تھا۔ فرنچ گارڈز نامی فوج جسے شورشیوں نے آزاد کرایا تھا۔ اس نے ایک مقام پر صف جمالی۔ اور

جب جرمن رسالہ آیا تو اس پر بندوقوں کی باڑ ماری۔ تین جرمن مارے۔ ست
زخمی ہو گئے۔ شہزادہ نے شورشیوں پر حملہ نہ کرایا بلکہ وہاں سے جلدی سے
چلا گیا۔ پیرس میں انقلاب انگیز رات بھر پھرتے رہے۔ انہوں نے بندوق
فروشی کی دکانیں توڑ دیں۔ اور میونسپل بنگلے گرا دیئے۔ سوئس فوج
کو رات کو کوئی حکم نہ ملا کہ کیا کارروائی کی جائے۔ جرمن فوج سے مقابلہ
کرکے انقلاب انگیزوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور دوسرے دن شہر میں باقاعدہ
انقلاب کا ظہور ہو گیا۔ باغیوں کے ہاتھ ۳۰ ہزار ہتھیار آئے۔ کئی پیپے
بارود کے بھی مل گئے۔ نیئے ہتھیار بھی تیار کرائے گئے۔ یہ ۱۴ جولائی ۱۷۸۹ء
کا دن تھا۔

حوصلہ افزائی

انقلاب انگیزوں کا کمانڈر ڈیس مولنس زیادہ سرگرم تھا۔ اس نے
یونیورسٹی اور طبی سکول کے طلباء کی ایک فوج بنائی۔ وکیلوں کے کلرکوں
نے والنٹیئر کور بنائی۔ پولیس کے تمام گارد انقلابیوں میں شامل ہو گئے۔
جو بارود دریا کے راستہ ورسیلز فوج کے لیئے جارہی تھی وہ انقلابیوں نے
چھین لی۔ ان کے قبضہ میں ہزاروں بندوقیں اور سنگینیں بھی آگئیں۔
نیشنل اسمبلی ورسیلز میں تھی۔ جہاں بادشاہ سے نیکر وزیر کے واپس بلانے
کے لیئے مطالبہ کیا گیا۔ دوسرے ہی دن اسمبلی نے بادشاہ اور اس کے وزیروں
کو بیکار جنس قرار دیا۔ ورسیلز سے تمام معاملات کی خبر پیرس پہنچ گئی اور
انقلابیوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ پھر اسمبلی نے آئین ساز کمیٹی مقرر کر دی۔

انقلاب انگیز قلعہ کے اندر

اس وقت انقلاب انگیزوں کے پاس ۳۰ ہزار بندوقیں اور کئی توپیں

تھیں۔ اس لیئے انہوں نے قلعہ بیسٹائل پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ان کا نائب قلعہ کے گورنر کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا کہ مورچوں پر سے توپیں ہٹا لی جائیں۔ ہجوم نیچے کھڑا رہا۔ نائب واپس آیا اور ہجوم کو ٹھنڈا کرکے ہوٹل ہی گیا۔ جہاں انقلاب انگیزوں کی کمیٹی بیٹھی ہوئی تھی۔ ابھی وہ وہاں سے واپس نہ آیا تھا کہ لوگوں نے نعرہ لگایا کہ "ہم تمام بیسٹائل پر قبضہ چاہتے ہیں"۔ اور قلعہ کی دیواروں پر چڑھکر اندر داخل ہو گیئے۔ انہوں نے ایک لڑکی کو پکڑکر اسے زندہ آگ میں جلانے کے لیئے تجویز کی تاکہ گورنر قلعہ خالی کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ انہوں نے سمجھا کہ وہ گورنر کی لڑکی ہے۔ یہہ نظارہ دیکھ کر اس کا باپ برج سے نیچے کودنے ہی کو تھا کہ دو گولیوں نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ گورنر نے میگزین اُڑا کر انقلابیوں کا جو قلعہ میں تھے خاتمہ کرنا چاہا۔ لیکن انقلاب انگیزوں نے اسے گرفتار کر لیا۔

قلعہ پر انقلابیوں کا قبضہ

اس وقت ایک سوئیس افسر نے انقلابیوں سے کہا کہ ہمیں امن سے چلا جانے دو۔ اس کا جواب نفی میں دیا گیا۔ اس پر افسر نے کہا کہ اگر ہماری جان بخشی کی جائے تو ہم ہتھیار رکھے دیتے ہیں۔ اس کا جواب یہہ دیا گیا کہ قلعہ کے پل گرا دو تو تم کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائیگا۔ یہہ پل گرا دیئے گیئے اور قلعہ کے اندر کے تمام دروازے کھول دیئے گیئے۔ باہر سے انقلاب انگیزوں کا ہجوم اندر داخل ہو گیا۔ اور اس طور سے قلعہ بیسٹائل پر ان کا قبضہ ہو گیا جب گورنر کو ہوٹل ڈی وائل کی طرف انقلاب انگیز لیجا رہے تھے تو اور انقلابیوں نے اسے پکڑ کر اس کے پرخچے اُڑا دیئے۔ اور اس کا سر ایک نیزہ پر ٹانگ کر تمام شہر میں گشت کیا گیا۔ یہہ گویا حقیقی معنی میں "انقلاب فرانس"

کا آغاز تھا۔ یہ قلعہ عرصہ دراز سے سخت بدنام تھا۔ وہ قابل نفرت جگہ تھی اور اس میں ظالم اپنے شکاروں کو بند رکھا کرتے تھے۔ جو سپاہی قلعہ میں ملے ان میں سے بیماروں کو تو مختلف مقامات میں بھیجدیا گیا۔ اور باقیوں کو ہوٹل ڈی وائل میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں ان کے دو افسروں کے سر نیزوں پر لٹک رہے تھے۔ انقلابیوں کے طرفدار سپاہیوں نے ان کی اور بیماروں کی جانیں بچالیں۔ گورنر کے علاوہ تین اور افسروں کو قتل کیا گیا۔ اس کے بعد ایک ہجوم قلعہ کی کنجیاں اور جھنڈے لیکر اور یہ نعرہ لگاتا ہوا کہ "ہماری فتح ہوئی۔ آزادی ملی اور بیسٹائیل پر ہمارا قبضہ ہوگیا" ہوٹل میں پہنچا۔

شاہ فرانس کی فراری

پیرس میں بیسٹائیل پر ہجوم کے حملہ اور قبضہ سے بادشاہ کو بڑی حیرت اور خوف کا سامنا ہوا۔ وہ اس وقت ورسیلز میں تھا۔ اسے اور اس کے ہمراہیوں کو سخت پریشانی ہوئی۔ نیشنل اسمبلی کو بھی جو ورسیلز میں تھی۔ پیرس سے آنے والی خبروں کی بدولت بہت پریشانی کا سامنا ہوا۔ اس کے بعض ممبروں نے تجویز کی کہ بادشاہ کے پاس ایک وفد روانہ کیا جائے۔ جو اس پر زور ڈالے کہ وہ شہر سے فوجوں کو ہٹالے۔ لیکن ایک ممبر نے جس کا نام کلیر مونٹ ٹونیری تھا کہا "وفد نہ بھیجو۔ آج بادشاہ اور درباریوں کو مشورہ کرنے دو۔ بہتر یہی ہے کہ بادشاہ کو بھی پرائیویٹ لوگوں کی مانند سبق سیکھنا چاہیئے" ڈیوک لیکورٹ نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ بیسٹائیل پر ہجوم کا قبضہ ہوگیا۔ پیرس میں بغاوت ہوگئی۔ فوج ہجوم کا ساتھ دے رہی ہے۔ اور جو فوجیں ہیں وہ کچھ کرنا نہیں چاہتیں۔ بادشاہ

نے طویل خاموشی کے بعد کہا" یہ تو بغاوت ہے" ڈیوک نے جواب دیا" نہیں جناب والا - یہ تو انقلاب ہے"

بادشاہ خطرے میں

پیرس میں رات کو انقلاب انگیزوں کو خبر ملی کہ مارشل بروگلی فوجیں جمع کر کے پیرس کی طرف آ رہا ہے - اس خبر سے ہجوم اور بھڑک گیا اور اس نے کئی قسم کی زیادتیاں کیں - لیکن ان فوجوں کی آمد کی خبر غلط تھی - بادشاہ نے شہر سے فوج واپس بلا لی - وہ اور تمام درباری پریشان اور رنجیدہ تھے بادشاہ کے پاس سے وفد ٹاؤن ہال میں واپس آ گیا - جہاں یہ تجویز پاس کی گئی کہ ایک اور وفد بھیجکر بادشاہ کو بتا دیا جائے کہ وہ اور تمام قوم خطرے میں ہے -

لوئی کی پیرس میں واپسی

فوجوں کے بگڑ جانے پر لوئی کو کوئی مدد نہیں مل سکتی تھی اب سوائے اس کے اور چارہ کار نہ رہا تھا کہ وہ ہجوم کے آگے سر جھکا دے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اسمبلی نے بادشاہ کی بات مان لی - اس کے بعد وہ محل میں چلا گیا - جہاں ملکہ بڑی فکر سے اس کی منتظر تھی - اسمبلی نے ۸۰ ممبروں کا وفد پیرس یہ خبر دینے کے لیے روانہ کیا کہ بادشاہ سے مصالحت ہو گئی - نیکر وزیر کو فوراً واپس بلا لیا گیا - بادشاہ پیرس واپس آ گیا اور اس نے ہجوم کے سامنے کہا کہ وہ بھی قوم میں شامل ہو گیا ہے - بیلی نے پیرس کے میئر کی حیثیت سے شہر کی کنجیاں یہ کہہ کر بادشاہ کے حوالہ کیں کہ" جناب والا - یہ وہی کنجیاں ہیں جو ہنری چہارم کے حوالہ کی گئی تھیں جو ہماری قوم کا خادم تھا - آج قوم کو بادشاہ پر فتح حاصل ہوئی ہے" اس کے بعد لافائیٹ کو قومی فوج کا سپہ سالار مقرر

کیا گیا۔ **صوبوں میں کشت و خون**

بادشاہ کی اطاعت سے بھی لوگ خوش نہ ہوسکے بلکہ وہ من مانی کارروائی کرتے رہے۔ لوگوں کو قتل کیا۔ مکانوں کی تلاشی لی۔ اس غرض سے کہ ان میں جو ہتھیار ہیں وہ حاصل کیے جائیں۔ ۱۶ جولائی کو قلعہ بیسٹائل کے نیلام کرنے کا اعلان لافائیٹ کی طرف سے بگل بجا کر کیا گیا۔ بیسٹائل کی فتح کا نتیجہ یہہ نکلا کہ تمام فرانس میں حکومت اور قوانین کے اختیار کا خاتمہ ہوگیا۔ تمام اختیار خود لوگوں کے ہاتھوں میں آگیا۔ کئی مقامات میں پادریوں اور فوجی افسروں کے خلاف شورش ہوگئی اور کئی افسر قتل کیے گئے۔ ایک مقام میں عوام کو دو ہزار بندوقیں۔ کئی توپیں اور بارود کا بڑا ذخیرہ ہاتھ لگ گیا بعض مقامات میں کسانوں اور زراعت پیشہ لوگوں نے کھلے طور پر بغاوت کردی۔ صوبوں میں کسانوں اور زراعت پیشہ لوگوں نے پادریوں اور امیروں کو مالگذاری اور اُن کا حق دینا بند کردیا۔ اور ان دونوں فرقوں نے صدیوں تک جو مظالم لوگوں پر کئے تھے۔ ان کا ان فرقوں سے انتقام لیا گیا بہت سے نوابوں کو یا تو تہ تیغ کیا گیا یا نکال دیا گیا اور ان کے مکانات کو آگ لگا کر خاک سیاہ کیا گیا۔ بہت سے امیر اور نواب کونٹ راٹوس۔ شاہزادہ کونڈی وغیرہ کی سرکردگی میں فرانس سے بھاگ گئے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کو "مہاجرین" یعنی دوسرے ملک میں نقل سکونت کرنے والا کہا گیا۔ مارشل بروگی کو اپنی جان کے لیے خطرہ پیش آیا۔ اس لیے وہ ورسیلز سے بھاگ کر وردن چلا گیا اور وہاں سے چلکر لکسمبرگ میں میں پناہ گیر ہوا۔

فولون کا قتل

انقلاب انگیزوں نے خود پیرس میں مظالم کا بازار گرم کردیا۔ جس کی ایک

مثال یہ ہے کہ بادشاہ نے نیکر کے مستعفی ہونے پر فولون کو وزیر مقرر کیا تھا۔ لوگ اس سے ناخوش تھے۔ انہوں نے باوجود لافائٹ اور میجر بیلی کی کوشش کے کہ اس پر باقاعدہ مقدمہ چلایا جائے۔ ایک بھی نہ مانی۔ اور اسے ہوٹل سے گھسیٹ کر باہر لے آئے۔ اس کے گلے میں رسی ڈالکر اسے پھانسی دیدی۔ اس کی لاش کو لوگ گھسیٹتے پھرے اور اس کا سر نیزہ پر رکھ کر شہر میں گشت کیا۔ اسی پر اکتفا نہ کر کے ہجوم نے فولون کے داماد برتھیر کو بھی گرفتار کر لیا۔ اور اسے قتل کر کے اس کی ایک چوک میں نمائش کی۔ ان دونوں کو ۲۲ جولائی ۱۷۸۹ء میں قتل کیا گیا۔

نیکر کا استقبال

نیکر جب واپس بلایا گیا تو وہ فرانس کے جس جس شہر سے گذرا۔ لوگوں نے اس کا پرجوش استقبال کیا۔ وہ ورسیلز گیا اور وہاں سے پیرس آیا بادشاہ نے اسے تپاک سے قبول کیا۔ یہ ۳۰ جولائی کا واقعہ ہے۔ پیرس میں ہجوم نے اسے کھلے دل سے قبول کیا اور اس پر پھولوں کی بارش کی۔ اور نعرہ لگایا کہ زندہ باش نیکر۔

آگ سے بربادی

لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ فرانس میں سوائے ان کے اختیار کے اور کسی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ انہوں نے بیرن ول بیسوال کو قتل کرنا چاہا۔ مگر لافائیٹ وغیرہ کی کوشش سے بڑی مشکل سے اس کی جان بچ سکی۔ فرانس کے مختلف صوبوں میں لوگوں نے اراضیوں پر اپنا قبضہ جما لیا۔ اور حق قایم کر لیا۔ بہت لوگوں کے جو امیر تھے۔ مکانات آگ سے خاک سیاہ کر ڈالے اور کئی صوبوں میں آتش زدگی کی گرم بازاری ہوئی۔ لوگوں

نے پادریوں کے خلاف اظہار ناراضگی کرنے کی خاطر کئی گرجوں میں بھی آگ لگا دی۔

اسمبلی کا اعلان

ایک طرف تو انقلاب انگیز قتل آگ اور بربادی پھیلانے میں مصروف تھے اور دوسری جانب نیشنل اسمبلی "فرمان حقوق" مرتب کرنے میں مصروف تھی۔ جو جدید آئین میں سب سے ضروری چیز تھی۔ نیشنل اسمبلی نے اعلان کیا کہ امیروں کو اپنے طرز عمل سے ظاہر کرنا چاہیئے کہ ان کو فرانچ قوم کے عام لوگوں کی حالت کی درستی سے ہمدردی ہے۔ اس کے لیئے ان کو اپنے خاص حقوق اور خطابات ترک کر دینے چاہئیں۔ اسلیئے امیروں اور درباریوں نے اپنے تمام خاص حقوق اور خطابات سے مجبوراً دستبرداری دیدی۔ ہر خاص فرقہ یہہ ثبوت دینے کی خاطر کہ وہ عام لوگوں کی بہتری کے لیئے قربانی دینا چاہتا ہے۔ ایک دوسرے کے مقابلہ میں بڑی آمادگی کا اظہار کرتا تھا اسمبلی نے ۴ اگست ۱۷۸۹ء کے اجلاس میں غلامی، مزدوروں کی بیگاری۔ ان کے ٹیکس اور تمام خاص حقوق اور اعزازات کو تمام ملک میں منسوخ کر دیا۔ اسمبلی نے یہہ اعلان بھی کر دیا کہ قانون اور ٹیکس کے معاملہ میں تمام لوگوں کا درجہ مساوی ہے۔ علاوہ اس کے ایک تمغہ بنایا گیا۔ جس میں لوئی کو آزادی کا بحال کرنے والا ظاہر کیا گیا۔ اس کے متعلق رسم میں لوئی خود شریک ہوا۔ اسمبلی نے "فرمان حقوق شایع کر دیا۔ جس میں یہہ بات بھی شامل تھی۔ کہ ظلم و جبر کا مقابلہ کیا جائے۔ وسطی زمانہ کا طریقہ منسوخ کر دیا۔ جس کی غرض یہہ ہے کہ جاگیرداری بعوض خدمات جنگی ہونی چاہیئے۔ جیوری کے ذریعہ مقدمات کی سماعت اور مذہبی معاملات میں آزادی کو رواج دیا گیا۔ کلیسا کو تمام مقبوضہ چیزوں سے محروم کیا گیا۔ فرانس کی تمام سیاسی حالت بالکل

بدل دی گئی۔ ہر شخص کو اسمبلی کے انتخاب میں ووٹ دینے کا حق دیا گیا۔ فرانس کی تقسیم صوبوں۔ ضلعوں اور قصبوں میں کی گئی۔ تاکہ انتظام سلطنت آسانی سے کیا جائے۔

بادشاہ کے متعلق شکوک

لوئی نے اگرچہ ملک کے سامنے سر جھکا دیا تھا مگر اس کی نیت صاف نہ تھی اور اس نے اسمبلی کے پاس کیے ہوئے ریزولیوشنوں کو قوانین کی حیثیت سے شائع کرنے میں پس و پیش کیا۔ اس سے لوگوں کو اس کی نیک نیتی اور صداقت کی نسبت شکوک پیدا ہو گئے۔ ان شکوک کو اس وقت تقویت حاصل ہو گئی جبکہ فلینڈرس فوج کو ورسیلز میں بلایا گیا۔ بادشاہ ملکہ اور شہزادی نے یہ نادانی کی کہ شاہی باڈی گارڈ نے اس فوج کے افسروں کو ایک دعوت دی تو بادشاہ وغیرہ اس میں شامل ہوئے۔ دعوت میں شاہ کا جام صحت نوش کیا گیا۔ کئی اور افسروں کا جام صحت بھی نوش کیا گیا اور شراب کے نشہ میں ان حقوق اور آزادیوں کے خلاف جو حال میں دی گئی تھیں۔ تقریریں کی گئیں۔ اس دعوت کے مبالغہ آمیز حالات پیرس میں شائع کیے گئے۔ اس سے لوگوں کو یہ اندیشہ ہو گیا کہ سابق دور ظلمرانی کو پھر بحال کیا جائیگا۔ ورسیلز سے فوج پیرس آئے گی وہ انقلاب کے مقابلہ میں انقلاب کھڑا کرے گی۔

شاہی محل پر دھاوا

اگست اور ستمبر ۱۷۸۹ء میں اسمبلی فرانس کے لیے نیا فوجی آئین بنانے میں مصروف رہی۔ اور پیرس میونسپل کمیٹی غریبوں کے لیے غلہ بہم پہنچانے میں لگی رہی۔ اگست کے آخر میں قحط کی سختی بہت بڑھ گئی تو پیرس کی سڑکوں

میں "روٹی روٹی" کی صدائیں بلند کی گئیں۔ روٹی کی خاطر کئی فسادات بھی ہوئے اس اثناء میں عوام کے لیڈر لوگوں کو یہ اشتعال دیتے رہے کہ ان کی طرف سے یہ مطالبہ ہونا چاہیئے کہ اسمبلی اور بادشاہ ورسیلز سے پیرس آ جائیں۔ ۵ اکتوبر ۱۷۸۹ء کو ادنےٰ درجہ کے لوگوں کا ایک ہجوم جس میں زیادہ تر عورتیں تھیں لاٹھیاں اور دیگر اسلحہ لیکر پیرس سے ورسیلز جانے کے لیئے روانہ ہوا۔ ہجوم نے مطالبہ کیا کہ اسمبلی اور بادشاہ دونوں ہی پیرس آ جائیں اور غریبوں کے لیئے روٹی کا انتظام کریں۔ رات کو اس ہجوم نے شاہی محل پر دھاوا بول کر شاہی گارڈ کے کئی سپاہی ہلاک کر دیئے۔ ہجوم ملکہ کی خوابگاہ میں بھی گھس گیا۔ اور اسے سنگینوں سے خوفزدہ کیا۔ ملکہ بھاگ کر بادشاہ کے کمرہ میں چلی گئی۔ اگر لافائیٹ فوج لیکر نہ آ جاتا تو ہجوم تمام شاہی خاندان کو قتل کر دیتا۔ اور وہ تلیریس نامی عمارت پر قابض ہو جاتا۔ اس واقعہ کے بعد ہی اسمبلی پیرس میں آ گئی۔

بادشاہ کا حلف

فرانس میں ادنےٰ طبقہ کا بڑا زور تھا۔ ان کو شاہی خاندان اور امیروں کے خلاف برابر جوش دلایا جاتا رہا۔ مارٹ نے اپنے اخبار کے ذریعہ یہ کام کیا سیاسی کلبوں کے ذریعہ بھی لوگوں کو بھڑکایا گیا۔ جن میں سے ایک کا نام جیکوبین کلب تھا۔ فرانس میں اس کی جا بجا شاخیں تھیں۔ یہ کلب مساوات اور آزادی کا حامی تھا۔ ایک اور اسی قسم کا کلب گارڈ بلییرز نامی تھا۔ جس کے لیڈروں میں ڈانٹن اور ڈیس مولنس جیسے انقلاب انگیز شامل تھے۔ ان کے علاوہ ایک کلب آگئی بادشاہت کا حامی تھا۔ ۱۲ جولائی کو قلعہ بیسٹائل کی تباہی کا دن تھا۔ جس میں تمام فرقوں کے لوگوں

نے بڑی سرگرمی اور دلچسپی سے کام لیا۔ بادشاہ۔ ممبران اسمبلی اور قومی فوج کی طرف سے لافائیٹ نے یہہ حلف اُٹھایا کہ وہ اس جدید آئین کی حمایت کرینگے جسے اسمبلی مرتب کر رہی ہے۔

شاہ کیخلاف مزید شکوک

فرانس میں انقلاب کی سپرٹ جاری تھی کہ نیکر وزارت سے الگ ہوکر سوئٹزرلینڈ چلا گیا۔ میرابو جو انقلاب کا زبردست تریں حامی تھا۔ اب آئینی بادشاہت کا حامی بن گیا تھا۔ اور وہ شاہی اختیارات میں کتر بیونت کا مخالف تھا۔ اس کی رائے تھی کہ فرانس کے لیے جمہوری حکومت نہیں بلکہ شاہی حکومت موزوں ہے۔ لوئی میں میرابو کی وجہ سے اپنی امیدوں کے بر آنے کا حوصلہ پیدا ہو گیا تھا۔ مگر میرابو اپریل ۱۷۹۱ء میں فوت ہوگیا اور بادشاہ جیکوبین فرقہ کے بڑھتے ہوئے اثر کا مقابلہ نہ کرسکا۔ اس عرصہ میں لوئی کے خلاف تازہ شکوک پیدا ہو گئے۔ اس نے مہاجرین کو غداران ملک قرار دینے سے انکار کر دیا۔ اس سے انقلاب انگیزوں کے اس یقین کو زیادہ تقویت حاصل ہو گئی کہ وہ اس آئین کا دل سے حامی نہیں جو بنایا جا رہا ہے۔ لوگوں کے شکوک کے باعث لوئی کو اپنی سلامتی کے خلاف خطرہ پیدا ہو گیا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ فرانس سے چلا جائے اور باہر جا کر ہاتھ پاؤں مارے۔

بادشاہ کی فراری و گرفتاری

لوئی نے ایک خط لکھا جس میں ان تمام تدابیر کے خلاف پروٹسٹ کیا گیا تھا۔ جو اس سے اکتوبر ۱۷۸۹ء سے لیکر منظور یا قبول کرائی گئی تھیں یہہ خط اس نے محل میں چھوڑ دیا۔ اور ۲۱ جون ۱۷۹۱ء میں ایک بڑی

گاڑی میں سوار ہو کر پیرس سے چلدیا۔ لیکن اسے فرانس سے نکل جانے میں کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ ایک جگہ اس نے گاڑی سے باہر جھانکا ہی تھا کہ اسے مینی ہولڈ کے پوسٹ ماسٹر ڈروئیٹ نے شناخت کر لیا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر وارنیز گیا تاکہ شاہ کی فراری کی خبر کر دے۔ جب شاہ کی گاڑی اس مقام میں پہنچی۔ تو سڑک بند تھی۔ گاڑی کو انقلاب انگیزوں کی جماعت نے گھیر لیا۔ سپاہیوں کی ایک جماعت بھی وہاں آگئی۔ اور اس نے لوئی سے پوچھا کہ کیا ہم تمہارے ہجوم میں سے نکل جانے کا راستہ پیدا کر دیں۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا اس سے جانوں کا نقصان تو نہ ہوگا۔ جواب ملا کہ نقصان ضرور ہوگا۔ اس پر لوئی نے اطاعت قبول کر لی۔ ایک پُرجوش اور گستاخ ہجوم لوئی اور شاہی خاندان کے دیگر لوگوں کو پیرس لے گیا۔ جہاں اسے ٹیولیرس نامی محل میں رکھا گیا۔

شاہِ فرانس کی مصیبت

جب لوئی اور ملکہ وغیرہ کو گرفتار کر کے واپس لایا گیا تو ان کو ٹیولیرس نامی عمارت میں رکھا گیا۔ نیشنل اسمبلی نے یہ کارروائی کی کہ رعایا و فرانس کے مطالبات کے مطابق اس وقت تک شاہی اختیارات عارضی طور پر معطل کر دیئے جائیں۔ جب تک کہ بادشاہ نئے آئین کی تعمیل اور پابندی کے لیئے حلف نہ اٹھائے۔ یہ آئین مکمل ہو چکا تھا۔

بادشاہ کا بیان

۲۶ جون کو اسمبلی نے قرار دیا کہ ایک عدالت کے ذریعہ فی العذر ان تمام

لوگوں کے جرائم کی سماعت کی جائے جو اس شبہ میں گرفتار کیے گئے ہیں کہ شاہ کی فراری میں ان کا ہاتھ تھا۔ اور یہہ کہ اسمبلی کے تین ممبروں کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو بادشاہ اور ملکہ کا بیان قلم بند کرے۔ ۲۷ جون کو یہہ کمیٹی ٹلیریس میں گئی۔ اور اسے اسمبلی کا حکم سنایا۔ لوئی نے کہا کہ میری روانگی کی وجہ وہ سختی اور دھمکی تھی جو ۱۸ اپریل کو مجھے اور میرے خاندان کو دی گئی تھی۔ بہت سی تحریروں میں میرے اور میرے خاندان کے خلاف تشدد کرنے کا اشتعال دلایا گیا۔ مگر اشتعال دلانے والوں کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔ اس وقت سے مجھے یقین ہو گیا کہ پیرس میں نہ تو ہم محفوظ ہیں اور نہ ہی ہمارے ساتھ عمدہ سلوک کی توقع ہے۔ اس لیے میں پیرس سے رات کو چلا گیا۔ مگر میرا یہ ارادہ نہ تھا۔ کہ میں سلطنت سے باہر جاؤں۔ اس کے متعلق میں نے نہ تو غیر ملکی سلطنتوں اور نہ اپنے رشتہ داروں سے کوئی قرارداد کی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ میرے اور میرے خاندان کے لیے مونٹ میڈی میں ٹھہرنے کی خاطر مکان تجویز کیا گیا۔ یہہ مقام میں نے اس لیے تجویز کیا کہ وہ قلعہ بند ہے اور ہم وہاں سلامت رہ سکتے تھے۔ وہاں سے میں جبکہ حالات اجازت دیتے۔ تو اپنی سلطنت کے کسی اور موزوں مقام میں چلا جاتا۔ اگر میرا ارادہ سرحد سلطنت سے باہر جانے کا ہوتا تو میں اپنی روانگی کے دن ہی اہل فرانس کے نام اپنا اعلان شائع نہ کرتا۔ بلکہ سرحد پار جا کر اس کی اشاعت کرتا۔

ملکہ کا بیان

لوئی نے اس بیان پر دستخط کر دیے۔ جس کے بعد تینوں ممبروں نے بھی اس پر دستخط کیے۔ اس کے بعد ملکہ کے پاس وہ کمشنر گئے۔ تو ملکہ نے یہ

بیان دیا۔ کہ چونکہ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے بچوں سمیت چلا جائے۔ اس لیئے دنیا میں کوئی بات بھی مجھے اس کے ساتھ جانے سے نہیں روک سکتی تھی۔ میں دو سال میں کافی طور سے ثابت کر چکی ہوں کہ میں بادشاہ سے کبھی جدا نہ ہونگی۔ میرے ارادہ کو جس بات نے زیادہ پختہ کیا۔ وہ بادشاہ کی طرف سے اس یقین کا دلایا جانا تھا کہ بادشاہ سلطنت سے باہر ہرگز نہ جائیگا۔ اگر اس نے باہر جانے کی خواہش ظاہر کی ہوتی تو میں اسے باہر جانے سے روکنے کے لیئے اپنا تمام اثر و رسوخ استعمال کرتی۔ ملکہ نے اپنے بیان کے باقی حصہ میں بعض باتوں کے چھپانے کے لیئے کوشش کی تھی۔ ملکہ سے اس کے بیان پر دستخط کرائے گیئے۔ اور دونوں بیانات اسمبلی کے حوالہ کر دیئے گیئے۔

بادشاہ کا حلف

اس کے بعد اور معاملات پر جو بادشاہ سے تعلق رکھتے تھے اسمبلی اور جیکوبن کلب میں بحث ہوتی رہی۔ آخر کار ۱۲ ستمبر ۱۷۹۱ء کو لوئی سے نئے آئین کے ساتھ وفادار رہنے اور اسکی حمایت کرنے کا حلف لیا گیا۔ اس نے حلف اُٹھایا کہ وہ اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے مقابلہ میں آئین کی حمایت کریگا۔ لوئی اسمبلی میں گیا تو ممبروں نے اُٹھ کر تعظیم نہ دی۔ لوئی نے کھڑے ہو کر اپنا اعلان پڑھا۔ جس کے آخر میں یہ حلف اُٹھایا۔

میں سنجیدگی کے ساتھ اس قبولیت کو مقدس درجہ دیتا ہوں۔ جو میں نے آئینی قانون کے متعلق ظاہر کی ہے۔ اور اس لیئے میں حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں قانون اور قوم کے ساتھ وفادار ہونگا اور مجھے جو اختیار دیا گیا ہے۔ اسے ملک میں آئین کے قائم رکھنے اور قانون کی تعمیل کرانے میں استعمال

کرونگا۔ خدا کرے کہ یہہ قابل یادگار زمانہ ہمارے درمیان امن و اتحاد قایم کرائے۔ اور وہ لوگوں کی مسرت و خوشحالی اور سلطنت کی بہبودی کا آغاز کرنے والا ہو۔

اسمبلی کا خاتمہ

آئین کے منظور کرنے کے بعد اسمبلی نے یہ قرارداد پاس کی کہ اس کا کوئی ممبر آئندہ اسمبلی کا ممبر نہ بنایا جائے۔ اس کے بعد قرار دیا گیا کہ اسمبلی توڑ دی گئی۔ یہہ ۳ ستمبر ۱۷۹۱ء کا واقعہ ہے۔ اس روز اجلاس اسمبلی میں بادشاہ لوئی نے ایک اور تقریر کی جو صداقت سے بالکل خالی تھی چنانچہ تقریر میں اس نے کہا کہ شاید یہہ زیادہ موزوں ہوتا کہ اسمبلی اسقدر جلد نہ توڑی جاتی بلکہ اور کچھ عرصہ نشست کرتی تاکہ جو کام کرنا ہے وہ ہو جاتا۔ میں نے غیر ملکی حکومتوں کو مطلع کر دیا ہے کہ میں نے اپنے ملک کا آئین قبول کر لیا اور میں ہمیشہ یہہ کوشش کرونگا کہ اس آئین کی فرانس میں اور اس کے باہر عزت کی جائے۔ بادشاہ کے بعد اسمبلی کے صدر نے اعلان کیا۔ کہ چونکہ اسمبلی اپنا مشن پورا کر چکی۔ اس لیئے اب اس کی زندگی کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔

اسمبلی میں شاہ کا درجہ

اس کے بعد نئی اسمبلی میں مختلف فرقوں کے نمائیندوں کا انتخاب کیا گیا اور اسمبلی کا نام لیجسلیٹو اسمبلی رکھا گیا۔ اس کے انتخاب میں جمہوری اصولوں کے حامیوں کی کامل فتح رہی۔ شاہ پرستوں نے اس انتخاب میں کوئی کوشش نہیں کی۔ اس کا یکم اکتوبر کو اجلاس ہوا۔ اس میں تین پارٹیاں تھیں۔ جدید اسمبلی نے کئی باتیں قرار دیں۔ ان میں سے ایک بادشاہ کے متعلق تھی

اور وہ یہ تھی کہ جب بادشاہ اسمبلی کے اجلاس میں آئے تو ممبران ٹوپیاں سروں سے اتار کر کھڑے ہو جائیں اور جب وہ میز کے قریب پہنچ جائے تو ممبران بیٹھ جائیں اور ٹوپیاں پہن لیں۔ بادشاہ کی نشست اس قسم کی ہو جیسی کہ صدر اسمبلی کی ہے۔ جو کہ لوگوں کا نمائندہ ہے۔ اور یہ کہ بادشاہ کو فرانسیسیوں کا بادشاہ کہلانے پر اکتفا کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد جب اسمبلی کا ایک اجلاس ہوا تو بادشاہ کے ساتھ بڑی تعظیم کا سلوک کیا گیا۔ اس اجلاس میں اس نے جو تقریر پڑھ کر سنائی۔ اس کا خاص مطلب یہ سفارش تھی۔ کہ ممبران ایک دوسرے پر اعتماد کریں اور آپس میں اتحاد رکھیں اس میں فرانس کے مالیات۔ فوج اور سفارتی تعلقات کا ذکر بھی تھا۔ شاہ نے کہا کہ وہ ملک میں امن وامان قائم کریگا۔ فوج میں ڈسپلن جاری کیا جائیگا سلطنت کی بہترین حفاظت کی جائے گی۔ اور دوسری سلطنتوں کو انقلاب فرانس کے متعلق ایسے خیالات دیئے جائیں گے جن کی بدولت اُن کے ساتھ عمدہ تعلقات پیدا ہو جائیں۔

اہل فرانس کی ناراضی

فرانس کی لیجسلیٹو اسمبلی نے سب سے اول جو تجاویز پاس کیں وہ یہ تھیں کہ پادریوں سے اور مہاجرین سے جو کوبلینز میں جمع ہو گئے تھے حلف لیئے جائیں۔ پادری انقلاب انگیز حلف اُٹھانے سے انکاری تھے۔ مہاجرین دوسری سلطنتوں کو بھڑکا رہے تھے کہ وہ فرانس کے خلاف جنگ کریں۔ تاکہ فرانس میں پھر ظالمانہ دور حکومت بحال ہو جائے۔ اسمبلی نے ان پادریوں کی گرفتاری کے لیئے حکم دیا جنہوں نے حلف نہیں اُٹھایا تھا۔ اور مہاجرین کی نسبت قرار دیا کہ وہ غدار اور سازشی ہیں۔ ان کی جائدادوں کو ضبط کرنے کیلئے

کوشش کی گئی۔ ان قوانین کو بادشاہ نے نامنظور کر دیا۔ اور اس طور سے پادریوں اور مہاجروں کو سزا سے موت سے بچا لیا۔ اس سے فرانس کے لوگوں میں ناراضگی کی لہر دوڑ گئی۔ اور ان کو یقین ہو گیا کہ بادشاہ اور شاہی خاندان۔ مہاجرین۔ آسٹریا کے بادشاہ لیوپولڈ دوئم کے ساتھ شہنشاہ جرمنی بھی تھا کے ساتھ سازش کر رہے ہیں۔ لیوپولڈ ملکہ فرانس کا بھائی تھا۔ اور وہ نئی طرز حکومت کو تباہ کرنے اور فرانس میں قدیم طرز حکومت بحال کرنے کی فکر میں لگا ہوا تھا۔

انقلاب انگیزوں کیخلاف سازش

جب سے فرانس میں انقلاب شروع ہوا تھا۔ تب ہی سے شاہان یورپ جمہوریت کی ترقی سے خائف تھے۔ انگلستان کے مشہور فصیح البیان سپیکر ریڈسٹر برک نے بھی اس بارہ میں ایک کتاب لکھی۔ یہ بات عیاں ہو چکی تھی کہ لیوپولڈ شاہان سپین اور نیپلز جو لوئی کے رشتہ دار تھے۔ وہ فرانس کے شاہی خاندان کی حفاظت کے لیے آمادہ ہو چکے تھے۔ روس کی ملکہ کیتھرائن نے ٹرکی سے جنگ ختم کر کے پولینڈ کے متعلق اپنے منصوبہ کو تقویت دینی چاہی اور اس کے متعلق اس نے فرانس کی بادشاہی کو بچانے کی خاطر آسٹریہ اور پروشیا میں لڑائی کرانے کی فکر کی۔ اس کے بعد لیوپولڈ اور شاہ پروشیا فریڈرک نے اگست ۱۷۹۱ء میں مطالبہ کیا کہ فرانس کے طرز حکومت میں اصلاح کی جائے۔ انہوں نے دیگر یورپین سلطنتوں سے اپیل کی کہ وہ لوئی سولہویں کا اختیار بحال کرائیں۔ اس پر آسٹریہ۔ پروشیا۔ سپین اور سارڈینیہ کی فوجیں فرانس کے انقلاب کو مٹا دینے کے لیے جمع ہوئیں۔ مگر انگلستان اس تحریک میں شامل نہ ہوا

لوئی کے بھائی کاؤنٹ آف پروینس نے فرانس سے بھاگ کر کوبلینز میں مہاجرین کی کمان ہاتھ میں لے لی۔ اس نے وہاں دربار قایم کیا۔ مگر لیوپولڈ اور سویڈن کے بادشاہ گسٹاوس کا مارچ ۱۷۹۲ء میں انتقال ہوگیا۔ اس لیئے فرانس کے انقلاب انگیزوں کے خلاف اتحاد مکمل نہ ہو سکا۔

غیر سلطنتوں سے جنگ

فرانس کے لوگوں کو غیر سلطنتوں کی یہہ مداخلت گوارا نہ ہوئی کہ حکومت فرانس میں اصلاح کی جائے۔ اُدھر آسٹریہ اور پروشیہ معاملات فرانس میں مداخلت کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ اسمبلی کی تحریک پر ۲۰ اپریل ۱۷۹۲ء کو لوئی نے خود اپنے بھتیجے کے خلاف جو آسٹریہ کا بادشاہ فرانسس دوئم تھا جنگ کے اعلان پر دستخط کر دیئے۔ حالانکہ فرانسس دراصل لوئی کا مددگار تھا۔ جنگ ہوئی جس میں فرانسیسی فوجوں کو ناکامی رہی۔ اس سلسلہ میں جو تدابیر اختیار کی گئیں۔ ان میں سے ایک یہہ تھی کہ فرانس کے شمالی صوبوں سے ۲۰ ہزار جمہوریت پسندوں کو پیرس بلایا جائے تاکہ وہ قلعہ بیسٹائیل کی فتح کا جشن منائیں۔ اور پیرس کی حفاظت کا کام انجام دیں۔ لوئی نے اس تجویز کو منظور کرنے سے انکار کیا۔ اس پر رولینڈ کی وزارت مستعفی ہوگئی۔ بادشاہ نے مہاجرین کے خلاف تجویز کو بھی منظور نہ کیا۔ ان دونوں باتوں سے فرانس کے لوگوں میں بڑی ناراضگی کا ظہور ہوا۔ رولینڈ نے ایک خط میں شاہ کی سلامتی کی اور انقلاب انگیزوں نے بغاوت کا علم بلند کر دیا۔ ۲۰ جون کو ٹینس کورٹ کی سالگرہ تھی۔ اس روز ایک پُر غضب ہجوم لاٹھیوں۔ برچھیوں۔ تیروں سمیت ٹلیرس میں داخل ہوا تاکہ بادشاہ پر زور دیا جائے کہ وہ ان پادریوں کے خلاف احکام کو منظور کرے جنہوں نے حلف

نہیں اٹھایا ہے۔ اور نیشنل گارڈ کو مقرر کیا جائے۔ ہجوم کی ملامت تو تی کی گھنٹے برداشت کرتا رہا۔ ہجوم نے اس کے سر سے تاج اُتار کر اس کو سرخ ٹوپی پہنا دی۔ نیشنل گارڈ نے پیٹن کی سرکردگی میں وہاں پہنچکر بادشاہ کو ہجوم کے ہاتھوں سے بچایا۔

اہل فرانس کا مطالبہ

مہاجرین کی سازش اور آسٹریہ و پرشیہ کی طرف سے فرانس پر فوجکشی نے انقلاب انگیزوں کو بھڑکا دیا۔ اور فیڈرل فوج بلائی گئی۔ جولائی ۱۷۹۲ء کے آخر میں آسٹریا و پرشیہ کی فوج نے صوبہ لورین میں پیش قدمی کی اور مہاجرین کی شہ پر یہ اعلان شائع کیا گیا کہ اہل فرانس اپنے جائز بادشاہ کے آگے سر اطاعت خم کر دیں۔ اور اگر شاہی خاندان کو نقصان پہنچایا گیا تو پیرس کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا جائیگا۔ اگر اہل فرانس اپنے بادشاہ کی اطاعت قبول کر لیں تو اُن کو شاہ سے معافی دلا دی جائے گی۔ اس اعلان کے باعث پیرس کے انقلاب انگیز جوش میں آگئے۔ اور ان میں مہاجرین اور ان کے غیر ملکی دوستوں کے خلاف سخت جذبہ ناراضگی پیدا ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۰ اگست ۱۷۹۲ء کو پیرس کے لوگ پیٹن کی سرکردگی میں اسمبلی میں پہنچے اور مطالبہ کیا کہ لوئی کو فی الفور تخت سے اتار دیا جائے ۶۔ اگست کو فیڈرل فوج نے بھی یہی مطالبہ پیش کر دیا۔ اسمبلی نے پس و پیش کیا۔ لیکن آخر کار فیصلہ کیا کہ بادشاہ کو نہ تو گرفتار کیا جائے اور نہ اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ اس سے ہجوم ناخوش ہو گیا اور اس نے خود اپنے مقصد کو انجام دینے کی کوشش کی۔

محل پر ہجوم کا حملہ

اسبلی کے فیصلہ سے صورت معاملات بد سے بدتر ہو گئی اور لوگ محل ٹلیریس پر پہنچ گئے۔ ان کا سرغنہ ڈانٹن تھا۔ محل کی حفاظت کے لیئے سوئیس گارڈ اور نیشنل گارڈ کے ۹۰۰ نوجوان موجود تھے۔ ہجوم نے اپنی توپوں کے منہ محل کی طرف کر دیئے۔ نیشنل گارڈ ہجوم پر فیر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیئے وہ منتشر ہو گیا۔ ہجوم کی رفتہ رفتہ ہمت بڑھ گئی۔ اور اس کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ بادشاہ کو تخت سے معزول کر دیا جائے۔ ہجوم کی توپیں سر ہونے لگیں۔ اور ڈھول بجنے لگے۔ تب سے درباریوں اور شاہی خاندان کے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کے بے رحم دشمن محل کے دروازوں پر آ پہنچے۔

شاہی خاندان اسبلی ہال میں

اس وقت ملکہ نے بادشاہ سے کہا کہ اب وقت ہے کہ یا تو آپ ہجوم کو دیدار دیں۔ ورنہ پھر کبھی دیدار کام نہ آئیگا۔ لوئی نے اپنا ٹوپ سر پر رکھا اور مارشل میل کے ہمراہ محل سے نیچے اتر آیا۔ اسے دیکھ کر ہجوم نے جوش سے نعرہ لگایا۔ اس وقت لوئی کو کوئی پریشانی نہ تھی۔ بعض لوگ بادشاہ کو "مُکے" دکھاتے رہے۔ اس سے لوئی پر خوف طاری ہو گیا۔ اس وقت رودریر نے مشورہ دیا کہ شاہی خاندان کو اسبلی کی عمارت میں پناہ لینی چاہیئے۔ بادشاہ اسبلی کی طرف چل دیا۔ راستہ میں دو وزیر ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ جواب دیا کہ اسبلی میں جا رہے ہیں۔ تاکہ شاہی خاندان کے لوگوں کی حفاظت کے لیئے مدد لیں۔ غرضیکہ بادشاہ اور شاہی خاندان کے اراکین اسبلی ہال میں

چلے گئے۔ جہاں وہ ۱۴ گھنٹے تک رہے۔

شاہی محل میں قتل عام

جب شاہی خاندان کے اراکین اسمبلی ہال میں چلے گئے تو ہجوم آگے بڑھا۔ اور اس نے محل تلیئرس میں داخل ہونے کیلئے کوشش کی۔ اس پر سوئیس گارڈ نے ہجوم پر فایر کر دیئے۔ بس غضب ہو گیا۔ ہجوم پیچھے ہٹا دیا گیا۔ اور اس کے دو سو آدمی مارے گئے۔ اسمبلی کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ وہ گارڈ کو فایر کرنے سے روک دے۔ جونہی کہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ تو غضبناک ہجوم نے محل پر دھاوا بول دیا۔ اور جو کوئی محل کے اندر ملا اسے بڑی بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ اور محل کا تمام اسباب توڑ پھوڑ ڈالا۔ اس طور سے تقریباً پانچہزار آدمی۔ جن میں سے سات سو سوئیس گارڈ کے سپاہی تھے ہجوم کے غضب کا شکار ہو گئے۔ سوئیس گارڈ کے لوگوں کو بڑی بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ وہ جب سخت زخمی اور خون سے شرابور ہو گئے تو انہوں نے چلا چلا کر رحم کے لیئے درخواست کی۔ اور ہتھیار ڈال دیئے۔ فرانس والوں نے ان کے ساتھ رحم کا مطلق سلوک نہ کیا۔ بلکہ فایر کرنے کا دل کھول کر انتقام لیا۔ عورتیں اور بچے بھی جو برچھیوں اور خنجروں سے مسلح تھے۔ گارڈ والوں کو ہلاک کرنے میں شریک رہے۔

شاہی خاندان قید میں

یہ ۱۰۔ اگست کا خونی دن تھا۔ اس روز کے واقعات نے فرانس میں شاہی حکومت کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد ہی اسمبلی

نے فاتح ہجوم کے مطالبہ پر اور اسمبلی کے صدر وو گنوڈ کے مشورہ سے بادشاہ کے اختیار کو معطل کر دیا۔ اور اعلان کیا کہ ۲۲ ستمبر کو ایک قومی مجلس منعقد کی جائے۔

۱۳۔ اگست کو بادشاہ اور اس کے خاندان کو ایک مکان میں قید کر دیا گیا۔ جو تاریک اور پرانی عمارت تھی۔ اور ٹیمپل کہلاتی تھی۔ پیرس میں جو کمیٹی عام لوگوں کی تھی۔ اس کی تمام فرانس میں حکومت قائم ہو گئی جب بادشاہ کو اس کے اختیار سے محروم کر دیا گیا۔ تو لیجیسلیٹو اسمبلی نے نئی وزارت قائم کی۔ رولینڈ کو وزیر اعظم مقرر کیا۔ ڈانٹن کو جو بڑا بے خوف شخص تھا وزیر انصاف بنایا گیا۔ یہہ وزارت اور پیرس کی کامن کونسل جنہوں نے برچھی بردار سپاہی پیرس میں مقرر کیئے تھے اب یہہ دونوں ہی اپنے طور پر تمام باتوں اور کاموں کا انتظام کرتے تھے۔ شہر میں ہر طرف آزادی کے نعرے لگائے جاتے تھے۔ اور کہا جاتا تھا کہ اب سلطنت محفوظ ہو گئی۔

عدالت کا تقرر

۱۳ سے لیکر ۱۶ اگست تک اس مطالبہ کو منظور کرنے کیلیئے کارروائی کی گئی۔ کہ اہل فرانس کے دشمنوں کو فوراً سزا دیجائے۔ اور عدالت مقرر کی جائے۔ ساتھ ہی مطالبہ کیا گیا کہ لوئی اور اس کی ملکہ میری کو جو خون کے پیاسے رہے ہیں۔ لوگوں کو ان کے خون سے سیر کیا جائے اسمبلی کو جب بہت دھمکایا گیا تو ۱۷ اگست کو عدالت مقرر کر دی گئی اس کے بعد عدالت انقلاب قایم ہوئی جو زیادہ خونخوار تھی۔ ۱۸ اگست کو عدالت کے جج اور جیوری مقرر کیئے گئے اور روبیسپیری عدالت کا صدر افسر

مقرر کیا گیا۔

حفاظتی کمیٹی کا تقرر

مارٹ کی صدارت میں حفاظتی کمیٹی مقرر کی گئی۔ جس نے جاسوسی کا طریقہ جاری کیا۔ تاکہ سلطنت کے دشمنوں اور اس کے خلاف سازش کرنے والوں کا سراغ لگایا جائے۔ انقلابی عدالت میں نئے جج مقرر کیے گئے۔ اور اسے مارشل لا کے اختیارات دیئے گئے۔ اس کے فیصلے آخری ہوتے تھے۔ جن میں کوئی ترمیم نہیں ہوسکتی تھی۔ اس عدالت نے غداروں سے خوب انتقام لیا۔ بہت سے لوگ اس کے حکم سے ہلاک کیے گئے۔

سازشیوں کا قتل

لافائیٹ نے کوشش کی کہ اگر ممکن ہو تو بادشاہ کی زندگی بچالی جائے اس پر اسے حکم دیا گیا کہ وہ اسمبلی کے سامنے اپنی روش کی جوابدہی کرے اس لیے وہ بھاگ کر آسٹریا کے علاقہ نیوالینڈر میں چلا گیا۔ جہاں اسے پانچ سال تک قید میں رہنا پڑا۔ ٹیلیرانڈ بھاگ کر انگلستان گیا اور وہاں سے امریکہ چلا گیا۔ اور جب فرانس میں انقلاب کا زمانہ گذر گیا تو وہ واپس آیا۔ عدالت نے بہت سے پادریوں اور امیروں کو قتل کرایا۔ سب سے حیرت انگیز قتل شہزادی ڈمبل کا تھا۔ اسے قتل کرکے لوگوں نے اس کا سر۔ اس کا دل۔ اس کے اعضا کو برچھیوں کی نوکوں پر ٹانگ دیا اور ان کا گیت گاتے ہوئے شہر میں جلوس نکالا۔ علاوہ اس کے سینکڑوں ہی سیاسی قیدی قتل کیے۔ نہ صرف پیرس میں بلکہ فرانس کے اور شہروں میں بھی کشت و خون جاری رہا۔ ایک اور کمیٹی جس کے ۲۱ ممبر تھے۔ لوئی کے خلاف الزام کی سماعت کے لیے مقرر ہوئی۔ اس کمیٹی نے مختلف مقامات

سے ہاتھ لگنے والے کاغذات کی پڑتال کے بعد قرار دیا کہ لوئی نے ایسی باتیں بھی کی ہیں کہ تاج و تخت سے محروم کیے جانے کے بعد اسے اور بھی سزا ملنی چاہیئے۔

ملکہ کی سہیلی کا قتل

بادشاہ کے محل کے نیچے پھانسی گاڑی گئی۔ اور اس سے لوگوں کے سر قلم کرائے گئے۔ اس پر سب سے اول شاہزادی لمبیل کو قربان کیا گیا جو ملکہ کی سہیلی تھی۔ اس کا سر نیزہ پر رکھ کر کھڑکی میں سے ملکہ کو دکھایا گیا۔ ملکہ اسے دیکھ بے حد خوفزدہ ہوئی۔ کئی اور مقامات میں بھی اسی قسم کی پھانسیاں گاڑی گئیں۔ نیشنل کونسل نے پہلے ہی اجلاس میں قرار دیا تھا کہ شاہی حکومت توڑ دی گئی۔ اور جمہوری حکومت قایم کر دی گئی۔ یہ ۲۲ ستمبر کا واقعہ ہے اس سے انقلاب انگیزوں کا حوصلہ بڑھ گیا تھا

شاہ فرانس کی حمایت میں جرمن آسٹرین اور دیگر غیر ملکیوں نے فرانس پر فوجکشی کی مگر ان کو اہل فرانس نے شکست دیدی۔ ان فتوحات سے انقلاب انگیزوں میں جوش بہت بڑھ گیا۔ اور فرانس میں جو جمہوری حکومت قایم ہوئی تھی اسے دوسرے ملکوں نے بھی تسلیم کر لیا۔

چاقو استرے اور قینچیاں لے لی گئیں

اس کے بعد لوئی کے خلاف مقدمہ چلانے کے لیے کارروائی کی گئی اس کے سلسلہ میں ایک بڑی دلچسپ بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ وہ یہ کہ ۷ دسمبر ۱۷۹۲ء کو ایک میونسپل افسر ایک وفد لیکر اس مقام میں گیا۔ جہاں بادشاہ کو حراست میں رکھا گیا تھا۔ اس کے سپرد یہ حکم سنانا تھا کہ جتنے لوگ حراست میں ہیں۔ ان سے چاقو استرے قینچیاں اور دیگر

تیز دھار والے اوزار سے لیئے جائیں۔ جو معمولی مجرموں سے بھی لے لیے جاتے ہیں۔ اور یہ کہ ان چیزوں کے لینے کیلئے نہایت احتیاط اور سختی کے ساتھ تلاشی لی جائے۔ لوئی نے اپنی جیب سے ہاتھ نکال لیئے اور ایک چھوٹا سا قلمتراش (چاکو) ایک پاکٹ بک اور ایک چھوٹی سی قینچی نکالی اور یہ چیزیں اس نے تلاشی لینے والوں کے حوالہ کر دیں۔ اس کے بعد میونسپل افسروں نے اس کے کمرے کے گوشہ گوشہ کی تلاشی لی اور لوئی کے استرے بالوں میں پیچ و خم ڈالنے والے اوزار اور سونے چاندی کی دیگر چیزیں جو سنگار کے کام میں آتی ہیں۔ لے لیں۔

اس کے بعد افسر ملکہ کے کمرے میں گئے اور اسے حکم سنا کر اس سے بھی کئی چیزیں جو روزمرہ استعمال کی جاتی تھیں۔ لے لیں۔ یہانتک کہ کشیدہ کاڑھنے اور سینے کی سوئیاں بھی لے لی گئیں۔ یہاں تک کہ ایک دن میڈم الزبتھ بادشاہ کے کوٹ کی مرمت کر رہی تھی تو اس کے پاس قینچی نہ تھی۔ اس لیئے اسے دھاگے کو دانت سے کاٹنا پڑا۔

کانٹے اور چھریاں لے لی گئیں

کھانے کے وقت افسروں میں خوب زور سے بحث ہوئی۔ ان میں سے بعض کی رائے تھی کہ شاہی خاندان کے لوگ کھانا کھاتے وقت کانٹوں اور چھریوں کا استعمال نہ کریں۔ بعض کی رائے تھی کہ ان کو چاندی کے کانٹے دیئے جائیں مگر چھریاں نہ دی جائیں۔ آخر کار طے پایا کہ انہیں یہ دونوں چیزیں استعمال کرنے دی جائیں۔ مگر کھانا کھاتے وقت دو میونسپل افسران کی نگرانی کریں اور جونہی کہ کھانا ختم ہو جائے تو یہ چیزیں ان کے پاس سے ہٹا دی جائیں۔

مذکورہ بالا چیزوں کے لے لینے کی غرض یہہ تھی کہ کہیں ان سے شاہی خاندان کے لوگ اپنے آپ کو ہلاک نہ کر ڈالیں۔

عقل کی دیوی

ملکہ اینٹانیٹ کے قتل کے بعد فرانس میں اور لوگ بھی قتل کئے گئے۔ اس کے بعد انقلاب انگیزوں نے جن کو حامیان آزادی کہنا چاہیے کئی تبدیلیاں کیں۔ چنانچہ نیشنل کنونشن نے اس مشینری کو منسوخ کر دیا جو پوپ گریگوری کے زمانہ سے رائج تھی۔ مہینوں اور دنوں کے نام بدل دیئے گئے۔ مسیحی سن توڑ دیا گیا اور نیا سمت ۲۲ ستمبر ۱۷۹۲ء سے شروع کیا گیا۔ کیونکہ فرانس میں اسی تاریخ کو جمہوری سلطنت کا جنم ہوا تھا۔ سال کو ۱۲ مہینوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور ہر ماہ میں ۳۰ دن رکھے گئے۔ سال کے باقی ۵ دن عقل محنت اور دیگر باتوں کی یادگار کے طور پر مخصوص کیے گئے۔

اتوار کا دن منسوخ

فرانس میں بیدینی کا زور ہو گیا۔ لوگ خدا کے منکر ہو کر ناستک بن گئے تھے۔ اسلیئے نیشنل کنونشن نے اتوار کو مقدس دن کے طور پر توڑ دیا یعنی اتوار کو مقدس نہ سمجھا گیا۔ پیرس کی میونسپلٹی نے اعلان کیا کہ اس کا ارادہ ہے کہ وہ آسمانی بادشاہ کو اور نیز دنیاوی بادشاہوں کو تخت سے اتار دے۔

عیسائی مذہب منسوخ

نیشنل کنونشن نے ہر بات کو اڑا دیا۔ جس میں عیسائی مذہب کا رنگ

یا خاصیت تھی۔ روبسپیری جو اس تبدیلی کا مخالف تھا۔ اسے ہیبرٹ اور
اس کے طرفداروں نے غیظ و غضب کا اظہار کر کے خاموش کر دیا۔ ہیبرٹ
کا جو ارادہ تھا۔ اس میں کنونشن کے فیصلہ سے آسانی پیدا ہو گئی۔ آخر کار
١٠ نومبر ١٧٩٣ء کو ہیبرٹ۔ چالوٹ۔ مومورو اور کولز وغیرہ نے جو پیرس
کمیٹی کے لیڈر تھے نیشنل کنونشن پر زور ڈالا کہ وہ اس مطلب کا فیصلہ
صادر کر دے کہ فرانس میں عیسائی مذہب منسوخ کر دیا گیا۔ اور اس کی
جگہ عقل کی عبادت کی جائے گی۔

بے دینی پھیلانے والے

ہیبرٹ کو اپنے مقصد میں نہ صرف اپنی کمیٹی کے ممبروں اور اس
کے افسروں ہی سے مدد ملی۔ بلکہ کورڈیلیئر کلب کے ممبروں۔ زیادہ تر
اخبار نویسوں۔ پمفلٹ نویسوں اور کولز نامی فصیح البیان سپیکر کی طرف
سے بڑی مدد ملی۔ فرانس میں جن لوگوں کی کوششوں سے بے دینی
کا ظہور ہوا اور لوگ ناستک بنے۔ ان میں سے ایک شخص کا نام فوچے
تھا۔ جب وہ نائیٹس میں افسر تھا۔ تو اس نے قبرستانوں کا انتظام
اپنے ہاتھ میں لیا اور قبرستانوں کے دروازہ پر سے صلیب اور بائیبل
کی آیتیں اڑا دیں۔ اس نے قبرستانوں میں "نیند" کا بت کھڑا کیا
جو موت کا قائمقام تھا۔ فوچے کی تدبیر کچھ ایسی دلپسند ثابت ہوئی کہ دیگر
مقامات کے لوگوں نے بھی اس کی پیروی کی اور وہاں قبرستانوں پر مختلف
عبارت والے کتبے لگائے گئے۔ مثلاً "موت ایک نیند ہے۔" "اس جگہ فلاں
شخص سو رہا ہے۔" "موت دائمی نیند ہے۔" فوچے کی تدبیر کی پیروی پیرس
میں چالوٹ نے کی اور اس نے قبرستانوں کی صورت ہی بدل دی۔ یہ

شخص ناستک تھا۔ اسی طرح کونٹر بھی ناستک تھا۔ کیونکہ اس کے پالٹیکس میں خدا کا نام ہی شامل نہ تھا۔ اس کی رائے تھی کہ ایک عالمگیر جمہوریت قائم کرنے اور عقل کی عبادت کرنے کے راستہ میں مذہب سخت رکاوٹ ہے۔ اس کا خیال تھا کہ خدا کی کوئی ہستی نہیں ہے بلکہ انسان ہی خدا ہے۔ اس لیئے وہ کسی اور ہستی کے روبرو سر نہیں جھکا سکتا۔ وہ صرف عقل و دانش کی پرستش کر سکتا ہے۔ اسلیئے اس شخص نے کفونش سے کہا کہ وہ خدا کو جس قدر جلد بالائے طاق رکھدے اتنا ہی بہتر ہے۔

پادریوں کا انحراف

کونٹر نے اپنے مقصد کی اشاعت کی خاطر گوبیل سے دوستی پیدا کرلی جو پیرس میں آئینی لاٹ پادری کے عہدے پر مقرر تھا۔ اور انقلاب انگیزوں کے کلیسا کا سب سے بڑا افسر تھا۔ گوبیل نے اپنے کلیسا کے توڑے جانے کے متعلق پس و پیش کا اظہار کیا۔ اسلیئے دیگر اطراف میں کوشش کی گئی اور ایک شخص نے جس کا نام پارینس تھا۔ کفونش کو خط لکھا کہ میں جھوٹ کا اور زیادہ پرچار کرنا نہیں چاہتا۔ میں عیسائی مذہب کا اب پرچار نہیں کرونگا۔ میں نے اپنی آسامی سے استعفا دیدیا۔ مجھے فراخدل فرانسیسی قوم سے امید ہے کہ وہ میرے گذارے کیلیئے پنشن عطا کریگی۔ یہہ پارینس چونکہ پادری تھا۔ اسلیئے اس کی چٹھی سے یہہ نتیجہ نکالا گیا کہ تمام پادری ہوا کے رخ پر چلنے والے اور ابن الوقت ہوتے ہیں۔ اس چٹھی کے موصول ہوتے ہی ہیرٹ وغیرہ نے پارینس کو اپنے پاس بلالیا۔ کئی اور زبردست پادری، مصنف اور دیگر لوگ بھی ہیرٹ کی جماعت میں شامل ہوگئے۔ یہہ دیکھ کر گوبیل نے مخالفت کا ارادہ کیا تو اسے اپنے

منصب سے مستعفی ہونے کے لیے مجبور کیا گیا۔ وہ ایک جلوس کی شکل میں کنونشن میں گیا۔ جہاں آخر کار اسے حلف اٹھانا پڑا کہ وہ قوم کی مرضی کے آگے جھکتا ہے۔ اور چونکہ اب انقلاب انگیزی قوم بڑھا رہی ہے اور نئے خیالات کو جنم دے رہی ہے۔ اس کے باعث اب آزادی اور مقدس مساوات کی جگہ کسی اور شے کی پرستش نہیں ہو سکتی۔ اسلیے میں اپنے فرائض کے ساتھ وفادار اور صادق رہتے ہوئے اپنے منصب سے مستعفی ہوتا ہوں۔ اور اپنے عہدے کے لوازمات حوالہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے لوازمات کنونشن کی میز پر رکھ دیئے۔ اس کے بعد اور پادری جو گوبیل کے ساتھ کنونشن میں گئے تھے۔ مستعفی ہو گئے اور اپنے اعزازا خطابات۔ منصبوں اور دیگر چیزوں سے دستبردار ہو گئے۔ ان سبھوں نے اعلان کیا کہ آج سے وہ عقل۔ مساوات اور آزادی کی عبادت کرینگے۔ اس کے بعد اور پادریوں نے بھی اسی قسم کا اقرار کر لیا۔ صرف ایک پادری نے جو بلوئیس میں لاٹ پادری تھا۔ اور جس کا نام گریگوری تھا۔ کنونشن کی تجویز سے اختلاف کیا۔ اس لیے اس شخص کو اس کے ضمیر کی ہدایت پر چھوڑ دیا گیا۔

عقل کی عید

اس کے بعد کنونشن نے فیصلہ کیا کہ عقل کا جشن یعنی عید منائی جائے اور یہ جشن ۱۰ نومبر کو مشہور گرجہ ناٹری ڈیم میں منانا چاہیئے۔ نیشنل گارڈ پیرس۔ میونسپلٹی اور دیگر محکموں کے بینڈ اس گرجہ میں جمع ہونے چاہئیں۔ اور ان کو آزادی کے بت کے روبرو باجے بجانے اور حب الوطنی کے راگ گانے چاہئیں۔ یہ بت اس جگہ نصب کرنا چاہیئے۔ جہاں کنواری

کابت نصب تھا۔ لیکن موموروجس کے سپرد جشن کا انتظام تھا۔ اس نے ایک قدم اور آگے بڑھا دیا۔ وہ یہ کہ اس نے جشن میں تھیٹروں کی عورتوں تک کو شامل کر لیا۔

عقل کی دیوی

موموروسو نے اس موقع کو خوب رونق دار اور دلچسپ بنانے کیلئے نہ صرف بینڈ باجوں اور راگیوں ہی کو بلایا بلکہ پیرس کے تمام تھیٹروں کی ایکٹرسوں اور بازاری عورتوں کو بھی اس میں شامل کیا اور جشن کو ایک محفل رقص و سرود کی صورت دیدی۔ علاوہ اس کے اس نے اپنی بیوی کو ہدایت کی کہ وہ جشن میں عقل کی دیوی کا پارٹ ادا کرے۔

ایک عورت کی پرستش

جس بلند جگہ پر گرجہ ناٹری ڈیم میں آلٹر یعنی ویدی تھی۔ اس جگہ ایک بلند چبوترہ بنایا گیا۔ اس کو رنگ و روغن کے ذریعہ ایک پہاڑی کی صورت میں لایا گیا۔ اس پہاڑی کی چوٹی پر فلاسفی کا مندر بنایا گیا۔ مندر کے گرد اگرد ان فلاسفروں کے بت کھڑے کیے گئے۔ جن کی کوشش اور خیالات کی بدولت انقلاب پیدا کرنے میں مدد ملی تھی۔ جب پہاڑی کے دامن میں باجے بج رہے تھے اور راگ گائے جا رہے تھے تو نوجوان عورتوں کی دو ٹولیاں جن میں ایکٹرس اور بازاری عورتیں بھی شامل تھیں نہایت باریک پوشاک پہنے ہوئے۔ سر پر موتیوں کا تاج رکھے اور ہاتھوں میں مشعلیں لیئے ہوئے اس پہاڑی پر چڑھ گئیں اور انہوں نے نہ صرف پہاڑی کے گرد چکر لگایا۔ بلکہ کئی بار اس سے نیچے اتریں اور اس کے اوپر گئیں۔ اس کے بعد آزادی ایک عورت کی شکل میں آئی

اور پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھ گئی۔ اور اس کی خدمت میں جمہوری حکومت کے حامیوں نے ایڈریس پیش کیے۔ اس کی تعریف کے گیت گائے اور اس کی عبادت کی۔ اس کے بعد یہہ عورت اس مقام سے اُٹھی اور فلاسفی کے مندر کے دروازہ پر گئی۔ جہاں اس نے ایک منٹ کھڑے ہو کر اپنے پرستاروں کی طرف دیکھا اور مندر میں غائب ہو گئی۔ اس وقت پرستاروں نے خوشی کے نعرے لگائے۔ یہہ عورت دراصل مومورو کی بیوی تھی۔ وہ جوان اور حسین تھی۔ مگر بدچلن اور بازاری عورت رہ چکی تھی۔ وہ رقاصہ کا پیشہ کرتی رہی تھی۔ اسے گرجہ کی بیدی پر بٹھایا گیا۔ اور وہاں اس کی تمام جمہوریت پسندوں نے عبادت کی۔

ایک اور جلوس

یہہ نظارہ ایسا دلفریب اور مسرت بخش تھا کہ لوگوں کو بہت ہی پسند آیا اسلیئے ارادہ کیا گیا کہ پھر شام کو یہہ نظارہ دکھایا جائے۔ اور کنونشن کے ممبر اس کا لطف اُٹھائیں۔ آزادی کی دیوی نے خود ان ممبروں کو یہہ نظارہ دیکھنے کے لیئے دعوت دی۔ شام کے قریب ایک بڑا جلوس کنونشن کی طرف روانہ ہوا۔ جس میں یہہ لوگ شامل تھے۔ شہر کے مجسٹریٹ۔ کنونشن کے ممبر۔ دیگر معززین اور اس جلوس میں عقل یا یوں کہو کہ آزادی کی زندہ دیوی شامل ہوئی۔ جب یہہ جلوس کنونشن ہال میں داخل ہوا تو ڈھول اور بگل بجائے گئے۔ اور یہہ نعرے لگائے گئے "جمہوریت کی عمر دراز ہو۔ عقل کی عمر دراز ہو۔ مذہبی جنون کو تباہ کردو"۔ مومورو کی بیوی یعنی عقل کی دیوی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ کرسی لکڑی کے تخت پر تھی۔ اور تخت کو چار آدمی کندھوں اُٹھائے ہوئے تھے۔ اس کی زلفیں اس کے شانوں پر اُڑ رہی

رہی تھیں۔ اس کے سیدھے ہاتھ میں برچھی تھی۔ جس کا پھل آبنوس کا تھا اس کے گرد اگرد خوبصورت اور نوجوان عورتیں نہایت باریک لباس پہنے ہوئے جا رہی تھیں۔ عقل کی دیوی کا تخت کنونشن کے صدر کی نشست کے سامنے رکھا گیا۔ اس وقت لوگوں نے جو گوناگوں قسم کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ اس دیوی کی تعریف میں ایک گیت گایا۔ اور صدر نے ایک تقریر کی جس میں بتایا کہ گرجوں میں قدیم عبادت کو کیوں ترک کیا گیا ہے اور یہ کہ بے جاندار معبود کی جگہ کیوں اس جاندار دیوی کی عبادت کی گئی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے عقل کی دیوی کی طرف اشارہ کیا اور وہ مسکرانے لگی۔

پرستش کی بابت حکم

اس کے بعد اعلان کیا گیا کہ آج سے اس گرجہ میں عقل کی دیوی کی پرستش کی جائے گی۔ یہ بات کنونشن کے ممبروں نے اسی وقت منظور کر لی اور اس کا شکریہ ان کو گیتوں اور بوسوں کی صورت میں ادا کیا گیا۔ یعنی خود عقل کی دیوی نے اُن کو بوسے دیئے۔ پھر وہ اس دیوی کے پیچھے پیچھے جلوس کی صورت میں گرجہ میں گئے۔ جہاں مجسٹریٹ وغیرہ موجود تھے۔ اور وہاں دیوی کی تعریف کے راگ گائے گئے۔

دیگر گرجوں میں جشن

اس جشن کے بعد اسی قسم کے جشن پیرس کے دوسرے گرجوں میں بھی کئے گئے۔ اور وہاں عقل کی دیوی کی عبادت کی گئی۔ ان موقعوں پر حیا سوزی سے کام لیا گیا۔ لوگ شراب پی کر بدمست ہو گئے۔ ناچ گانے ہوئے اور دیگر حرکات کی گئیں۔ ہیبرٹ وغیرہ کی نگرانی میں اس قسم کا جشن ہر دس روز

بعد قرار پایا۔ اس جشن میں فرمانِ حقوق پڑھ کر سنایا جاتا تھا اور ان آئین کو دوہرایا جاتا تھا جو جمہوری حکومت کے حامی تھے۔

اس کے بعد فرانس میں ایک عجیب ہولناکی کا دور شروع ہوا۔ گرجوں کی جو لوٹ کی جاتی تھی اب اس میں جوش پیدا ہو گیا۔ گرجوں میں جو قیمتی چیزیں تھیں۔ اُن میں سے ایک بھی باقی نہ رہی۔ کنونشن نے ایک اعلان کیا تھا کہ جو سیسہ کفن میں لگایا جاتا ہے۔ اسکی گولیاں بنائی جائیں اور اُن کو بندوقوں میں بھر کر چلایا جائے۔ اس کا مطلب لوگوں نے کچھ اور سمجھ لیا اور قبروں کی بے حرمتی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ بادشاہوں اور امیروں کی قبریں اُکھاڑی گئیں۔ تمام فرانس میں قبروں کے خلاف ایک جنگ شروع ہو گئی۔ لیکن اس جنگ کا سب سے زیادہ زور پیرس کے قبرستان سینٹ ڈینس میں رہا۔ جہاں بادشاہوں کی قبریں تھیں۔ ان میں سے لاشوں کو باہر نکالا جاتا تھا۔ نعرے لگائے جاتے تھے۔ قہقہے لگائے جاتے تھے اور مخول کیئے جاتے تھے۔

آزادی کا جشن

فرانس میں آزادی کا جذبہ اس قدر زور پکڑ گیا تھا کہ لوگوں کا مذہبی عقیدہ بن گیا۔ آزادی لوگوں کی نہ صرف سیاسی زندگی کا مقصد عظیم تھا بلکہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں مقدس جذبہ تھا۔ اور لوگ اسکی پرستش کرتے تھے۔ ورگنوڈ جو آزادی کا ایک علمبردار تھا۔ اس نے سفارش کی کہ آزادی کا جشن منایا جائے۔ اس سلسلہ میں ایک بات کا ذکر موزوں

ہوگا۔ جس کا آزادی سے ایک خاص تعلق تھا۔ فرانس کی نئی اسمبلی نے ان سوئیس سپاہیوں کو رہا کر دیا۔ جن کو سابق اسمبلی کے زمانہ میں خود ان کی فوج کے افسروں نے قید کیا تھا۔ واضح رہے کہ ان سپاہیوں کے خلاف غدر کرنے کا الزام لگاکر مقدمہ چلایا گیا تھا اور باقاعدہ سزا دی گئی تھی انقلاب اور آزادی کے دلدادگان نے ارادہ کیا کہ جب یہ سپاہی پیرس آئیں تو ان کا پر جوش خیر مقدم کیا جائے۔ اور ان کی بڑی عزت کی جائے اور ۱۵ اپریل ۱۷۹۲ء کو ان کی آزادی کا ایک جشن منایا جائے۔

پیتھن جو پیرس میونسپلٹی کا صدر تھا۔ اس نے اس تحریک کی رہنمائی کی۔ میونسپلٹی نے اس کی تائید کی اور اعلان جاری کیا کہ محبان وطن کو یہ جشن منانے کیلئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ آزادی کے تمام حامیوں کو اس میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ لیکن وہ اپنے ہمراہ کوئی ہتھیار نہ لے جائیں۔ سوائے نیشنل گارڈ اور کسی کو اس جلوس اور جشن میں مداخلت نہیں کرنی چاہیئے۔ اور یہ کہ ۱۰ بجے دن سے شام کے ۸ بجے تک پیرس میں گاڑیوں کے چلنے کی اجازت نہ ہونی چاہیئے۔

مخالفت اور حمایت

بعض اطراف سے پیتھن اور میونسپلٹی کی اس تحریک کی مخالفت کی گئی کہ رہا شدہ باغیوں کی رہائی کا جشن منانے سے ایک خراب مثال قائم ہوگی اور یقین ہے کہ اس جشن کے باعث کسی فوری زیادتی یا تشدد کا ظہور ہوگا۔ پیتھن نے جواب میں کہا کہ قانون باشندوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ جتنی تعداد میں چاہیں جمع ہوں۔ بشرطیکہ وہ اپنے ہمراہ

کوئی ہتھیار نہ رکھیں۔ اُن کو جشن منانے کا جو حق حاصل ہے۔ اس میں
کوئی حکام مداخلت نہیں کرسکتے۔ جس جشن کو محبانِ وطن منانا چاہتے ہیں
اسے روک دینا اس سے ہزار گنا زیادہ خطرناک ہوگا۔ جتنا کہ اس کے
ہونے سے پیش آسکتا ہے۔ بعض لوگوں کو جشن کے خلاف اعتراض کرتے
ہوئے دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوگیا تھا۔ کہ شاید میونسپلٹی مخالفوں کو روکنے
کے لئے کافی طاقت نہیں رکھتی۔ اس لئے جیکوبین کلب نے جشن کو اپنی
خاص حفاظت میں لے لیا۔ ناسن نے کلب میں اعلان کیا کہ وہ خود جشن
کے منتظموں میں سے ایک ہے۔ اور یہ کہ جشن کو سوئس سپاہیوں کا
حمایت کئے گئے ہیں استقبال نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ آزادی کا خیر مقدم
خیال کرنا چاہیئے۔ کاؤنٹ ڈی ہربس نے ناسن کے الفاظ کو لیکر کہا کہ میرے
خیال میں ایک تجویز آتی ہے جس سے ہر خیال کے لوگ متفق ہوجائیں گے
وہ یہ کہ اس جشن کو آزادی کی دیوی کی عید مانا جائے۔ اور اسے
اسی حیثیت سے منایا جائے۔ کلب نے یہ تجویز تعریف اور خوشی کے نعروں
کے ساتھ قبول کرلی۔

روبس پیری کی تجاویز منظور

اس وقت روبس پیری نے کلب کے منبر پر چڑھ کر پُر زور الفاظ میں
کہا کہ جن لوگوں نے اس جشن کی مخالفت کی ہے۔ وہ آزادی کے مخالف
ہیں۔ روبس پیری نے لافائیٹ کے خلاف خاص طور سے باتیں کیں جو
ان دنوں پیرس میں مقیم تھا۔ اور آسٹریہ کے خلاف فرانس کا اعلان
جنگ ہونے کی توقع کر رہا تھا۔ روبس پیری نے لافائیٹ کی نسبت کہا
کہ تجویز جشن کی مخالفت کی جڑ یہی شخص ہے۔ اس کی نسبت پرنسپل گارڈ

کے بعض لوگوں اور سرکاری محکموں وغیرہ کی طرف سے مخالفت ظہور میں آئی ہے۔ روبس پیری نے یہانتک کہہ دیا کہ اگر اس وکار لافائیٹ کا وجود نہ ہوتا تو ہمارا آپس میں کوئی نفاق نہ ہوتا۔ لافائیٹ ہی آزادی کا سب سے خطرناک دشمن ہے۔ کیونکہ وہ اب تک آزادی کا ایسا بھیس رکھتا ہے جو بہت لوگوں کو دہوکا دیتا ہے۔ اور ان کو اس کے جھنڈے کے تلے رکھتا ہے۔ ان لوگوں میں عقل اتنی نہیں جتنی کہ ان کے پاس دولت ہے۔ یہہ لوگ بے حد کوتاہ اندیش ہیں۔ ہمیں لافائیٹ ہی سے جنگ کرنی پڑے گی۔ لافائیٹ ہی نے نیشنل گارڈ کو دہوکا دیا۔ اور اسے سوئیس نوج کے مقابلہ میں جنگ کے لیئے آمادہ کر دیا۔"

اس کے بعد روبس پیری نے کہا کہ یہہ جشن آزادی کے لیئے اصل معنی میں مفید ہوگا۔ اور وہ لوگوں کے لیئے ایک حقیقی فتح بن سکتا ہے۔ اسلیئے جیکوبن کلب کے سابق حکم کی فوراً تعمیل ہونی چاہیئے۔ اور یہہ کہ کلب کے ہر ایک ممبر کو میونسپلٹی میں درخواست بھیجکر مطالبہ کرنا چاہیئے کہ لافائیٹ اور بیلی کے مجسمے ہوٹل ڈی وایل سے ہٹا دیئے جائیں۔

روبس پیری نے جو باتیں تجویز کیں۔ وہ جیکوبن کلب نے منظور کر لیں یہہ دیکھ کر سرکاری محکموں کے افسروں نے بھی جشن کی تجویز کی مخالفت سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ اور جشن کی بدولت جو کچھ فساد یا کشت وخون ہوسکتا تھا۔ اسکی ذمہ داری پیٹین اور میونسپل ممبروں کے سر ڈال دی۔

رہا شدوں کی عزت

اسی سلسلہ میں رہا شدہ سپاہیوں کو اسمبلی میں داخل کرنے کی تجویز پیش ہوئی۔ تاکہ وہ اسمبلی کا شکریہ ادا کریں۔ باوجود بعض لوگوں کی

مخالفت کے جن میں لافائیٹ کا مشیر گودین بھی شامل تھا۔ یہہ تجویز منظور کرلی گئی اور سپاہیوں کو اسمبلی میں جانے کا اعزاز دیا گیا۔ چونکہ ان چالیس جوانوں میں سے ایک بھی فصیح البیان نہ تھا۔ اس لیئے کاٹ ڈی ہیرلس نے اُن کے ترجمان کی خدمت انجام دی۔ اور تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آزادی کے یہہ چالیس فرزند جن کو قید کی سزا دی گئی تھی۔ اب رہا ہو کر نیشنل گارڈ کی وردی میں حاضر ہوئے ہیں۔ وہ اس کے لیئے بالکل تیار ہیں کہ یہہ حلف اُٹھائیں کہ وہ ملک کے آئین کے صادق وفادار رہیں گے۔ اس کے بعد نیشنل گارڈ کے جو لوگ ان رہا شدہ سپاہیوں کو اسمبلی میں لائے تھے۔ انہوں نے اسمبلی میں ڈھول بجائے اور زور سے یہہ نعرہ لگایا۔ "قوم سلامت رہے۔ آزادی زندہ رہے"!

سپاہیوں کے نیشنل گارڈ کے ممبر بننے کے بعد کئی جلوس مردوں اور عورتوں کے اسمبلی ہال میں ہوکر گذرے۔ لوگوں کے ہاتھوں میں سہ رنگی جھنڈیاں۔ برچھیاں اور آزادی کے دوسرے نشان تھے۔ کئی کلبوں کے جو عام لوگوں کے نمائندے تھے۔ کئی ڈیپوٹیشن حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھوں میں وہ جھنڈیاں تھیں جو رہا شدہ سپاہیوں کو کئی محکموں نے اعزازی نشانیوں کے طور پر دی تھیں۔ جب یہہ جلوس اور وفد اسمبلی سے جیکوبین کلب میں چلے گئے۔ جہاں رہا شدہ سپاہیوں کی دعوت کا انتظام کیا گیا تھا۔ تو ایک فصیح البیان شخص نے جو فوبرگ سینٹ انٹیوین کا نمائندہ تھا۔ اسمبلی کے ممبر پر کھڑے ہوکر۔ اور ایک سرخ ٹوپی (یہہ آزادی کی ٹوپی تھی) کو برچھی پر رکھ کر اسمبلی کو مطلع کیا کہ جن بہادروں نے لہ اجون کو قلعہ بیسٹائیل کو فتح کیا تھا۔ وہ اور دس ہزار برچھیاں بنا رہے ہے

ہیں۔ جو آزادی کی حمایت میں اور اس کے دشمنوں کی تباہی کے لیے استعمال کی جائیں گی۔

بڑا شاندار جلوس

جدون مقرر کیا گیا تھا۔ اس روز آزادی کا جشن منایا گیا۔ اس دن تمام پیرس اُمڈ کر مقام "چامپ ڈی مارس" میں جمع ہو گیا۔ ایک بڑا جلوس اس مقام سے روانہ ہوا اور کئی مقامات سے گذرتا ہوا اس مقام پر جا کر کھڑا ہو گیا جہاں قلعہ بیسٹائل تھا۔ اس جلوس کے کئی حصے تھے اور ہر حصہ اپنی خصوصیت کے اعتبار سے خاص شان اور دلچسپی رکھتا تھا۔

(۱) اس حصہ میں شہر کے وہ مرد اور عورتیں شامل تھیں جو آٹھ آٹھ کی قطاروں میں جا رہے تھے۔ اور ان کے آگے آگے "فرمان آزادی" تھا۔ یہ دو بڑی تختیوں پر درج کیا گیا تھا۔

(۲) اس حصہ میں بھی مرد اور عورتیں دونوں ہی شامل تھے اور ان کے ہاتھوں میں وہ ہتھیار اور آلات تھے جن کے ذریعہ بیسٹائل اور دیگر مقامات فتح کیے گئے تھے۔

(۳) اس حصہ کے لوگوں کے ہاتھوں میں انگلستان۔ امریکہ اور فرانس کے جھنڈے تھے اور وہ سہ رنگے فیتوں سے بندھے ہوئے تھے۔ اس جلوس کے لوگ الگرنن۔ سڈنی۔ ڈاکٹر فرینکلن اور روسیو کے مجسمے اُٹھائے ہوئے تھے۔ اور ان مجسموں کے گرد اگرد بہروڈ ناگ ہاؤس اور دوسری تعلیم گاہوں کے لڑکے اور لڑکیاں جا رہے تھے۔

(۴) اس حصہ میں خاوند۔ باپ۔ بیویاں اور مائیں تھیں۔ اور ان کی گود میں ان کے بچے تھے۔ ان لوگوں کے ساتھ ساتھ آئین کی کتاب

تھی۔ وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ سب سے زیادہ اُن ہی کو اس بات کی فکر دامنگیر ہے کہ وہ اس نہایت قابل قدر آئین کی حمایت اور حفاظت کریں۔

(۵) اس کے بعد ایک اور حصہ تھا اور اس میں مختلف قسم کے لوگ شامل تھے۔ مثلاً سینٹ اور میونسپلٹی کے ممبران۔ نئی عدالتوں کے جج۔ پیرس کے سرکاری ملازم۔ نیشنل اسمبلی کے ممبر۔ مرد اور عورتیں جو ظلم و ستم کے شکاروں کے نمائندے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں کئی چیزیں تھیں۔ ان میں سے درختوں کی شاخیں بھی تھیں۔ جن میں پھول اور تین رنگ کے فیتے لگے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے جوان عورتوں کی ٹولی تھی۔ جو رہا شدہ سوئس سپاہیوں کی بیڑیوں کے ٹکڑے لئے ہوئے تھیں۔ ایک جھنڈا تھا۔ جس پر فوج "چاٹو ڈی ویکس" نامی رجمنٹ کے ان سپاہیوں کے نام درج تھے۔ جن کو غدر کرنے کے الزام میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی۔ ایک اور جھنڈا نیشنل گارڈ کے ان لوگوں کی یادگار تھا جو نانسی میں مارے گئے تھے۔ یہ دونوں جھنڈے ایک کپڑے سے چڑھے ہوئے تھے۔ جس پر موٹے حروف میں یہ درج تھا کہ "اس خون کے ذمہ دار صرف ظالم لوگ ہی تھے"۔

(۶) اس حصہ میں نیشنل گارڈ کے باجہ نواز اور گانے والے فوجی سپاہی شامل تھے۔ وہ آزادی کی دیوی کی گاڑی کے آگے آگے جا رہے تھے۔ دیوی کا بت اور اس کی سواری بڑی شاندار تھی۔ گاڑی میں گھوڑے جتے ہوئے تھے اور زینہ دار تخت بنائی گئی تھی۔ تخت کی چوٹی پر آزادی کی دیوی کا بت نصب کیا گیا تھا۔ یہ دیوی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں کرہ زمین کا گولہ تھا۔ اور دوسرے ہاتھ میں

عصا تھا۔ یہ بت ۱۸ فٹ بلند تھا۔ اور اس پر برنجی رنگ و روغن کیا گیا تھا۔ یہ بت اپنی نشست کے باعث اس قدر بلند تھا کہ مکانات کی دوسری منزلوں تک پہنچ گیا تھا۔ اور بعض سڑکوں پر سے وہ اس وقت تک نہیں گذر سکا۔ جب تک کہ ان پر سے لیمپوں کے ستون نہ ہٹا دیئے گئے۔ یہ لیمپ ستونوں میں سڑک کے بیچوں بیچ لٹکے ہوئے تھے۔

دیوی کی گاڑی

گاڑی کے نچلے حصہ میں وہ خوشبوئیں جلائی جا رہی تھیں جو گرجوں میں سے حاصل کی گئی تھیں۔ گاڑی کے دونوں پہلوؤں پر تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ جن میں یہ نظارے دکھائے گئے تھے۔ مثلاً روم کا بروس اپنے بیٹوں کو آزادی کے نام پر قربان کر رہا تھا۔ ولیم ٹیل محب وطن اس کمان کو جھکا رہا تھا۔ جس کے ذریعہ سوئٹزرلینڈ کے ظالم بادشاہ کو ہلاک کرنا تھا۔ آزادی ظلم۔ امارت۔ وہم۔ مذہبی جنون۔ اور مطلق العنانی کو ہلاک کر رہی تھی۔ عقل اور فلاسفی تمام بالوں پر غالب آ رہی تھی۔ گاڑی میں جو اگلی نشستیں تھیں وہ ۸۳ بچوں کے لیے مخصوص تھیں۔ جو فرانس کے ۸۳ محکموں کے نمائندے تھے۔ لیکن کسی حادثہ کے خیال سے ان نشستوں پر بچوں کو نہیں بٹھایا گیا تھا۔ گاڑی میں ۲۰ گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ اور اس کے پہیئے وہی تھے جو اس گاڑی کے تھے جس پر توپیں رکھی جاتی تھیں۔ گاڑی کے گرد اگرد چالیس رہا شدہ سوئیس سپاہی اور کئی دیگر لوگ تھے۔ گاڑی کے پیچھے ایک مسخرہ تھا۔ جس کا لباس مضحکہ انگیز تھا۔ اور جو ایک گدھے پر سوار تھا۔ وہ اس جہالت اور حماقت کا نمائندہ تھا۔ جس کے ہاتھوں سے عقل و فلاسفی نے

فرانس کے لوگوں کو آزادی اور نجات دلائی تھیں۔

ایک بادشاہ کا بت

یہ جلوس قلعہ بیسٹائیل کے مقام پر ٹھہرنے کے علاوہ کئی اور مقامات میں بھی ٹھہرا اور وہاں آزادی کے نغمے گائے گئے۔ حب وطن کے ترانے الاپے گئے۔ یہ نغمے اور ترانے خاص اسی جلوس کے لیے تیار کیے گئے تھے۔ جلوس آہستہ آہستہ مختلف مقامات سے گزرتا ہوا جب "پونٹ نیوف" میں پہنچا تو اس میں اسمبلی کے اور ممبران بھی شامل ہو گئے۔ وہاں ایک بادشاہ کا بت بنایا گیا تھا۔ اس کے سر پر رات کو لگانے والی ٹوپی رکھی گئی تھی اور اس کے ہاتھ میں سہ رنگا عصا تھا۔ اور وہ جس گھوڑے پر بٹھایا گیا تھا اس کے تمام جسم پر سہ رنگی علامات بنی ہوئی تھیں۔

ویدی پر حلف

لیکن جب یہ جلوس جامپ ڈی مارس میں پہنچا تو اس کی دلچسپی اور سنجیدگی سب سے زیادہ بڑھ گئی۔ اس وقت تمام فرزندان آزادی کو اپنے اندر آزادی کا جذبہ محسوس ہونے لگا۔ اس جگہ مردوں اور عورتوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اور وہ جلوس کی آمد کا منتظر تھا۔ یہاں ایک بیدی بنائی گئی جب جلوس یہاں پہنچا تو بڑے جوش کے نعروں سے اس کا استقبال کیا گیا۔ اس بیدی پر اس اخلاقی معاہدہ کی حمایت کا حلف اٹھایا گیا جس کے ذریعہ تمام فرانسیسیوں کے درمیان اتحاد پیدا کیا گیا تھا۔ بیدی پر فرمان حقوق والی تختیوں پر رکھ گیا۔ اس کے گرداگرد آزادی کی جھنڈیاں۔ علامات اور دیگر چیزیں رکھی گئیں۔ اور خوشبوئیں جلائی گئیں۔ اس کے بعد آزادی کی دیوی کی گاڑی کا بیدی کے گرد گشت کرایا گیا۔ اس وقت آزادی کی تعریف

کے نعروں سے آسمان گونج اُٹھا۔ اس وقت وہاں آزادی کی دیوی کی پرستش ہو رہی تھی۔ اور وہی ان کی واحد معبود تھی۔ اس رسم کے ادا ہونے کے بعد مردوں اور عورتوں نے ناچ کیا۔ گانے گائے اور نعرے لگائے۔

بالکل امن رہا

اس جلوس کے موقعہ پر نہ کوئی فساد ہوا اور نہ کشت و خون ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آزادی کا یہ جشن محبان وطن نے اپنے طور پر منایا اور اس میں آزادی کے مخالفوں کو کوئی دخل نہ دینے دیا۔ اس جلوس اور جشن میں نہ تو نیشنل گارڈ والوں نے کوئی دخل دیا۔ اور نہ لافائیٹ اور اس کے ہم خیال لوگ شریک ہوئے۔ ایک اخبار نویس نے اس کے متعلق یہ الفاظ درج کیے تھے کہ "اس جلوس جیسی اور کوئی چیز نہیں کیونکہ اس کے ذریعہ اہل فرانس کی روحیں بلند ہوتی ہیں اور ان میں اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ ایسے ہی جشن بہترین سیاسی تعلیم دینے والے ہیں۔ لوگوں کے فائدہ کی خاطر یہ جشن اکثر منائے جائیں اور یہ جشن ہر سال ۱۵ اپریل کو منانا چاہیئے۔

شاہ پرستوں کا جلوس

اسی سلسلہ میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ آزادی کا جلوس اور جشن جمہوریت پسندوں کا مشغلہ تھا۔ لیکن دو فرقہ کے لوگوں نے جو شاہی حکومت کے حامی تھے۔ آزادی کے جلوس کا اثر کم کرنے کے لیے اپنا ایک جلوس نکالا۔ جمہوریت کے حامی ہر جگہ امیروں کو تباہ کر رہے تھے۔ جن کو وہ اپنا کٹر مخالف سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ۳ جون ۱۷۹۲ء کو ایک جلوس تیار کیا جو اٹامپس کے مقتول میئر اور قانون و آئین کی عزت

کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ اس جلوس کے حامیوں نے تمام تدابیر سے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ چونکہ فرانس کے لوگوں کو سب سے بہتر آئین مل گیا ہے۔ اس لیئے اب ان کو خاموش اور مطمئن ہو جانا چاہیئے۔ اور اس آئین کے تبدیل کرنے کا کبھی خیال بھی نہ کرنا چاہیئے۔

قانون کا بت

اس جلوس والوں نے آزادی کے عظیم الشان بت کی جگہ قانون کا بت بنایا۔ وہ آزادی کے بت کی مانند تھا۔ یہہ بت لکڑی۔ کاغذ اور پلاسٹر سے بنایا گیا تھا اور اس پر رنگ و روغن بھی کیا گیا تھا۔ لافایٹ کے طرفدار جو آزادی کے جلوس میں شامل نہ ہوئے تھے وہ اس قانون کے بت کے جلوس میں شریک ہوئے۔ یہہ جلوس بھی اُسی جگہ جا کر ختم ہوا جہاں آزادی کا جلوس ختم ہوا تھا۔ ان لوگوں نے آزادی کی تعریف میں گیت گانے کی جگہ مقتول میئر کی مدح میں نغمہ سرائی کی جو دوسرے لوگوں کی نگاہوں میں مضحکہ خیز تھی۔ یہ جلوس ہر طور سے ناکام رہا اور اس سے ثابت ہو گیا کہ جس پارٹی نے یہ جلوس نکالا تھا۔ وہ کتنی کمزور اور غیر ہر دلعزیز تھی۔

شاہ فرانس کا قتل

جیکوبین فرقہ کی سب سے بڑی غرض یہ تھی کہ لوئی کی جان لی جائے جسے اب لوئی کاپٹ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ کاپٹ اس کے خاندان کے کسی بزرگ کا نام تھا۔ اس فرقہ نے لوئی کے خلاف الزام لگایا کہ اس

نے اس فرانس کی جمہوری حکومت کے خلاف سازش کی ہے۔ اس نے غیر سلطنتوں کے ساتھ غدارانہ خط و کتابت کی ہے۔ محل تلرُس کی دیوار میں ایک آہنی صندوقچہ پایا گیا۔ جس میں خفیہ خطوط اور کاغذات تھے اِن سے ظاہر ہوا کہ دربار فرانس نے نہ صرف آسٹریہ اور مہاجرین کے ساتھ دوستی رکھی ہے۔ بلکہ اس آئین کو پامال کرنے کے لیے منصوبہ کیا ہے جس پر عمل کرنے کے لیے خود لوئی نے حلف اُٹھایا تھا۔ علاوہ اس کے اس نے نیشنل اسمبلی کے ممبروں کو رشوت وغیرہ اور نیز دوسرے طریقوں سے مددگار بنانے کے لیے کوشش کی ہے۔ بادشاہ کے خلاف مقدمہ چلانے کی تجویز پر ۳ دسمبر ۱۷۹۲ء کو بحث شروع ہوئی جو کئی دن تک جاری رہی۔

بادشاہ کنونشن کے اجلاس میں

۱۰ دسمبر کو ۲۱ ممبروں کی کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ جس میں بادشاہ کے خلاف یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے فساد کرایا اور اس میں جو خون گرایا گیا۔ اس میں اس کا ہاتھ تھا۔ ۱۱ دسمبر کو ایک پیدل پلٹن حراست گاہ پر گئی۔ بادشاہ۔ ملکہ۔ شاہزادی اور اپنی بہن کے پاس ایک گھنٹہ رہا اس کے بعد وہ ڈافن (شاہزادہ) کو ہمراہ لیکر اپنے کمرہ میں آ گیا۔ اسے یہ خیال نہ تھا کہ اس کو اسکے خاندان سے جدا کیا جائیگا۔ اسے صرف یہ خیال تھا کہ اسے نیشنل کنونشن میں پیش کیا جائیگا۔

۱۱ بجے کے وقت دو میونسپل افسروں نے بادشاہ سے کہا کہ وہ شاہزادہ کو اس کی والدہ کے پاس لے جائیں گے۔ بادشاہ نے اس کی وجہ پوچھی تو جواب ملا کہ کونسل کا حکم یہی ہے۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو سینہ سے لگا کر اسے کلیری کے ہمراہ ملکہ کے پاس بھیجدیا۔ اس کے بعد

میئر نے بادشاہ سے کہا کہ میں آپ کو کنونشن میں لیجانا چاہتا ہوں کیونکہ
مجھے یہہ حکم ملا ہے کہ لوئی کاپٹ کو اس کے روبرو پیش کیا جائے۔ چنانچہ
وہ لوئی کو گاڑی میں سوار کر کے کنونشن میں لے گئے۔ وہاں کنونشن
کے صدر بار بری نے کہا کہ "لوئی! فرانسیسی قوم تمہارے خلاف الزام
لگاتی ہے۔ کنونشن قرار دے چکی ہے کہ اس کے روبرو تمہارے خلاف
مقدمہ سماعت کیا جائے۔ اب تمہارے خلاف الزامات پڑھکر سنائے
جائیں گے۔ تم بیٹھ جاؤ"۔ یہہ الزامات ہیکٹی نے پڑھکر سنائے۔ جن
میں پہلی رپورٹ کے بعد اضافہ ہو چکا تھا۔

بادشاہ کیخلاف الزامات

اس سلسلہ میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اس کے خلاف جو الزامات
۱۰ دسمبر کو لگائے گئے تھے ان میں یہ بھی شامل تھے کہ اس نے غیر سلطنتوں
کو فرانس پر فوجکشی کے لیئے ترغیب دی۔ اس نے فوج کی طرف سے
غفلت کی اور اس طرح انگریز اور وردان پر پروشین فوج کو قبضہ کرنے
دیا اور یہہ کہ اس نے اشتعال دیکر ۱۰ اگست کو بغاوت کرائی۔ جسکی غرض
یہہ تھی کہ اپنی رعایا کی جانوں کو قربان کرائے۔

الزامات کی فہرست

جونہی کہ صدر کونسل اپنی تقریر ختم کر چکا تو کمانڈر جنرل سانیٹری نے
حاضر ہو کر کہا کہ میں کونسل کو بتانا چاہتا ہوں کہ لوئی کاپٹ اس کے احکام
کا منتظر ہے۔ صدر نے کہا کہ اسے کونسل کے روبرو حاضر کرو۔ لوئی اندر
آیا۔ اس کے ایک طرف میئر تھا اور دوسری طرف ایک میونسپل افسر۔ جونہی
کہ لوئی کٹہرے کے نزدیک پہنچا۔ تو سانیٹری نے اس کا ایک بازو پکڑ لیا۔

اور ایک قدم بڑھ کر شاہ کے دوسری جانب کھڑا ہو گیا۔ اس وقت کونسل ہال میں خاموشی طاری تھی۔ اس خاموشی کی مہر صدر نے توڑی اور کہا کہ لوئی! فرنچ قوم تمہارے خلاف الزامات لگاتی ہے۔ کنونشن ۳ دسمبر کو فیصلہ دے چکی تھی کہ تمہارے خلاف مقدمہ چلایا جائیگا۔ اور ۶ دسمبر کو اس نے فیصلہ کیا تھا کہ تمہیں ملزموں کے کٹہرہ میں کھڑا کیا جائے۔ تمہارے خلاف الزامات سنائے جاتے ہیں۔ جن کو تم بیٹھ کر سن لو۔ چنانچہ وہ بیٹھ گیا اور الزامات سنائے گئے۔

آزادی کو تباہ کرنے کا الزام

اس کے بعد پریری نے ایک ایک کر کے الزامات دہرائے۔ اس نے کہا کہ "لوئی! فرنچ قوم تم پر الزام لگاتی ہے کہ تم نے بہت سے جرائم کیے ہیں تاکہ آزادی کو تباہ کر کے تم ظلم ازنی قائم کرو۔ ۲۰ جون ۱۷۸۹ء کو تم نے لوگوں کی حکومت پر حملہ کیا۔ جبکہ تم نے قوم کے نمائندوں کی میٹنگ کو معطل کر دیا اور مقام ٹینگ سے ان کو زبردستی نکال دیا۔ اس کا ثبوت ٹینس کورٹ کے اجلاس کی کارروائی میں موجود ہے۔ ۲۳ جون ۱۷۸۹ء کو تم نے قوم کو قوانین لکھوانے کی کوشش کی۔ تم نے اس کے نمائندوں کو فوج سے محصور کر دیا۔ تم نے ان کے سامنے دو اعلان پیش کیے جو تمام آزادی کے خلاف تھے۔ اور تم نے ان نمائندوں کو منتشر ہو جانے کے لیے حکم دیا۔ یہ بات تمہارے دونوں اعلانوں اور اسمبلی کے کاغذات سے ثابت ہے۔ لوئی! تمہارے پاس ان الزامات کا کیا جواب ہے۔

شاہ کا جواب

لوئی نے جواب دیا کہ جون ۱۷۸۹ء کو ملک میں کوئی آئین نہ تھا اور

نہ موجودہ قوانین ہی کا وجود تھا جواسے اس بات سے کرنے دیتے جو اس نے کی تھی۔

پیرس کا فوج سے محاصرہ

پھر صدر نے یہہ الزام دہرایا کہ تم نے جولائی ۱۷۸۹ء میں فوج سے پیرس کا محاصرہ کرایا۔ اور کشت و خون کرایا۔ لوئی نے اس کا جواب یہہ دیا کہ اس زمانہ میں مجھے فوج کی کمان کرنے اور اس سے کام لینے کا حق واختیار حاصل تھا۔ لیکن میرا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا کہ رعایا کے کسی فرد کا خون بہایا جائے۔

شاہ کے خلاف ۵۷ الزام

اس طرح یہہ لوئی کے خلاف الزامات دہرائے گئے جو تعداد میں ۵۷ تھے۔ لوئی نے ان میں سے بعض کا جواب نفی میں دیا یا جواب میں یہ اقرار کیا کہ اس نے جو کچھ کیا وہ آئین کے بنائے جانے سے پیشتر کیا۔ یا یہہ کہ اس کا فعل اس وقت کے قوانین کے مطابق جائز تھا یا یہہ کہ اس نے بعض باتیں اس آئین کے نفاذ کے وقت سے کی ہیں جس کی ذمہ داری وزیروں کے سر پہ تھی۔

میں نے کشت و خون نہیں کرایا

لوئی کے خلاف جو الزام فرانس سے بھاگ جانے کا لگایا گیا تھا اس کے جواب میں اس نے کہا کہ اس بارہ میں میں صرف یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی نے اس الزام کو ہمیشہ کے لیے مٹا دیا تھا۔ جبکہ اس نے مجھے تاج تخت پھر دیدیا اور جبکہ اسمبلی نے میرے ساتھ آئینی شاہی حکومت قائم کرنے کے لیے حلف اٹھایا تھا۔ لوئی نے اپنے جوابات کے دینے میں کبھی کوئی غصہ یا جوش نہیں دکھایا۔ صرف اس موقعہ پہ جوش سے کام لیا۔

جبکہ صدر نے اس کے خلاف یہ الزام دہرایا - کہ جو تمام کشت و خون ۱۰ اگست ۱۷۹۲ء کو ہوا تھا - وہ صرف لوئی نے کرایا تھا - اس الزام کے جواب میں لوئی نے بلند آواز میں کہا کہ "نہیں جناب نہیں - کشت و خون کرانے والا میں نہیں تھا - - - - - محل تلیرس کو ایسے طریقہ میں خطرہ پیش آیا - جسے تمام باضابطہ اختیار رکھنے والے افسروں نے دیکھا تھا - میئر اور میونسپل کمیٹی نے یہ خطرہ دیکھا اور چونکہ مجھے باضابطہ طور پر اختیار حاصل تھا - اسلئے مجھے یہ حق حاصل تھا کہ میں اپنی حفاظت کرتا - مگر میں نے تو اپنی حفاظت بھی نہیں کی - میں نے نیشنل اسمبلی کا ایک وفد بلایا اور میں نے اپنے خاندان سمیت اسمبلی میں پناہ لی -

مجھے کاغذات کا کوئی علم نہیں

جب صدر اپنے ۵۷ سوالات کر چکا تو ولازی ممبر نے لوئی سے سوال کیا جو ان کاغذات کے متعلق تھا جو ۱۰ اگست کو محل تلیرس سے برآمد ہوئے تھے - یہ سوال ان کاغذات کے متعلق بھی تھا جو رولینڈ نے پیش کیئے تھے - اور جو آہنی صندوقچہ میں ۲ نومبر کو پائے گئے تھے - لوئی نے جواب میں کہا کہ مجھے ان کاغذات کا کوئی علم نہیں ہے - البتہ میں یہ جانتا ہوں کہ ان میں جو چند نوٹ ہیں وہ لافائٹ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں - اور ان نوٹوں کا تعلق صرف آئین کی ترمیم سے ہے - مجھے اس پر اسرار آہنی صندوقچہ کا اور اس کے اندر کی چیزوں کا بھی کوئی علم نہیں ہے -

یہ باتیں سنکر کنونشن کے ممبروں کو غصہ آگیا - اور صدر نے کہا کہ لوئی کو یہاں سے باہر لے جاؤ - اس پر لوئی اسی اطمینان کے ساتھ وہاں سے چلا گیا - جس کے ساتھ کہ وہ وہاں آیا تھا - جب اسے گاڑی میں سوار کرکے

بیجا رہے تھے۔ تو لوگوں نے یہ نعرہ لگایا کہ "زندہ باش جمہوریت" وہ ساڑھے چھ بجے شام کو حراست گاہ میں پہنچا۔ اس نے پہلا کام یہ کیا کہ اسے اس کے خاندان کو دیکھنے کی اجازت دی جائے۔ اسے جواب میں بتایا گیا کہ یہ اجازت میونسپل کمیٹی کے احکام کے خلاف ہوگی۔ اس پر لوئی نے کہا کہ میرے خاندان کو یہ اطلاع دیدو کہ میں واپس آگیا ہوں۔ اس بات کو افسروں نے مان لیا۔

خاندان سے ملنے کی اجازت نہ دی گئی

لوئی نے افسر سے پوچھا کہ کیا میرے خاندان کو میرے ساتھ کھانا کھانے کے لیے آنے دیا جائیگا۔ اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ اس نے پوچھا کہ کیا میرے بیٹے کو میرے کمرے میں سونے کی اجازت ہے۔ اس کا بھی جواب نہ دیا گیا بلکہ شاہزادہ کا بستر اس کے کمرے سے ہٹا دیا گیا۔ لوئی نے تنہا کھانا کھایا اور تنہا سویا۔ صبح کو اس نے افسر سے سوال کیا کہ کیا مجھے اپنے خاندان سے ملنے کی اجازت مل سکتی ہے۔ جواب دیا گیا کہ اس بارہ میں احکام کا انتظار ہے۔ پھر اس نے کہا کہ میرے خاندان کو مطلع کردو کہ میں اچھا ہوں۔ چنانچہ یہ پیغام پہنچا دیا گیا۔ اور جواب آیا کہ اس کے خاندان والے بھی بخیریت ہیں۔ اس وقت کلیری نے کہا کہ یہ امید ہے کہ خاندان سے الگ رہنے کا حکم منسوخ کردیا جائیگا۔ اس پر لوئی نے جواب دیا کہ "مجھے کسی رعایت۔ کسی انصاف اور کسی رحم کی توقع نہیں ہے لیکن ہمیں انتظار کرنا چاہیئے کہ کیا ظہور میں آتا ہے"۔

بادشاہ کی طرف سے صفائی

جب لوئی کو کنونشن کے روبرو ۱۰ اگست ۱۷۹۲ء کو پیش کیا گیا۔ تو

اس نے درخواست کی تھی کہ اسے پیروی کے لئے وکیل ملنا چاہیے کیونکہ کنونشن سے الزامات سننے کے بعد وہ چلا گیا۔ تو اس کی غیر حاضری میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ کیا اسے پیروی کے لئے وکیل دیا جائے یا نہیں۔ اس کے متعلق ممبران کنونشن کی رائیں متضاد تھیں۔ اس وقت وکیل مالیس ہار بر نے خود اپنی خدمات وکیل کے طور پر پیش کیں اور دو اور وکیلوں ویسینری اور ٹرونچیٹ نے بادشاہ کی صفائی میں مدد دی۔

بادشاہ کی طرف سے صفائی نہایت قابلیت کے ساتھ پیش کی گئی۔ تینوں وکیلوں نے بڑی لیاقت سے لوئی کے خلاف الزامات کی تردید کی۔ لوئی کو قلم دوات اور کاغذ مل گیا۔ اور اسے اپنے وکیلوں کے ساتھ مشورہ کرنے کی آزادی بھی نصیب ہو گئی۔ ۱۴ تاریخ کو ٹرونچیٹ نے شاہ سے مشورہ کیا۔ اسی دن مالیس ہار بر حراست خانہ میں گیا۔ ۱۵ تاریخ کو شاہ کو مطلع کیا گیا کہ دوران سماعت مقدمہ میں ملکہ اور میڈم الزبتھ کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ البتہ اس کے بچے اس کے پاس آ سکتے ہیں۔ مگر اس شرط پر کہ مقدمہ ختم ہونے تک اُن کو ملکہ اور پھوپھی سے ملنے کی اجازت نہ ہو گی۔ لوئی نے یہ شرط منظور نہ کی۔

لوئی کی تقریر

لوئی کو تمام الزامات اور ان کاغذات کی جن پر الزامات مبنی تھے نقول دی گئیں۔ اور وہ ۱۵ اپنی صفائی تیار کرتا رہا۔ ۲۶ تاریخ کو بادشاہ کو گاڑی میں سوار کر کے کنونشن میں حاضر کیا گیا۔ وہ کٹہرہ میں کھڑا ہوا تو اس کے تینوں وکیل بھی اس کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اس کی صفائی کا بیان پڑھ کر سنایا گیا۔ اس میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا تھا وہ یہ ہیں۔

اس آئین کے ذریعہ جس کا تمام فرانس بار بار حلف اٹھا چکا ہے بادشاہ کی ہستی محفوظ ہے۔ کنونشن نے لوئی کے خلاف الزامات عاید کیے ہیں۔ اور اس لیے وہ ججوں کا فرض ادا نہیں کر سکتے۔ لوئی کو لگاتار مشکلات میں ڈالدیا گیا ہے۔ اس کے ارادے نیک رہے ہیں

جب صفائی کا یہ بیان ختم ہو گیا تو لوئی نے مختصر الفاظ میں کنونشن سے کہا کہ آپ میری صفائی کی باتیں سن چکے ہیں۔ میں ان کا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ شاید میں آپ سے آخری بار کچھ کہہ رہا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ میرا ضمیر مجھے کسی بات کے لیے ملامت نہیں کرتا۔ مگر میرا دل اس الزام سے ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے کہ میں نے کشت و خون کرانا چاہا اور یہ کہ ۱۰ اگست کو جو مصائب ظہور میں آئے۔ وہ میری ذات کے نتائج تھے۔ میں بارہا ثبوت دے چکا ہوں کہ مجھے رعایا کے ساتھ محبت ہے۔

لوئی عدالت سے رخصت

اس کے بعد صدر نے پوچھا کہ کیا تم ان کنجیوں کو شناخت کر سکتے ہو جو محل تیلرس میں پائی گئی تھیں۔ اور ایک تھیلا میں سے۔ ان میں سے ایک کے ذریعہ آہنی صندوقچہ کھلتا ہے۔ لوئی نے کہا کہ میں ان کو شناخت نہیں کر سکتا۔ پھر صدر نے سوال کیا کہ کیا تم اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہو۔ لوئی نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر صدر نے کہا کہ تم اب یہاں سے جا سکتے ہو۔ اور لوئی وکیلوں کے کمرہ میں چلا گیا۔

سزائے موت کا حکم

۲۰ دن کی سماعت کے بعد بدنصیب لوئی کی نسبت قرار دیا گیا کہ وہ مجرم ہے۔ کنونشن نے اتفاق رائے سے اس کی سزائے موت فیصلہ

صادر کیا۔ گیرونڈسٹ فرقہ نے بادشاہ کی سزا کا سوال رعایا کے سامنے پیش کرنا چاہا مگر جیکوبین فرقہ نے قرار دیا کہ دو تہائی ووٹوں سے ہی نہیں بلکہ کثرت رائے سے ہی سزا کا سوال طے ہونا چاہیئے۔ ہجوم جو جوش میں تھا اس نے کنونشن کو گھیر لیا اور اُن تمام لوگوں کی ملامت کی جو لوئی کے ساتھ کوئی ہمدردی کا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ دس دن تک لوئی کی سزا کے متعلق ووٹ لیئے گئے۔ ہر ممبر کنونشن اُٹھتا تھا اور یا تو اس کی موت یا جلاوطنی یا قید کے حق میں ووٹ دیتا تھا۔ آخرکار ۲۰ جنوری ۱۷۹۳ء کو ورگنیوڈ صدر کنونشن نے جوش کے لہجہ میں ووٹوں کے نتیجہ کا اعلان کیا تو معلوم ہوا کہ ۷۲۱ ووٹوں میں صرف ۲۶ ووٹ سزائے موت کے حق میں نہیں ہیں۔ باقیوں نے ووٹ دیا ہے کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر لوئی کاپٹ کو موت کی سزا دیدی جائے۔ موت کے حق میں ووٹ دینے والوں میں سے ایک خود لوئی کا چچازاد بھائی فلپ ڈیوک اورلین تھا۔ جس نے انقلاب میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ اور اپنا لقب "حامئی مساوات" رکھا تھا۔

ملکہ اور شاہزادی سے ملاقات

حکم سزا سنکر لوئی نے کہا کہ اس سے آخری اقبال کرانے کیلیئے "ایبی ایجورتھ" کو مقرر کیا جائے۔ اس کی درخواست منظور کرلی گئی۔ یہ بھی منظور کرلیا گیا کہ لوئی اپنے خاندان کے ساتھ آخری ملاقات کرے جس سے وہ کچھ عرصہ سے جدا رہا تھا۔ پادری ایبی کے سامنے جب لوئی اقبال کرچکا تو شاہی خاندان کے لوگ آگئے۔ آگے آگے ملکہ تھی اور وہ اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی۔ اس کے پیچھے شاہ کی بہن الزبتھ تھی۔ جب

کے ساتھ ساتھ شاہزادی بھی - وہ سب بادشاہ سے چمٹ گئے اور گریہ
زاری ہونے لگی - دوسرے کمرہ میں جاکر شاہ اپنی ملکہ وغیرہ سے بغلگیر ہوا
کوئی پون گھنٹہ تک ان میں بات چیت ہوتی رہی - اس کے بعد شاہ دوسرے
کمرہ میں جانے لگا تو ملکہ وغیرہ رونے لگیں ۔ اس نے ان کو اطمینان دلایا
کہ میں تم کو پھر ملونگا - مگر صبح ۸ بجے - سب نے ملکر کہا کہ کیا ٹھیک وعدہ کرتے
ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں ٹھیک وعدہ - ملکہ نے کہا کہ صبح سات بجے
کیوں نہ ملو؟ بادشاہ نے کہا کہ بہت اچھا سات بجے ہی سہی - یہ کہکر
اس نے الوداع کہا - اس لفظ کے سنتے ہی شاہی خاندان کے ممبر پھر
رونے لگے - اور شاہزادی کو تو غش آگیا - اسے کلیری نے اُٹھایا - لوئی
ان سے پھر ایک بار بغلگیر ہوا - اور بڑی مشکل سے جدا ہوا -

بادشاہ مقتل میں

صبح کو ۵ بجے ہی پیرس میں تمام فوجیں مسلح ہو گئیں - ڈھول بجنے
لگے - گھوڑوں کے دوڑنے کی آہٹ آنے لگی - اور یہ تمام آوازیں شاہی
خاندان کے لوگوں اور خود بادشاہ نے سُن لیں کوئی ۷ بجے کے قریب لوئی
کو مقتل میں لیجانے کے لئے گاڑی میں سوار کرایا گیا - اور لے لوئی پندرھویں
کے محل میں پہنچایا گیا - مقتل میں ایسا انتظام کیا گیا کہ قتل کی کارروائی
میں ۸ سیکنڈ بھی نہ لگیں - قاتل سمسن نامی تھا - یہ ۲۱ جنوری ۱۷۹۳ء
کا دن تھا - شاہ کو مقتل میں پورے ساڑھے دس بجے پہنچا دیا گیا تھا
لوئی گاڑی میں سے از خود ہی اترا اور پھانسی پر چڑھ گیا -

قتل کا نظارہ

لوئی نے پھانسی کے تختہ پر کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھا اور کہا کہ

اہل فرانس. میں بے گناہ مارا جاتا ہوں۔ میں اپنے دشمنوں کو معاف
کرتا ہوں۔" ڈھولوں کے شور کے باعث وہ اور کچھ نہ کہنے پایا۔ اس
وقت تین قاتلوں نے بادشاہ کو پکڑ لیا۔ بادشاہ نے اپنا سر تختہ پر رکھ
دیا۔ اس ایبی ایجورتھ نے بلند آواز میں کہا کہ "اے سینٹ لوئی کے فرزند
آسمان پر چڑھ جا۔" یہ کہتے ہی بھاری چھرا نیچے گرا اور لوئی کا سر تن
سے جدا ہو گیا۔ اور یہ سر سیمسن جلاد نے اوپر اٹھا کر کہا کہ "زندہ باش
جمہوریت!" یہ حالت دیکھ کر بہت سے تماشائی رونے لگے۔ لوئی کی لاش
کو کفن بھی نہ پہنایا گیا۔ بلکہ سادی قبر میں رکھدی گئی۔ اور اس کے اوپر
چونہ بچھا دیا گیا تاکہ وہ جلد گل کر پانی ہو جائے۔ قتل کے وقت لوئی کی
عمر ۳۹ سال تھی۔ انقلاب انگیزوں نے اپنی برچھیوں کی نوکیں لوئی
کے خون میں تر کیں۔ اور اس طرح سے ایک بادشاہ کی زندگی کا خاتمہ
ہو گیا۔ اور جمہوریت پسندوں نے خوب خوشی منائی۔

ملکہ فرانس کا مقدمہ

جس روز شاہ فرانس کے قتل کی خبر لنڈن میں پہنچی تو ایسا معلوم ہوتا
تھا کہ وہاں کوئی بڑی قومی مصیبت نازل ہوئی ہے۔ اس خبر سے دیگر سلطنتوں
کے پایہ تختوں میں بھی سنسنی پھیل گئی۔ لوئی کے قتل سے تمام یورپ میں خوف
و ناراضگی کی لہر دوڑ گئی۔ اور اس سے یورپ کے تمام تاجداروں کو ایک
بڑا خطرہ پیش آیا۔ فرانس کے لوگوں کو انارکسٹ اور بنی نوع انسان کا
دشمن سمجھا گیا۔ فرانس کی نیشنل کنونشن جنرل ڈوموریز کی فتحیابی سے اسقدر

سرشار ہو گئی۔ کہ اس نے ایک اعلان شائع کیا اور اس میں یہ تجویز پیش کی کہ فرانس کی جمہوری سلطنت ان تمام قوموں کو مدد دیگی جو اپنے ملک میں شاہی حکومتوں کو پلٹ دینے کے لئے کوشش کرینگی اور شاہی حکومت کی جگہ جمہوری سلطنت قائم کرینگی۔ علاوہ ازیں نیشنل کونسل کے صدر ورکفوڈ نے یہ اعلان کیا کہ "تمام حکومتیں ہماری دشمن ہیں مگر تمام ممالک کی رعایا ہماری دوست ہے"۔

فرانس کیخلاف اتحاد

لوئی کے قتل سے جس نازک اور خطرناک حالت کا ظہور ہوا۔ اس کے باعث یورپ کی تمام شاہی۔ مذہبی اور مطلق العنان انسٹی ٹیوشنوں کو سخت پریشانی کا سامنا ہوا۔ یورپین سلطنتوں نے ایک ہی مشترکہ مقصد قرار دیا اور ۱۷۹۳ء کے شروع ہی میں تمام تاجداران یورپ نے فرانس کی جمہوری سلطنت کے خلاف اتحاد کر لیا۔ فرانس کے سفیروں کو کئی ملکوں سے چلے جانے کا حکم دیدیا۔ اور فرانسیسی قوم کے جو لوگ کسی ملک میں رہتے تھے یا اس کا سفر کرتے تھے ان کو گرفتار کر کے وہاں سے نکالدیا جاتا تھا۔ اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانس کی کئی ملکوں سے جنگ چھڑ گئی۔ اور یہ جنگ بیس۲۰ سال تک جاری رہی۔ اس کے دوران میں فرانس کو کئی فتوحات حاصل ہوئیں اور کئی شکستیں بھی ملیں۔ لیکن فرانس کو اپنی سرحدوں پر کئی طرف سے سخت خطرہ پیش آیا۔

ایک عدالت اور ایک کمیٹی کا تقرر

جہاں فرانس دوسرے ممالک کے ساتھ برسرپیکار تھا وہاں فرانس کے دو فرقوں میں آپس میں اختلاف بڑھتا گیا۔ اور ۱۰ مارچ ۱۷۹۳ء کو

فرانس میں ایک نئی عدالت قایم کی گئی۔ جس کا نام "ریولیوشنری ٹربیونل" رکھا گیا۔ یعنی انقلابی عدالت۔ اس میں ۱۲ جیوری اور پانچ ججوں کا تقرر کیا گیا۔ قرار دیا گیا کہ اس عدالت کے فیصلوں کا کوئی اپیل نہیں ہو سکتا اس میں ان لوگوں کے جرایم کی سماعت کی گئی جو آزادی۔ مساوات اور جمہوری سلطنت کے مخالف سمجھے گئے تھے۔ ۲۷ مارچ کو ایک اور کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس کا نام "کمیٹی آف پبلک سیفٹی" رکھا گیا۔ یعنی عوام کی محافظ کمیٹی۔ اس کے ۹ ممبر مقرر کیئے گیئے۔ اور ان کو مطلق العنان اختیارات دیئے گیئے۔

ایک عورت کو سزائے موت

اس عرصہ میں گرونڈسٹ فرقہ اور جیکوبن فرقہ میں اختلاف اور بڑھ گیا۔ اور ان میں سخت نفاق پیدا ہو گیا۔ اس کے باعث فسادات اور ہنگامے ہوئے۔ بہت سے لوگ گرفتار کیئے گئے اور ان کو عدالت سے سزائیں دی گئیں اسی سلسلہ میں ایک نوجوان اور حسین عورت چارلوٹ کورڈے نے پیرس پہنچکر گرونڈسٹ لیڈروں کے متعلق مارٹ سے انتقام لینے کی ٹھان لی اور وہ پیرس آکر اس کے گھر گئی۔ اور اس کے دل کے مقام پر خنجر بھونک کر اسے قتل کر ڈالا۔ واردات قتل کے بعد یہ عورت بھاگ نہیں گئی۔ اسے گرفتار کر کے انقلابی عدالت کے روبرو پیش کیا گیا۔ جس نے اسے سزائے موت کا حکم دیا۔ اس نے پھانسی کی سزا خوشی سے قبول کی اور کہا کہ میں نے ایک شخص کو اس لیے قتل کیا ہے کہ لاکھوں آدمیوں کی زندگی ضایع ہونے سے بچا لوں۔ یہ مقتول ملک کے امن وامان کے لیے خطرہ تھا۔

قتل کے بعد مارٹ کی بڑی عزت کی گئی۔ اور نیشنل کنونشن کی تجویز کے مطابق اس کا دل لاش میں سے نکالکر اور ایک برتن میں رکھ کر گرجہ کے

بیدی پر رکھا گیا۔ اور اس کے گرداگرد پھول رکھے گئے۔

کشت و خون کی گرم بازاری

فرانس میں جھگڑے پیدا ہو گئے جو دن بدن بڑھتے گئے خود نیشنل کنونشن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا گیا۔ لیکن اس بغاوت کو دبا دیا گیا۔ نیشنل کنونشن محض قانون اور جلادوں کی جماعت بن گئی۔ فرانس میں سنہ ۱۷۹۳-۹۴ء میں خوف و وحشت کا دور دورہ رہا۔ فرانس کے لوگوں کی کئی پارٹیاں بن گئیں۔ ان میں آپس میں خانہ جنگی ہوتی رہی۔ بیرونی حملوں کا اندیشہ جاری تھا۔ ملک میں قحط کا ظہور ہو گیا۔ افلاس اور دیوالہ نے سر اٹھایا۔ اور بے دینی کا زور بڑھ گیا۔ لوگ خدا کی ہستی سے بھی منکر ہو گئے۔ غرضیکہ فرانس تمام قسم کی مصائب کا خانہ بن گیا۔ مختلف کمیٹیوں اور عدالتوں کے ذریعہ آزادی۔ مساوات اور اخوت کے مخالفوں مثلاً شاہ پرستوں۔ گرونڈسٹوں۔ امیروں اور دولتمندوں کو موت کی سزا دی گئی۔ تمام مشتبہ لوگوں کو ہر وقت جان کا خطرہ دامنگیر رہنے لگا۔ کیونکہ ان کے خلاف قانون کا بڑی سختی کے ساتھ استعمال کیا جاتا تھا فرانس میں تقریباً دو لاکھ مشتبہ آدمی گرفتار کیے گئے۔ ان کو قید کیا گیا اور لڑیوں کی صورت میں مقتل میں پہنچا کر قتل کر دیا گیا۔ گویا فرانس میں کشت و خون کی گرم بازاری رہی۔ ملک میں بدنظمی کا ظہور ہوا اور ملک کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا اندیشہ پیش آ گیا۔ پھانسی کو لوگوں میں حب الوطنی پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا گیا۔ اور سپہ سالاروں کے سامنے تجویز پیش کی گئی "یا فتح یا موت"۔ چنانچہ جنرل ہیوہارنس کو اس الزام میں پھانسی دی گئی کہ وہ عین وقت پر مینن نہ پہنچا اور اسلئے اس شہر پر

پروشین فوج نے قبضہ کرلیا۔ ایک بہت بڑی فوج کے مقابلہ میں جنرل کسٹائن کو دریائے رائن سے پسپا ہو جانے پر موت کی سزا دی گئی۔ یہی انجام دو اور جرنیلوں کا ہوا۔

ملکہ مصیبت میں

آخر کار ملکہ میری انٹونٹ پر بھی جسے بیوہ کاپیٹ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا مصیبت آگئی۔ چنانچہ ۱۴ اکتوبر ۱۷۹۳ء کو ملکہ کو انقلابی عدالت میں پیش کیا گیا۔ لوئی کو جنوری میں موت کی سزا دی گئی تھی۔ اسی وقت سے ملکہ کی مصائب میں اضافہ ہوتا گیا۔ لوئی کے قتل کے بعد ملکہ۔ اس کے دونوں بچوں اور شاہزادی الزبتھ کی رہی سہی آزادی چھین لی گئی۔ وہ حراست خانہ میں تھیں اور حراست خانہ کا نگران افسر ہیبرٹ تھا اس نے ملکہ اور باقی اراکین شاہی خاندان کو ہر راحت سے محروم کر دیا۔ یہاں تک کہ اُن کو پیٹ بھر خوراک بھی نہیں دی جاتی تھی۔ ہیبرٹ کی رائے تھی کہ یہ لوگ اس سے بہتر سلوک کے مستحق نہیں ہیں جو سلوک کہ مجرموں سے کیا جاتا ہے۔ ملکہ کے پاس سے تمام ملازم ہٹائے گئے صرف ایک بوڑھی عورت جو ملکہ اور اس کے بچوں کے کپڑے دھوتی تھی۔ ایک باورچی اور دو لڑکیاں ان کے پاس خدمت کے لیے رکھی گئیں مگر ان ملازموں کو بھی اس کمرے میں جانے کی اجازت نہ تھی جس میں ملکہ کا قیام تھا۔ کلیری جو شاہزادہ کا نگراں تھا اسے بھی شاہزادہ کے پاس سے ہٹایا گیا موم بتیوں کی جگہ اسے چربی کی بتیاں جلانے کے لیئے دی گئیں۔

شاہزادہ الگ کر دیا گیا

ایک دن ہیبرٹ ملکہ کے پاس گیا اور بہت سی چیزیں جو شاہی قیدیوں

کو عزیز تھیں پھاڑ اور توڑ ڈالیں۔ وہ ان پر ہر روز کوئی نہ کوئی نئی سختی کرتا رہا۔ اس نے شاہزادہ کو ملکہ سے جدا کر دیا۔ اس نے اسے سمن کی نگرانی میں رکھ دیا۔ ہیرٹ نے بعض ایسی حرکات کیں جو نا قابل بیان ہیں۔ اس نے شاہزادہ سے ایک کاغذ پر دستخط کرائے جس میں ملکہ وغیرہ کے خلاف گوناگوں الزامات لگائے گئے تھے اور یہ الزامات ملکہ کے خلاف انقلابی عدالت میں پیش کئے گئے۔ ان میں سے ایک الزام یہ تھا کہ وہ شاہزادہ سے .... کراتی ہے۔ یہ ہیرٹ پاجی کی ایجاد تھی۔ یہ شرمناک اور بے بنیاد الزام معلوم ہوتا ہے۔ جو ایک ماں کے خلاف شریر ہیرٹ نے ایجاد کیا تھا۔ ۳ جولائی کو ملکہ سے شاہزادہ کو جدا کیا گیا۔ اور اس کے چند دن ہی بعد شاہزادی کو بھی اس سے جدا کر دیا گیا۔ پھر شاہزادی الزبتھ کو بھی اس کے پاس سے ہٹا دیا گیا۔ یکم و دویم اگست کی درمیانی رات کو ملکہ کو ٹیمپل سے نکالکر "کونسرجیری" نامی عمارت میں بھیجدیا گیا۔

ملکہ کی جان بچانیکی کوشش

کوشش کی گئی تھی کہ ملکہ کی جان بچالی جاسکے اور فرمانروائے آسٹریا کی طرف سے کوشش ہوئی کہ ملکہ کو جو اس کی بہن تھی کسی طرح فرانس سے بلا لیا جائے۔ اس کے متعلق ڈانٹن کو لکھا گیا۔ مگر وہ کچھ نہ کر سکا۔ البتہ دو آدمیوں نے ملکہ کو اس تجویز سے مطلع کر دیا۔ کسی طرح سے تجویز کا راز فاش ہو گیا۔ اور میچونس گرفتار کر لیا گیا۔ جس نے ملکہ کو ایک رقعہ پھول کی پنکھڑیوں کے اندر رکھ کر پہنچایا تھا۔ اس شخص کو غدار اور غیر ملکی طاقتوں کے جاسوس کی حیثیت سے پھانسی دیدی گئی۔ اس روز سے جیکوبن فرقہ کے چیدہ سپاہی ملکہ کی قیامگاہ کے دروازہ پر مقرر کئے گئے۔ ان کو حکم دیا

گیا کہ وہ ملکہ سے کوئی بات نہ کریں۔ اور اگر وہ ان سے کچھ کہے تو اس کا جواب نہ دیا جائے۔

ملکہ پر اور سختیاں

ملکہ خود جانتی تھی کہ باغی اس کے ساتھ کوئی رعایت کرنے والے نہیں جس طرح انہوں نے اس کے خاوند اور شاہ پرستوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ اسی طرح وہ اسے اور اس کے بچوں کو بھی ہلاک کر دینگے۔ وہ مرنے کے لیئے تو ہر طور سے تیار تھی۔ لیکن وہ اس کمینہ اور ذلیل سلوک کے لیئے ہرگز آمادہ نہ تھی۔ جو اس کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ اسے لوئی کے قتل کے بعد معلوم ہو گیا تھا کہ بعض انقلاب پسند اس کے ساتھ ذلت اور سختی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھنا چاہتے۔ اسے جو لوگ تنگ کرتے تھے ان میں سب سے زیادہ شرارت ہیرٹ کرتا تھا۔ اس کے حکم سے ملکہ اور اس کے بچوں پر سخت پابندیاں عائد کی گئیں کہ ان کو زندگی موت سے بدتر معلوم ہونے لگی۔

ملکہ عدالت میں

ملکہ کو نیئے حراست خانہ میں دس دن رکھا گیا۔ ۱۳ دسمبر کو اس کے حوالہ وہ کاغذ کیا گیا۔ جس میں اس کے خلاف الزامات درج تھے۔ دوسرے دن ملکہ کو انقلابی عدالت کے رو برو لایا گیا۔ صدر عدالت نے اس سے معمولی سوالات دریافت کیئے اور اس سے اس کا نام وغیرہ دریافت کر کے لکھ لیا اس وقت اس کی عمر ۳۸ سال تھی مگر وہ رنج و صدمہ کے باعث اس سے بہت زیادہ عمر کی لگتی تھی۔ اس کے بعد ٹنٹوایل نے اس کے خلاف الزامات کی لمبی فہرست پڑھ کر سنائی۔ جس میں اسے ہر اس خراب کا ذمہ دار قرار

دیا گیا جو اس کی فرانس میں آمد کے وقت سے ظہور میں آئی تھی۔ ان الزامات میں یہ بھی شامل تھے کہ اس نے انقلاب کے خلاف جد وجہد کی ہے اس نے اہل فرانس کے خلاف وحشیانہ نفرت کی۔ اس نے فرانس کے بدترین دشمنوں کے ساتھ خوب خط وکتابت کی۔ اس نے شاہی خزانہ سے دولت نکال کر اپنے بھائیوں کو جو شہنشاہ ہیں مالا مال کر دیا۔ ان الزامات پر اکتفا نہ کرتے ہوئے مسٹر ہیبرٹ نے ملکہ کے خلاف یہ الزام بھی فہرست میں درج کر دیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ زنا کرتی رہی ہے۔ اس نے وہ کاغذ بھی پیش کر دیا جس پر شاہزادے کے دستخط تھے۔ اور جس میں یہ نہایت فحش مگر بے بنیاد الزام درج تھا۔ ملکہ نے کئی الزامات کے جوابات دیئے اور اُن کی تردید کی۔ لیکن اس الزام پر اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ اس پر ایک جج نے عدالت کے صدر کو توجہ دلائی کہ ملکہ نے اس خاص الزام کا کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ صدر نے الگ اور صاف الفاظ میں یہ الزام دہرایا۔ ملکہ نے بلند آواز میں کہا کہ "میں نے اس الزام کا کوئی جواب نہیں دیا۔ کیونکہ قدرت اس کی مخالف ہے کہ اس قسم کا الزام ماں پر لگایا جائے۔ میں سب ماؤں سے جو اس وقت عدالت میں موجود ہیں اس کے خلاف اپیل کرتی ہوں" یہ جواب دیتے وقت ملکہ بڑے جوش میں تھی۔ لیکن باقی الزامات کے جواب اس نے نہایت اطمینان کے ساتھ دیئے۔ واضح رہے کہ شہزادہ کی عمر اس وقت ۸ سال سے زیادہ نہ تھی۔

بعض گواہوں کے بیانات پر وہ مسکراتی رہی۔ خاصکر ایک گواہ کے اس بیان پر کہ لافائیٹ ملکہ کا ہمیشہ سے گہرا دوست رہا تھا۔ اس نے ملکہ اور اس کے خاندان اور خاوند کی جان بچانے کے لیئے بہترین کوشش

کی ہے۔ اس کے خلاف گواہوں میں بعض ایسے شاہ پرست بھی تھے جن کو پھانسی دینے کی تجویز ہو چکی تھی۔ اور جو موت کے منتظر تھے۔ گواہوں میں بعض آئین پسند تھے اور بعض گرونڈسٹ۔ اس کے خلاف گواہوں میں میلین۔ بیلی۔ ولازی بھی شامل تھے۔

سوالات کے جوابات

جب عدالت کے صدر نے بلند اور سخت آواز میں ملکہ سے سوال کیا کہ "تم انکار کر رہی ہو اور ضد۔ تم کو ہر الزام سے انکار ہے" تو ملکہ نے جواب دیا کہ "میں سچ بات کہہ چکی ہوں اور میں اس پر قایم ہوں" اس پر صدر نے کہا کہ "تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت انقلاب کے اصولوں سے کروگی۔ یہہ کیا بات ہے کہ تم نے اس کی تعلیم و تربیت ایسے طریقہ میں کی کہ لوگ اس کی تعظیم کرنے لگے۔ اور یہہ یقین کرنے لگے کہ تمہیں یہہ توقع ہے کہ ایک دن وہ اپنے باپ کا جانشین اور بادشاہ ہوگا" ملکہ نے جواب دیا کہ میرا بیٹا اسقدر کم سن ہے کہ اس کے متعلق ایسی باتیں نہیں کہی جا سکتی تھیں" صدر نے سوال کیا کہ "کیا تم اپنی صفائی میں کچھ اور کہنا چاہتی ہو" ملکہ نے اس کا یہہ جواب دیا کہ "کل تک تو مجھے اپنے خلاف گواہوں کے نام بھی معلوم نہ تھے۔ مجھے ان الزامات کا کوئی علم نہ تھا۔ جو میرے خلاف لگانے کا ارادہ کیا گیا تھا۔ میں اب صرف یہہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں کبھی ملکہ نہ تھی۔ میں اپنے خاوند کی بیوی تھی اور بیوی کی حیثیت سے میرا فرض یہہ تھا کہ اپنے خاوند کی مرضی۔ اس کے فوائد اور اسکی خواہشات کی تعمیل کروں" یہہ ملکہ کے آخری الفاظ تھے جو اس نے عدالت سے کہے۔

صدر عدالت کا جیوری سے خطاب

اس کے بعد طرفین کے وکیلوں کی تقریریں ہوئیں۔ ملکہ کی پیروی کے لیئے جو وکیل مقرر کیئے گئے تھے وہ اس کی مرضی یا منظوری سے مقرر نہیں کیئے گئے تھے۔ بلکہ ان کو عدالت نے مقرر کیا تھا۔ تاہم انہوں نے جیوری اور عدالت سے اپیل کی کہ ملکہ کے ساتھ انسانیت اور رحم کا سلوک کیا جائے لیکن جیوری تو عدالت کا ایک مستقل حصہ تھی۔ اس کے بعد ملکہ کو دوسرے کمرہ میں پہنچایا گیا۔ اور صدر نے جیوری سے خطاب کیا اور کئی سوالات کیئے۔ مثلاً کیا ملزمہ نے جمہوری سلطنت کے خلاف سازش کی ہے؟ کیا اسے اسلیئے سزا دی جائے کہ اس نے غیر ممالک کی فوج کو فرانس میں بلانے میں تعاون کیا؟ کیا یہہ ثابت ہو گیا ہے کہ اس نے اس سازش میں حصہ لیا جس کی غرض یہہ تھی کہ ملک میں خانہ جنگی کے شعلے بھڑکتے رہیں۔

سزائے موت کا حکم

جیوری کے ممبران الگ کمرے میں گئے۔ جہاں انہوں نے نصف گھنٹہ تک مشورہ کیا۔ واپس آکر انہوں نے تمام سوالات اور الزامات کے جوابات اثبات میں دیئے۔ یعنی یہہ کہ ملکہ نے فلاں فلاں جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ اس کے بعد ملکہ کو پھر عدالت میں لایا گیا اور اسے جیوری کا فتوے سنایا گیا۔ اور صدر عدالت نے بعض ایسے لوگوں سے جو عدالت میں موجود تھے مگر جو قانون کے نام سے بھی واقف نہ تھے مشورہ کرکے حکم دیا کہ میری انٹونٹ کو جو لوئی کاپٹ کی بیوہ ہے موت کی سزا دی جائے۔ اگر اس کی کوئی چیز پائی جائے تو سلطنت فرانس کی حدود میں ہے

تو وہ جمہوری حکومت کے حق میں ضبط کی جائے۔

جیل سے مقتل تک

ملکہ نے حکم سزا نہایت اطمینان کے ساتھ سنا۔ کسی جوش یا جذبہ کا اظہار نہ کیا اور ججوں یا ممبران جیوری سے ایک لفظ بھی کہے بغیر عدالت سے باہر چلی گئی۔ یہ ۱۶ دسمبر کا دن تھا۔ اور شام کے ساڑھے چار بج چکے تھے۔ اسے عدالت سے حراست خانہ کے اندر پہنچا دیا گیا۔ صبح کو ۵ بجے حراست خانہ کے نزدیک ڈھول بجنے لگے۔ سات بجے مسلح فوج اور توپیں آگئیں۔ اور وہ تمام پلیوں اور دیگر مقامات پر مقرر کر دی گئیں۔ باوجود اس قدر شور کے ملکہ نے اپنے سر کے بال کاٹ دیئے۔ ماتمی لباس کی جگہ سفید ململ کی پوشاک پہن لی۔ اور بستر پر پڑ کر سو گئی۔ وہ کئی گھنٹے گہری نیند میں سوتی رہی۔ یہاں تک کہ اسے مقتل میں لیجانے کے لیے جگایا گیا۔ اسے ہلکی گاڑی میں بٹھایا گیا۔ اس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں یعنی دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ گاڑی کو پیدل سپاہی اور سوار گھیرے ہوئے تھے۔ اور گاڑی آہستہ آہستہ مقتل کی طرف جا رہی تھی۔ لوگ ملکہ کو کھڑکیوں میں سے دیکھتے تھے اور یہ نعرے لگاتے تھے کہ "زندہ باش جمہوریت"
"ظلم کا ناش کر دو" ملکہ کے چہرے پر نہ تو رنج۔ نہ پژمردگی اور نہ غرور کے آثار تھے۔ بلکہ وہ ہر چیز کو نہایت اطمینان کی نگاہوں سے دیکھتی تھی۔ لیکن محل تیلریز کو دیکھ کر وہ کسی قدر پریشان اور ملول ضرور ہوئی

ملکہ کا قتل

مقتل میں پہنچکر وہ کھٹ کھٹ پھانسی کی جگہ پہنچ گئی اور پادری سے جو

اس سے آخری اقبال لینے کے لیئے آیا تھا۔ اس نے صرف چند باتیں کہیں اس کے بعد وہ قتل کے تختہ پر لیٹ گئی۔ قتل کا آلہ گرا اور اس کا سر جسم سے الگ ہو گیا۔ جلاد نے اس کا سر اٹھا کر لوگوں کو دکھایا۔ اور لوگوں نے نعرہ لگایا کہ "زندہ باش جمہوریت"۔ ملکہ کا قتل پونے بارہ بجے ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی لاش گاڑی میں ڈالدی گئی۔ اور قبر پر پہنچا دی گئی جس میں چونہ پڑا ہوا تھا۔ اور اسے اسی قبر میں ڈال کر دفن کر دیا گیا۔

شاہزادی فرانس کا مقدمہ

انقلاب فرانس کے دنوں میں جن لوگوں کو کسی معقول وجہ کے بغیر قتل کیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک شاہزادی الزبتھ بھی ہے جو شاہ لوئی سولہویں کی بہن تھی۔ یہ دیوی نہایت نیک اور پارسا تھی۔ جس شخص کے ساتھ اس کا واسطہ پڑتا تھا وہی اس کا گرویدہ اور ثنا خواں ہو جاتا تھا۔ اس نے اپنے بھائی لوئی کے ساتھ بے حد وفاداری کا سلوک کیا اور کئی موقعوں پر اس کی جان بچانے کی تجاویز سوچیں۔ جب اس سے کہا گیا کہ وہ بادشاہ کی جگہ فرانس کی سلطنت قبول کرے تو اس نے انکار کر دیا اور اس انکار کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے اپنی جان دینی پڑی۔ اس کا تعلق اس خاندان سے ہے جسے فرانس کی رعایا نے تہ تیغ کر کے اس کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

پریم بھری طبیعت

الزبجھ اس شاہ فرانس کی بیٹی ہے جس کے بعد سلطنت فرانس چند ہی سال قایم رہی۔ الزبجھ کے تین بھائی تھے اور تین بہنیں۔ لیکن الزبجھ کو ان میں سے سب سے زیادہ پریم اپنے بھائی لوئی کے ساتھ تھا۔ اس کی طبیعت میں قدرت نے پریم کا وہ مادہ دیا تھا کہ وہ بہت سے امیر اور نیز غریب گھرانوں کے ساتھ محبت کا سلوک کرتی تھی۔ جس کے باعث لوگ اس کے مداح تھے۔ لوئی کی شادی آسٹریہ کی حسین شاہزادی اینٹانیٹ کے ساتھ عین آغاز جوانی میں ہوئی۔ جب یہہ ملکہ فرانس میں آئی تو اس کی عمر صرف پندرہ سال تھی۔ وہ کئی سال تک فرانس کے لوگوں کے جذبات و احساسات کو معلوم نہ کر سکی۔ اسلیئے بہت کم فرانسیسی اس سے ہمدردی رکھتے تھے۔ لیکن الزبجھ کو ملکہ سے ہمدردی و محبت تھی۔ اور وہ ہر معاملہ میں ملکہ کو نیک مشورہ دیتی تھی تاکہ وہ تاج شاہی کی ذمہ داریوں کو عمدگی سے ادا کر سکے۔ ملکہ کو بھی الزبجھ سے محبت تھی اور وہ ہر معاملہ اس کی صلاح پر عمل کرتی تھی۔

گوالے کی شادی

اس شاہزادی کو غریب اور مصیبت زدہ لوگوں کا ہر دم خیال دامنگیر رہتا تھا۔ اس نے اپنے محل مونٹ ریل میں ایک ڈیری کھولی جس میں اعلےٰ نسل کی گائیں رکھیں اور ان کا دودھ بیماروں کو بہم پہنچانے کا انتظام کیا۔ ڈیری میں کام کرنے والے لوگوں میں سوئٹزرلینڈ کا ایک گوالہ بھی تھا۔ وہ نیک دل اور محنتی تھا۔ شاہزادی اس سے بہت خوش تھی۔ ایک دفعہ گوالے نے اپنے گھر جانے کی خواہش ظاہر کی۔ تو شاہزادی نے اس کے ماں باپ اور اس لڑکی کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔

جب سے گوالہ کی شادی ہونے والی تھی۔ شادی کی رسم ادا ہونے کے وقت خود شاہزادی گرجہ میں موجود تھی۔ اس موقع پر ان کو بیش قیمت تحائف دیئے گئے۔ شادی کے بعد گوالے اور اس کی بیوی کو اس نے محل کے پاس ہی جگہ دیدی۔ شادی میں محض شاہزادی کی شرکت کے باعث ہی بڑے بڑے امیر بھی شامل ہوئے۔

شاہی محل کا محاصرہ

جب فرانس کی رعایا نے شاہی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرکے شاہی محل کے چاروں طرف پہرہ لگا دیا تھا کہ باہر سے کوئی امداد اندر نہ جا سکے تو شہزادی بہت گھبرائی اور اس نے اپنے بھائی ادئی سے کہا کہ یہ وقت خطرناک ہے اور حالت نازک۔ اس وقت جان بچانے کے دو ہی طریقے ہیں (۱) باغیوں کا جان توڑ کر مقابلہ اور ان کو بھگا دینا (۲) بھیس بدل کر فراری یہ باتیں کنٹیس جالنر بھی نے بتائیں مگر ادئی نے ان پر عمل نہ کیا۔ وہ امداد کا منتظر رہا اور اس کے گارڈ کے سپاہیوں نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔

بادشاہ کو نیک مشورہ

جب باغیوں کی تعداد بڑھ گئی اور انہوں نے ورسیلز کے شاہی محل میں گھس کر بادشاہ سے کہا کہ وہ ان کے ہمراہ چلے اور بادشاہ نے اس کا وعدہ کر لیا۔ تو الزبتھ فوراً ادئی کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ "پیارے بھائی۔ اپنی جان نہ گنواؤ۔ باغیوں سے نہ دبو۔ بلکہ ان کو طاقت سے دبا دو۔ یہ لوگ رذیل ہیں اور نیک سلوک کا کوئی لحاظ نہیں کرینگے" مگر بادشاہ نے اس کے مشورہ پر عمل نہ کیا۔ بلکہ ان کے ہمراہ شہر میں جانے کے فیصلہ پر قائم رہا۔ اس وقت شہزادی کے لیے دو ہی راستے تھے یا تو بھائی کا ساتھ

چھوڑ کر بھاگ جائے اور اپنی جان بچالے۔ یا بھائی اور بھاوج کی شریک حال رہے۔ اور جو حال ان کا ہو وہی خود اس کا ہو۔ شاہزادی نے پہلے خیال کو دل میں جگہ نہ دی بلکہ یہہ جانتے ہوئے بھی کہ بھائی اور بھاوج کا انجام بخیر نظر نہیں آتا۔ ان کے ہمراہ پیرس جلنے کے لیئے تیار ہو گئی۔

ورسیلز سے پیرس میں

بادشاہ اپنے عزیزوں سمیت گاڑی میں سوار ہوا۔ باغی اس کے ارد گرد رہے۔ اُن میں بہت جوش تھا۔ گاڑی اس قدر آہستہ آہستہ جاتی تھی کہ ورسیلز سے ڈیڑھ بجے دن سے روانہ ہوئی اور پیرس کے محل تلُرس میں رات کے ساڑھے دس بجے پہنچی۔ شاہی گاڑی کے ہمراہ تھوڑے سے وفادار سپاہی بھی تھے۔ لیکن وہ ہزاروں شراب سے بدمست انقلاب انگیزوں کے مقابلہ میں کیا کر سکتے تھے۔ باغی یہہ نعرہ لگاتے جاتے تھے کہ "زندہ باش قوم فریخ"! خدا قوم کو سلامت رکھے"۔ آسٹرین ملکہ پر لعنت ہو"۔ انقلاب انگیز کبھی کبھی بے تکے طور پر بندوقیں بھی چلاتے تھے۔

بچوں کا خوف

شاہی گاڑی میں بادشاہ کے دو بچے بھی تھے۔ الزبتھ ان کو اپنی گود میں بٹھائے ہوئے تھی۔ بچوں نے کبھی اس قدر ہجوم اور شور و شر نہ دیکھا تھا۔ اسلیئے وہ گھبراتے تھے۔ الزبتھ ان کا حوصلہ بڑھاتی تھی۔ اور خوف کو ان کے دلوں سے دور رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔ بعض اوقات بندوقیں گاڑی کے بالکل نزدیک ہی چلتی تھیں۔ اسلیئے ان کی آوازوں سے بچوں کے دل دہل جلتے تھے۔ مگر الزبتھ کی پیاری باتوں سے ان کا حوصلہ تازہ ہو جاتا تھا۔ بادشاہ اور ملکہ نے اپنی گاڑی میں سے سر نکال کر کئی بار کہا کہ ہم بیقصور

ہیں۔ ہم رعایا کے خیر خواہ ہیں۔ ہم پر جھوٹی تہمت لگائی گئی ہے۔ مگر ان کی آواز کون سنتا تھا۔ بعض اوقات ان کو جھڑک بھی دیا جاتا تھا۔

اپنے گھر سے رخصت

جب شاہی گاڑی محل مونٹ ریل کے پاس پہنچی تو الزبتھ نے محل اور گاؤں کے مکان کی طرف نظر دوڑائی اور اپنی گائیوں کو دیکھنا چاہا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے اس سے کہا کہ "بہن! کیا مونٹ ریل کو دیکھ رہی ہو"۔ تو الزبتھ نے جواب دیا کہ "پیارے بادشاہ! میں اپنے پرانے گھر سے رخصت ہوتی ہوں"۔ یہ کہہ کر اس نے پرماتما کا شکریہ ادا کیا۔ اس وقت شاہزادی الزبتھ کی عمر ۲۵ سال کی تھی مگر اس کی شادی نہ ہوئی تھی۔ اس کے بھولے بھالے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ معصومیت کی پتلی ہے۔ اگرچہ اسے یقین تھا کہ اسکی جان بھی آفت اور خطرے میں ہے۔ مگر نہ اس نے اس کی پرواہ کی اور نہ حوصلہ ہارا بلکہ بھائی اور بھاوج کا حوصلہ بڑھاتی رہی۔ اور ان کو تسلی دیتی رہی۔ جب شاہی گاڑی پیرس میں پہنچ گئی تو لوگوں نے خوشی کے نعرے لگائے اور روشنی کی۔ ان باتوں سے ملکہ اور بادشاہ کے دل کو کسی قدر تسلی ہوئی۔ مگر شاہزادی کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ اسے کھٹکا لگا ہوا تھا۔

چند شریف عورتیں

پیرس پہنچنے پر بادشاہ اور اس کے ہمراہیوں کو محل تلرس میں اتارا گیا۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ محل میں بڑی ٹھنڈک تھی۔ دو سو سال سے اس میں کسی بادشاہ نے قیام نہیں کیا تھا۔ اور نہ اس کی مرمت کی گئی تھی۔ پردے خراب ہو چکے تھے۔ ان کا رنگ اڑ گیا تھا۔ جو اسباب تھا وہ بوسیدہ ہو چکا تھا۔ محل میں سخت بدبو تھی۔ دروازہ کے کواڑ بھی خراب تھے۔ محل کی کھڑکیاں

سڑک سے بالکل نزدیک تھیں۔ باہر انقلاب انگیز جو نغش گیت گاتے تھے وہ
اندر سنائی دیتے تھے۔ ایک دفعہ چند ناشائستہ عورتیں کھڑکیوں میں ہو کر
محل میں گھس گئیں۔ اور شرارت کرنے لگیں۔ شاہزادی نے ان کے پاس آکر
نرمی سے بات چیت کی تو وہ شرمندہ ہو کر باہر نکل گئیں۔

تین سال کا عرصہ

اس محل میں شاہی خاندان نے قیام کیا اور اسے اپنے لیے آرام دہ بنانے
کے لیے کوشش کی۔ اس میں بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا۔ چنانچہ ملکہ اور
شہزادی الزبتھ تو شاہزادی میری تھرسیں کو پڑھاتی تھیں اور بادشاہ
شہزادہ کو تعلیم دیتا تھا۔ نندا اور بھاوج میں اسقدر پریم تھا کہ وہ ایک
دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوتی تھیں۔ شاہی خاندان اس محل میں تین سال
رہا اور اس عرصہ میں انقلاب انگیز یہ سوچتے رہے کہ شاہی حکومت کو
کس طرح ختم کیا جائے۔ باغی بعض اوقات کسی قدر محبت کا اظہار بھی کرتے
تھے اور جب ان کی کوئی نئی درخواست منظور کر لی جاتی تھی۔ تو وہ بادشاہ
کو بطور شکریہ جھک کر سلام بھی کرتے تھے۔ مگر یہ ان کی بناوٹ تھی تاکہ
دوسری حکومتیں معاملات فرانس میں کوئی دخل نہ دیں۔ بعض نیک دل
لوگ بھی تھے جو الزبتھ اور دونوں ننھے بچوں کے انجام کا خیال کر کے آنکھوں
میں آنسو بھر لاتے تھے۔ کبھی کبھی ملکہ کا دل بھی بیقرار ہو جاتا تھا۔ مگر اس
خیال سے وہ دل کو تسلی دے لیتی تھی کہ اس کا باپ شہنشاہ آسٹریہ اس
کی جان بچا لیگا۔ یا رعایا خود ہی بادشاہ کی اطاعت قبول کر لیگی۔ مگر الزبتھ
جانتی تھی کہ فرانس کے لوگوں کو ملکہ سے کوئی ہمدردی نہ تھی اور وہ اس کی
جان سے ہرگز درگذر نہیں کرنے والے۔ اسلیئے وہ ملکہ کے ساتھ زیادہ رفاقت

اور ہمدردی سے پیش آتی تھی۔ اور اس خیال سے کہ ملکہ کا دل رنجیدہ نہ ہو۔ وہ ملکہ کی کسی بات کو نامنظور نہیں کرتی تھی۔

مصیبت میں شرکت

الزبتھ کو کبھی کبھی بادشاہ کی عقل پر افسوس بھی ہوتا تھا اور وہ کبھی یہ دیکھ رنجیدہ ہو جاتی تھی کہ ملکہ جو اہل فرانس کے جذبات سے ناواقف ہیں وہ ایسی حرکت کرتی یا ایسی بات کہہ دیتی ہے جس سے رعایا اور بھڑک اُٹھے مگر وہ خاموش رہتی تھی جس سے ملکہ یا بادشاہ یہ نہ سمجھیں کہ اس کا دل ان کی طرف سے بیزار ہے۔ کبھی کبھی وہ بادشاہ کو بڑی نرمی سے کچھ سمجھا بھی دیتی تھی۔ جب بادشاہ فراری کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔ تو بھی الزبتھ اس کی مصیبت میں بدستور شریک رہی۔ بادشاہ کے کئی رفیق اور الزبتھ کی کئی سہیلیاں جان بچا کر روم بھاگ گئیں۔ الزبتھ سے بھی کہا گیا کہ وہ بھی بھاگ جائے مگر اس نے مصیبت کے وقت اپنے بھائی کا ساتھ چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ ایشور کی ذات پر بھروسہ رکھا وہ کہتی تھی کہ میں پرماتما کے حکم پر چلتی ہوں۔ وہ مجھے اسی راستہ پر چلاتا ہے جس پر کہ وہ چلانا چاہتا ہے میری باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے اور اس نے میری راہ ایسی روشن کر دی ہے کہ میں اس پر آرام سے چل رہی ہوں "

شاہی محل پر حملہ

جب انقلاب انگیز بادشاہ کو بالکل بے اختیار کر چکے تو ہم جون ۱۷۹۲ء کو انہوں نے محل تلریس پر حملہ کر کے بادشاہ کو گھیر لیا۔ اور اسے معزول کر دیا۔ انہوں نے اسے سرخ ٹوپی پہنادی جو قوم کی آزادی کی علامت تھی اور زور دیا کہ جو قانون اور آئین ملک انہوں نے تیار کیا ہے۔ بادشاہ اس

پر دستخط کر دے۔ یہ حالت دیکھ کر الزبتھ اوپر کی منزل سے نیچے آئی اور بھیڑ کو چیر کر بادشاہ کے پاس جانے لگی۔ لوگ اسے ملکہ سمجھ کر نفرت کرنے لگے۔ اس نے کہا کہ "میں فرانس کی رہنے والی ہوں۔ لوگوں کا مجھ پر حق ہے۔ ملکہ غیر ملک کی رہنے والی ہے اور اہل فرانس کی مہمان۔ اس پر ہاتھ ڈالنے سے اہل فرانس کی عزت کو داغ لگ جائیگا۔ اسے زندہ رہنے دو۔ اس کی جگہ میں مرنے کو تیار ہوں۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھی تو ایک شخص کی سنگین اس کی چھاتی کے پاس آگئی۔ اس نے اپنے نازک ہاتھ سے سنگین ہٹا کر کہا "دیکھو۔ اگر تمہاری سنگین کسی کے لگ گئی تو تم کو افسوس ہوگا۔ ذرا ہوشیاری سے کھڑے ہو۔" جب وہ لوئی کے پاس پہنچ گئی تو اسے حوصلہ دینے لگی۔ اسکی یہ ہمت دیکھ کر ایک شخص پر اتنا اثر ہوا کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ الزبتھ فوراً اس کی پاس پہنچی اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی یہ ہے اس کی نیک دلی کی ایک مثال۔

شاہی خاندان حراست میں

اس روز تو اعتدال پسندوں کی کوشش سے انقلاب انگیز ٹل گئے۔ لیکن دن بدن ان کی تعداد بڑھتی گئی۔ بادشاہ کی رہائی کی امیدیں قطع ہو گئیں دشمنوں کا حلقہ زیادہ سخت ہو گیا۔ الزبتھ کے لیے جان بچانے کا اب بھی موقع تھا۔ اگر وہ چاہتی تو بھاگ جاتی۔ مگر اس نے بھائی اور بھاوج کا ساتھ چھوڑنا کسی حالت میں گوارا نہ کیا۔ آخر کار ایک دن نصف رات کو انقلاب انگیز محل میں گھس آئے اور باغ میں جمع ہو کر شور کرنے لگے۔ بادشاہ ان کے پاس گیا۔ ایک وفادار سپاہی نے بادشاہ سے کہا کہ انقلاب انگیزوں کا حوصلہ بڑھ رہا ہے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے کو قومی مجلس کے حوالہ کر دو۔ اس وقت الزبتھ

نے ایک وفادار سپاہی سے پوچھا کہ کیا تم بادشاہ کی سلامتی کے ذمہ دار بن
سکتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہم بادشاہ کے ساتھ مرنے کا اقرار کر سکتے
ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ سپاہیوں نے بادشاہ کو قومی
مجلس میں حاضر ہونے کے لیے مجبور کیا۔ بادشاہ اکیلا ان کے ہمراہ ہو لیا۔ یہ
۱۰ اگست کا واقعہ ہے۔ اسکے پیچھے ملکہ ۷ سالہ لڑکے کا ہاتھ پکڑے اور کانپتی
ہوئی جا رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس کے پیچھے شاہزادی الزبتھ
ننھی شاہزادی کی اُنگلی پکڑے جا رہی تھی۔ اور سہمی ہوئی تھی۔ ننھی لڑکی
چپکے چپکے رو رہی تھی۔ اس حالت میں یہ شاہی خاندان قومی مجلس میں
پیش کیا گیا۔ یہاں سے حکم ملا کہ ان کو حراست میں رکھا جائے۔ اس
وقت بھی الزبتھ بالکل مطمئن تھی۔

بادشاہ اور ملکہ کا قتل

جب دکان میں شاہی خاندان کو حراست میں رکھا گیا۔ وہ بہت تنگ
و تاریک و سرد تھا۔ شاہزادی الزبتھ کو ایک غسل خانہ میں رہنے کو جگہ ملی
جب وفادار خادم کلیری بیمار رہا تو الزبتھ اسکی خدمت کرتی رہی۔ مگر وہ
زندہ نہ رہ سکا۔ اس کے بعد بادشاہ پر مقدمہ قایم کر کے اسے قتل کیا گیا
اس سے آخری ملاقات کے وقت شاہزادی پھوٹ پھوٹ کر روئی۔ پھر
ملکہ پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور عدالت کے فیصلہ کے مطابق اس کی زندگی کا
بھی فیصلہ کر دیا گیا۔

شاہزادی الزبتھ کی مصیبت

اب شاہزادی الزبتھ اور اسکی ننھی بھتیجی میری تھریسی باقی رہ گئیں۔
الزبتھ کو حراست خانہ میں تنگ کرنے کی کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت

نہ کیا گیا۔ انقلاب انگیز ظالموں نے حکم دیا کہ اسے موٹے کپڑے پہننے کو دیئے جائیں تاکہ اسے غریبی کی لذت محسوس ہو۔ فرانس کے لوگ انتقام کے جوش میں اسقدر اندھے ہو گئے کہ وہ یہہ نہیں جانتے تھے۔ کہ کس سے بدلہ لیں اور کس سے نہ لیں۔ الزبتھ نے ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑا تھا۔ لیکن اسے بھی تنگ کیا گیا اور اسے ایسا خراب کھانا دیا گیا جو اس کے کتے بھی نہیں کھا سکتے تھے۔ جب یہہ کھانا پہلے پہل اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے شکر کر کے کہا کہ "یہہ غریبوں کا کھانا ہے۔ ہم بھی غریب ہیں۔ دنیا میں بہت لوگ ہیں۔ جن کو یہہ بھی نصیب نہیں" یہہ کہہ کر اس نے پرماتما کے آگے سر جھکا دیا۔ اور شکر کیا۔ مگر جب اسے اپنی ننھی بھتیجی تھریسیا کا خیال آیا تو اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

بالوں کا ورثہ

ایک دن الزبتھ نے ملکہ اور بادشاہ کے بال جو اس نے بطور یادگار سنبھال رکھے تھے۔ اپنے بالوں میں ملائے اور ننھی بھتیجی سے کہا کہ "میری ننھی بیٹی! یہہ رنجیدہ نشانیاں اپنے پاس رکھو۔ تمہارے ماں باپ جو ملکہ اور بادشاہ تھے اور تمہیں بڑا عزیز رکھتے تھے تمہارے لیئے یہہ ورثہ چھوڑ گئے ہیں۔ اور میں بھی جو تم سے بیحد محبت رکھتی ہوں سوائے ان چند بالوں کے تمہارے لیئے کوئی ورثہ نہیں چھوڑ سکتی۔ میرے پاس نہ کاغذ ہے نہ دوات۔ نہ قلم نہ سیاہی۔ اسلیئے میں تمہیں چند الفاظ بھی نہیں لکھ سکی"۔ یہ باتیں کہہ کر الزبتھ کا دل بھر آیا۔ اور وہ زار و قطار رونے لگی۔ وہ شاہزادی کو گود میں لیکر خوب روئی۔ ننھی بچی بھی رونے لگی۔ یہہ نظارہ دیکھ کر پہرہ داروں کے دل بھی دہل گئے۔ مگر انکی کچھ پیش نہیں جا سکتی تھی۔

سزائے موت کا حکم

آخرکار الزبتھ کی باری بھی آگئی۔ اسے دیگر ۲۴ قیدیوں کے ہمراہ قومی مجلس میں پیش کیا گیا۔ اس سے دریافت کیا گیا کہ اس کا نام کیا ہے اس نے جواب میں بڑی دلیری سے کہا کہ "میں فرانس کی میری الزبتھ ہوں لوئی سولہویں کی بہن اور تمہارے آئندہ بادشاہ لوئی سترہویں کی پھوپھی ہوں" یہ وہی بدقسمت شاہزادہ تھا جو قید میں تھا اور ظالم ہیرٹ کی سختیوں کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ الزبتھ کا یہ جواب سنکر مخالفوں کے چہرے غصہ سے لال ہو گئے۔ اور انہوں نے اس کی طرف گھور کر دیکھا۔ مگر یہ دلیر دیوی اطمینان سے کھڑی رہی۔ اس سے کئی اور سوالات کیے گئے۔ مگر اس نے اپنے مقتول بھائی کی شان کے خلاف ایک لفظ بھی نہ کہا بلکہ بڑی بہادری سے اس کی عزت و توقیر کے کلمات ہی کہتی رہی۔ آخرکار اس کے اور دیگر قیدیوں کے متعلق سزائے موت کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ جو الزبتھ نے بغیر کسی گھبراہٹ کے سُنا۔

حاملہ کی جان بچ گئی۔

حکم سزا سننے کے بعد الزبتھ نے جو بڑی ہمدرد طبیعت رکھتی تھی عدالت سے کہا کہ میری ایک سہیلی اس وقت حاملہ ہے۔ اگرچہ وہ قتل ہونے کے لیئے آمادہ ہے۔ لیکن جب تک کہ وضع حمل نہ ہو جائے اس کی جان نہ لی جائے۔ چنانچہ اس کے قتل کا حکم ملتوی کیا گیا۔ مگر جب یہ بچہ پیدا ہوا تو فرانس میں نادرگردی کا دور ختم ہو چکا تھا۔ اور ماں اور اس کا بچہ بچ رہے۔

شاہزادی مقتل میں

حکم سزا سنانے کے بعد الزبتھ کو مجلس سے واپس لایا گیا۔ مگر اسے اپنی بھتیجی

سے علیحدہ رکھا گیا۔ اس سے ملنے کی اجازت بھی نہ ملی۔ اس کی یہہ درخواست منظور نہ کی گئی کہ اس کی بھتیجی کو اس کے پاس رکھا جائے۔ الزبتھ نے ۲۴ گھنٹے کا وقت بڑی تکلیف اور افسوس کے ساتھ گذارا۔ لیکن اس عرصہ میں کئی بزدل قیدیوں کو جو قتل کیئے جانے والے تھے اپنے اپدیش سے دلیر اور موت کی طرف سے بیخوف بنا دیا۔ ۲۴ گھنٹے بعد صبح کو جیل کا دروازہ کھلا قیدی باہر لائے گئے۔ ان کو مقتل میں پہچانے کے لیئے گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ اُن کو ان میں سوار کرایا گیا۔ الزبتھ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی۔ اسلیئے جب اس کے سر سے کپڑا اُڑ گیا تو وہ برہنہ سر رہ گئی۔ لوگوں نے اسے دیکھا کہ وہ بالکل مطمئن ہے۔ وہ قیدیوں کو دلیر بنانے کا اپدیش دیتی رہی اور سب مقتل میں جا پہنچے۔

شہزادی کا قتل

جب باقی ۲۳ قیدی قتل ہو چکے۔ جن میں مرد اور عورتیں دونوں ہی شامل تھے تو الزبتھ کی باری آئی۔ وہ قتل کی مشین کی طرف گئی۔ اس کے پاوں میں کوئی لغزش نہ تھی۔ اس نے اپنا سر مشین پر رکھ دیا۔ جونہی کہ اس کا پاوں مقتل کے تختہ سے لگا۔ تو جس کپڑے سے اس کی گردن ڈھکی ہوئی تھی۔ وہ گر گیا۔ اس وقت اس نے جلاد سے کہا کہ "دیکھ مجھے ننگے سر قتل نہ کر۔ پہلے میری گردن کپڑے سے ڈھانپ دے۔" یہ اس دیوی کے آخری الفاظ تھے جو اپنے بھائی کے لیئے قتل ہو گئی۔ مگر اس کی زندگی تو کیا۔ اس کی وفات کے بعد بھی اس نے اس کا نام بدنام نہ کیا ہر قیدی کے قتل پر لوگوں نے نعرہ لگایا کہ "جمہوری سلطنت سلامت رہے۔" مگر جب الزبتھ کو قتل کیا گیا تو سب کی زبانیں بند ہو گئیں۔ کسی نے

کچھ نہ کہا بلکہ سب کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

شاہزادہ اور شاہزادی کی وفات

اسی سلسلہ میں یہ بتا دینا بھی بے محل نہ ہوگا کہ ملکہ اور بادشاہ نے جو دو ننھے بچے چھوڑے تھے۔ ان میں سے ایک شاہزادہ تھا اور دوسری شاہزادی تھی۔ ان کا بھی انجام بخیر نہ ہوا۔ شاہزادے پر تو جیل میں اسقدر سختیاں کی گئیں اور جیکوبین فرقہ کے سنگدل جیلروں نے اسے تکالیف کا اسقدر تختہ مشق بنایا کہ وہ فوت ہو گیا۔ اسی طرح شاہزادی یعنی ڈچز آف انگولیم دل شکستہ ہو کر فوت ہو گئی۔ اور اس طور سے فرانس کے شاہی خاندان کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

نپولین کا عروج

یورپ میں نپولین بوناپارٹ نہ صرف ایک بہادر اور اعلےٰ درجہ کا اولوالعزم انسان ہی تھا بلکہ امراء کے اقتدار کا دشمن جانی تھا۔ جن کی خود غرضیوں سے خلق خدا کو سخت رنج اور ہولناک مظالم کا تختۂ مشق بننا پڑتا ہے۔ اسلیئے وہ امیروں کے طاقت اور اقتدار کو توڑنا چاہتا تھا۔ اس نے تقریباً ۲۵ سال تک اس خدمت کو انجام دیا۔ اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلیئے انتہائی کوششیں کیں۔ محض اس وجہ سے اس پر مخالفوں نے طرح طرح کے الزامات لگائے ہیں۔ مثلاً اس نے فرانس کی حکومت کو غصب کر لیا۔ صاحبِ اختیار بنکر اس نے ظلم رانی شروع کی اور اپنی طاقت کو اپنی ذاتی اغراض کے حاصل کرنے میں استعمال کیا۔ جن جنگوں میں وہ مسل

مصروف رہا۔ وہ اس کے غرور و خود غرضی کے نتائج تھے۔ یہ زبردست الزامات ہیں۔ لیکن ان کی کافی تردید کیلئے بے شمار تحریری شہادتیں موجود ہیں۔ دراصل وہ آزادی و مساوات کا عاشق تھا۔ ظلم و امتیاز کا دشمن تھا۔ وہ بنی نوع انسان کا خیر خواہ تھا۔ وہ اس کا مخالف تھا کہ کوئی ایک فرقہ باقی بندگان خدا کو اپنی اغراض کا آلہ بنائے۔ وہ ایک ہمہ صفت موصوف ہیرو تھا۔

لڑکپن اور تعلیم

نپولین جزیرہ کورسیکا کے شہر اجاکیو میں ۱۵ اگست ۱۷۶۹ء کو پیدا ہوا اس کا باپ چارلس بوناپارٹ وکیل تھا۔ کورسیکا پہلے اٹلی کی سلطنت میں شامل تھا۔ لیکن نپولین کی پیدائش سے دو ماہ پیشتر ہی اس پر فرانس کا تسلط ہو گیا۔ اسلیئے نپولین فرانسیسی تھا۔ بچپن ہی سے یہ آثار ظاہر ہونے لگے تھے کہ نپولین ہونہار ہے اور بڑا آدمی بنیگا۔ اسے شروع ہی سے مردانہ وار کھیلوں کا شوق تھا۔ اور اس کے خیال میں میدان جنگ کا نقشہ کھنچا رہتا تھا۔ وہ ایک چھوٹی سی توپ سے کھیلا کرتا تھا۔ جو اب تک کورسیکا میں بطور یادگار پڑی ہوئی ہے۔ کورسیکا میں فرانس کا جو گورنر مقرر کیا گیا تھا نپولین کی بچپن ہی کی حرکات سے وہ تاڑ گیا کہ یہ لڑکا کسی دن بڑا آدمی ہوگا۔ وہ اس کی ذات سے دلچسپی لینے لگا۔ نپولین کی عمر پانچ چھ سال کی تھی کہ اسے سکول میں داخل کرا دیا گیا۔ دس سال کی عمر میں اسے پیرس کے نزدیک برین میں فوجی سکول میں بھیجدیا گیا۔ اس نے نہایت سرگرمی سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ اس مدرسہ میں اس نے پانچ سال یعنی ۱۷۸۴ء تک تعلیم پائی۔ اس کے بعد نپولین کو پیرس کے فوجی کالج میں بھیجا گیا۔ جہاں اس کے کیریکٹر کی خوبیاں عیاں ہونے لگیں۔

فوج میں بھرتی

۱۷۸۵ء میں امتحان لینے کے بعد نپولین کو فوج میں افسر بھرتی کیا گیا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ اپنی رجمنٹ میں شریک ہونے کیلئے چلا گیا۔ اور وہاں سے اسے لائیس جانا پڑا۔

جمہوریت پسندی

نپولین فوج میں خدمت انجام دے رہا تھا کہ فرانس میں دو پارٹیاں ایک دوسرے پر غلبہ اور طاقت حاصل کرنے کیلئے جد و جہد کر رہی تھیں۔ ان میں سے ایک پارٹی شاہ پرستوں کی تھی اور دوسری جمہوریت پسندوں کی۔ نپولین کی رجمنٹ میں جو لوگ امیروں کی اولاد تھی وہ تو شاہ پرست پارٹی میں شامل ہو گئے مگر نپولین جمہوری پارٹی میں داخل ہوا۔ لائیس سے اس کی فوج فساد دبانے کے لیئے اوکزونی گئی اور وہاں اختلاف رائے سے شاہ پرست افسروں نے نپولین کو زد و کوب کیا۔ ۱۷۹۰ء نیگر کے کرسے میں ایک مجلس مشورہ ہوئی جس میں نپولین نے بڑی زبردست تقریر کی۔ اس وقت اس کی عمر ۲۱ سال تھی مگر اپنی قابلیت کے باعث اسے جمہوریت پسندوں میں خاص مرتبہ حاصل ہو گیا۔ ۱۷۹۱ء میں وہ رخصت پر کرسیکا میں گیا اور وہاں اس نے جمہوریت کے مقصد کی خوب حمایت۔

ابتدائی کامیابیاں

۱۰ اگست ۱۷۹۲ء کو نپولین پیرس میں موجود تھا۔ اس وقت اس نے ۳۰ ہزار آدمیوں کے ہجوم کے محل ٹلیرس پر حملہ اور زیادتیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جبکہ بادشاہ اور ملکہ سے بھی بدسلوکی کی گئی۔ یہ دیکھ کر اسے بہت افسوس ہوا۔ ایک موقع پر اس سے پوچھا گیا کہ وہ فرانس کے نئے آئین

کو کس نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس نے کہا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اس نے جو الفاف کی مٹی پلید ہوتے دیکھی تھی۔ اس کے باعث اس نے اپنے خیال میں تبدیلی کر لی۔ اس کے بعد وہ کورسیکا آ گیا۔ وہاں جنوری ۱۷۹۳ء میں اسے حکم ملا کہ وہ و ہٹا لین لیکر سارڈینہ میں داخل ہو۔ اس نے سارڈینہ میں فوج اتار دی۔ لیکن امیر البحر ترگوٹ فوج نہ آتار سکا۔ اسلیئے نپولین کو اپنی جگہ سے ہٹنا پڑا۔ جب وہ فرانس واپس آیا تو ملکہ اور بادشاہ قتل ہو چکے تھے۔ اور ملک میں جوش پھیلا ہوا تھا۔ انقلاب انگیزوں کا دور دورہ تھا۔ وہ جن دنوں اجاکیو میں تھا تو وہاں شورش کا ظہور ہوا۔ گورنر نے انگریزوں کو بلا کر قلعہ ان کے حوالہ کر دیا۔ مگر نپولین نے اپنی فوج سے رات کو اچانک حملہ کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اندر داخل ہو کر اس نے قلعہ اُڑا دیا اور شہر کو خالی کر کے چلا آیا۔

تولون کی فتح

اب ان واقعات کا دور شروع ہوتا ہے جن کے باعث نپولین کے عروج کا آغاز ہوا۔ اس وقت انقلاب انگیزوں کی سرکوبی کے لیئے کئی ممالک کی فوجیں پیرس کی طرف آ رہی تھیں۔ بہت سے مہاجرین اور شاہ پرست تولون میں جمع ہو گئے تھے۔ اُن کی دوست سلطنتوں کے بھی بہت سے لوگ وہاں آ گئے تھے۔ یہ ساحل بحر روم کے ساحل پر تھا۔ وہاں ایک بڑا میگزین تھا شہر کے زیادہ تر باشندے بادشاہ کے طرفدار تھے۔ مارسیلز۔ لائینس اور جنوبی فرانس کے کئی شہروں سے شاہ پرستوں نے وہاں پناہ لی تھی۔ اسلیئے وہاں کا میگزین۔ جہاز اور مورچے انگریزوں اور سپینوالوں کی مشترکہ فوج کے حوالہ کر دیئے گئے۔ وہاں ۵ ہزار انگریزی اور ۲ ہزار سپینی فوج

موجود تھی۔ اسلیئے پیرس کی کنونشن نے ارادہ کیا کہ چاہے کچھ ہی ہو مگر تولون کو واپس لیکر انگریزوں کو وہاں سے نکال دینا چاہیئے۔ مگر ان کا نکالنا آسان نہ تھا۔ اس وقت نپولین کو بریگیڈیر جنرل مقرر کرکے فوج سمیت تولون فتح کرنے کیلیئے روانہ کیا گیا۔ اور اس نے اس ترکیب سے حملہ کیا کہ قلعہ پر فرانسیسی فوج قابض ہو گئی۔ اس کے بعد شہر کو قبضہ میں لایا گیا۔ اس لڑائی میں بہت خون ہوا اور سڑکیں لاشوں سے پٹ گئیں۔ اس کے بعد نپولین نے انگریزی جہازوں پر گولہ باری شروع کی اور وہ وہاں سے ہٹ گئے۔ اور ۲۰ ہزار باشندوں کو مبتلائے مصائب چھوڑ گیئے۔ اس کامیابی پر نپولین کے متعلق جنرل دوگومیر نے یہ الفاظ کہے تھے۔ کہ ایک دن یہ ثابت ہو جائیگا کہ یہ افسر (نپولین) ہم سب سے بڑا آدمی ہے

اٹلی میں فتوحات

اس کے بعد نپولین کو جنوبی فرانس کے مقامات کی مورچہ بندی کرنی پڑی اس سے فارغ ہو کر وہ مارچ ۱۷۹۴ء میں نائیس (اٹلی) میں اپنی فوج میں چلا گیا۔ اور توپخانوں کا بریگیڈیر جنرل بنایا گیا۔ نائیس جاکر اسے معلوم ہوا کہ فرانس کی فوج بیکار پڑی ہے اور کوہستان ایلپس میں آسٹریہ اور سارڈینیہ کی بہت زیادہ فوج سے محصور ہے۔ نپولین نے وہاں کے مورچوں کے حالات معلوم کیئے۔ اور ہر جگہ کا معائینہ کیا۔ نپولین کی رائے سے سکورجیہ پر حملہ کیا گیا۔ اور وہاں سے آسٹرین فوج کو بھگا دیا گیا۔ اور ماہ مئی کے آخر میں ہی کوہ ایلپس کے مقامات پر فرانس کا قبضہ ہو کر اس کا جھنڈا لہرانے لگا۔ اس فتح کی خبر پر فرانس میں بڑی خوشی منائی گئی۔ یہ فتح صرف نپولین کی قابلیت کا نتیجہ تھی۔

گرفتاری اور استعفیٰ

نپولین پہاڑی مقامات کی مورچہ بندی کر رہا تھا کہ اسے ایک الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ اور جنرل کے عہدہ سے اتار کر پیدل پلٹن میں مقرر کیا گیا مگر بعد میں رہا کر دیا گیا۔ اس پر وہ مستعفی ہو گیا اور روزگار کی تلاش میں مصروف رہا۔ اس کی غیر حاضری میں آسٹریا نے فرانسیسی فوجوں کو ایلپس کے ان تمام مقامات سے بھگا دیا جن پر وہ نپولین کی تدبیر سے قابض ہو گئی تھیں۔ اس وقت مجبوراً پیرس کی حکومت نے نپولین کو واپس بلایا اور اس نے جو مشورہ دیا۔ اس پر عمل کرنے سے فرانچ فوجوں کی شکستوں کا طوفان رک گیا۔

پیرس میں ہنگامہ

اس کے بعد کنونشن کو پیرس میں ہجوم کی زیادتیوں کا خاتمہ کرانے کی فکر پڑی۔ اس کے مقابلہ میں جو فوج بھیجی گئی۔ اُسے شکست ہوئی۔ نیا جنرل مقرر کیا گیا۔ اس کی رائے سے نپولین کو کنونشن میں پیش کیا گیا۔ بات چیت میں اس نے کہا کہ میرے کام میں کوئی دخل نہ دیا جائے۔ کنونشن نے یہ منظور کر لیا۔ نپولین نے اس ترکیب سے شورشی ہجوم کا مقابلہ کیا کہ وہ دب گیا اور امن و امان قایم ہو گیا۔

ڈائرکٹری کی قائمی

اب نپولین نے ہنگامہ فرو کرنے کے بعد اور بھی کام کیے۔ اور اس کی رائے سے پیرس میں ڈائرکٹری کے نام سے نئی حکومت قایم کی گئی اور اس میں پانچ ڈائرکٹر انتظامی اختیارات کے ساتھ مقرر کیے گئے۔ امن امان قایم کرنے پر نپولین کی نسبت یہ رائے قایم کی گئی کہ اس نے جمہوری

سلطنت کو تباہی سے بچا لیا ہے۔ نپولین کو اندرونی فوج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا گیا۔ اور اسے پارلیمنٹ کی فوجی حفاظت اور وہاں کی حکومت کے چلانے کا کام سپرد کیا گیا۔

باغیوں کو عام معافی

مخالفوں اور باغیوں کی شکست سے شاہ پرستوں کی تمام امیدوں کا خاتمہ ہو گیا اور جمہوری سلطنت زیادہ مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گئی اس وقت نپولین نے اپنی قدرتی رحمدلی کا ثبوت دیا۔ اس نے مخالفوں کے لیڈر مینا ڈ کو قتل ہونے سے بچا لیا اور اس بات پر زور دیا کہ چونکہ اب مخالف کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ اسلیئے مینا ڈ کو سزا نہ دی جائے اور تمام باغیوں کے سابقہ افعال پر پردہ ڈال دیا جائے۔ کنونشن نے نپولین کی سپرٹ سے متاثر ہو کر عام معافی کا اعلان کر دیا اور ملک کی حکومت ڈائرکٹر کے حوالہ کر دی۔

نپولین کی دانائی

اس وقت نپولین کی پوزیشن عزت اختیار اور آرام کی تھی۔ اسکی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ اب وہ جس عہدے پر تھا۔ اس کے فرائض ادا کرنے کے لیئے لگاتار احتیاط۔ اخلاقی جرأت اور شعور کی ضرورت تھی۔ اس وقت پیرس میں شاہ پرستوں اور جیکوبین فرقہ کے لوگوں میں بڑی ناراضگی پائی جاتی تھی۔ انقلاب کے باعث ہزاروں آدمی بیکار ہو گئے تھے۔ اور فاقوں مرتے تھے۔ اس موقعہ پر نپولین نے بڑی دانائی اور عقلمندی سے کام لیا۔ لوگوں کو گرفتار کر کے قابو میں لانے یا ان کو فوجی طاقت سے منتشر کرنے کی جگہ ان کو باتوں کے ذریعہ خوش کرتا اور ٹالتا اور

گورنمنٹ کا کام عمدگی سے چلاتا رہا۔ قحط کا نہایت خوبی سے انتظام کیا۔

جوزفائن سے رابطہ اور شادی

اس زمانہ میں پیرس میں ایک مشہور عورت تھی۔ جس کی سوسائٹی میں بڑی عزت تھی۔ وہ ایک نواب کی بیوہ تھی۔ جسے پھانسی دی گئی تھی۔ اس کی عمر ۲۸ سال تھی۔ وہ حسین بھی تھی۔ اس کی ایک لڑکی تھی اور ایک لڑکا۔ نپولین نے اس خیال سے کہ پیرس میں کہیں دوسرا ہنگامہ نہ ہو جائے لوگوں سے ہتھیار لینے شروع کر دیئے۔ اس وقت ایک لڑکا جس کا نام یوجین تھا اور جو اس بیوہ کا بیٹا تھا آیا اور نپولین سے کہا کہ میرے باپ کی تلوار دیدو۔ وہ واپس دیدی گئی۔ اس نے تلوار کی بڑی تعظیم کی۔ نپولین پر اس کا بڑا اثر ہوا اور اسکی والدہ جوزفائن نپولین کی بہت شکر گذار ہوئی۔ اس بات سے دونوں میں رابطہ پیدا ہوگیا۔ اور آخرکار دونوں کی شادی ہو گئی۔ یہ ۹ مارچ ۱۷۹۶ء کا واقعہ ہے

فتوحات اور پوپ سے صلح

شادی سے چند دن بعد نپولین کو ٹالیس (اٹلی) جانا پڑا۔ جہاں اس نے اپنی فوج کو تکالیف سے بچالیا۔ اور دشمنوں کا خوب مقابلہ کیا۔ سارڈینیہ کی فوج کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اور اس ملک کے کئی قلعے فتح کر لیے۔ اس نے آسٹرین فوج کو بھی شکست دی اور شاہ سارڈینیہ کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کرنے کی تجویز کی۔ اس کے بعد اس نے اٹلی میں کئی اور فتوحات حاصل کیں۔ میلان سے فوج لیکر اس نے آسٹرویوں کا تعاقب کیا۔ اسکی غیر حاضری میں میلان میں پوپ کی ترغیب سے پادریوں نے بغاوت کر دی اور ان کے بھڑکانے سے کسانوں نے غدر کر دیا۔ تاکہ فرانسیسیوں کو

تباہ کردیں۔ نپولین کو یہہ بغاوت بڑی بے رحمی سے دبانی پڑی جس
میں بہت کشت و خون ہوا۔ اس نے نیپلز کو بھی فتح کر لیا۔ اس وقت
پوپ کو مایوسی ہوئی۔ جبکہ نپولین فوج لیکر پوپ کی ریاست میں داخل
ہوگیا۔ اس پر پوپ نے اس کے پاس اپنا سفیر روانہ کیا۔ آخرکار اس
سے صلح ہوگئی۔ ٹسکنی نے فرانس کی جمہوری حکومت کو تسلیم کر لیا۔ نیپلز
کے گورنر کی رائے سے انگلستان نے اسکی بندرگاہ پر قبضہ کر لیا۔ نپولین نے
گورنر کو گرفتار کر لیا۔ جس سے غیر جانبدار ریاستوں کو غیر جانبداری کی
عزت کرنے کا خیال پیدا ہوگیا۔ پھر اس نے جنوبی اٹلی کی ریاستوں پر رعب
جمایا۔ چونکہ نپولین کی غرض یہہ تھی کہ فرانس کو حملہ آور ملکوں کی دستبرد
سے بچائے۔ اس لیے اس نے اس نرم شرط پر اٹالین ریاستوں سے صلح
کرلی کہ وہ فرانس کے خلاف جنگ کا خاتمہ کردیں۔

آسٹریوں کی کامل شکست

جولائی ۱۷۹۶ء میں تمام یورپ کی نگاہیں انٹوا پر لگی ہوئی تھیں
جس کا محاصرہ کیئے ہوئے نپولین کو دو ماہ ہوچکے تھے۔ نپولین کے پاس
۳۰ ہزار فوج تھی۔ مگر آسٹرین جنرل کے زیر کمان ۶۰ ہزار اور مانٹوا میں
۲۰ ہزار تھی۔ آسٹرین کمانڈر نے تین ڈویژن کرکے فوج تین طرف سے
مانٹوا کو روانہ کردی۔ نپولین کو شام کو خبر لگی۔ اس نے محاصرہ اٹھا لیا
اور ۲۲ ہزار فوج لیکر آگے بڑھا اور آسٹریہ کی ایک ڈویژن فوج کو شکست
دیکر بھگا دیا۔ اور آگے بڑھا۔ اٹلی کی کئی ریاستیں اور پوپ عہد سے پھر کر
فرنچ پر حسب موقع ٹوٹ پڑنے کے لیے آمادہ تھے۔ پھر اس نے ورمزر کے
زیر کمان فوج کو شکست دی۔ دن کو کاسٹگ لینوں میں ورمزر اور میلاس

کی فوج سے مقابلہ ہوا جس میں نپولین کو فتح ملی۔ اس سے باغی اٹالین ریاستوں پر خوف طاری ہو گیا۔ پوپ کے ایجنٹ نے نپولین کے آگے قصور کا اعتراف کیا۔ اس کے بعد ایک موقع پر ۴۰ ہزار آسٹرین فوج میں نپولین گھر گیا اور قید ہو جاتا مگر نپولین نے ہمت دکھائی اور آسٹرین کو مطیع کر لیا۔ پھر نپولین اور اس کی فاتح فوج مانٹوا واپس آ گئی۔ مگر حکومت آسٹریہ نے باوجود شکست کے فرانس سے صلح نہ کی۔ ۳ ہفتے بعد ورمزر ۵۵ ہزار فوج لیکر مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا۔ مگر اس دفعہ بھی آسٹریوں کو شکست ہوئی اور آسٹرین فوج کٹتے مرتے ۶ ہزار رہ گئی۔ اس کے بعد مانٹوا میں بھی ان کو کو شکست ملی۔

اٹلی سے آسٹریوں کا اخراج

ان فتوحات کا اثر یہ ہوا کہ کئی اٹالین ریاستوں سے نپولین کی دوستی پیدا ہو گئی اور ان میں جمہوری حکومت قائم کرنے کا خیال پیدا ہو کر ترقی کر گیا اور وہ نپولین سے اپنے مقصد میں مدد مانگنے کے لیے آمادہ ہو گئیں۔ مانٹوا پر فرانسیسی فوج کا کامل قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد آسٹرین فوج کو پھر ہزیمت ہوئی اور وہ منتشر ہو کر بھاگ گئی۔ یہ ورونہ کی جنگ کا نتیجہ ہے۔ پھر الولہ کی جنگ میں آسٹرین کو ہزیمت ہوئی۔ آخرکار مانٹوا میں آسٹرین فوج نے نپولین کی اطاعت قبول کر لی۔ کیونکہ جنرل ورمزر کی حالت بہت کمزور ہو گئی تھی۔ اور وہ کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ نپولین نے جنرل ورمزر سے فیاضی کا سلوک کیا اور اٹلی سے آسٹرین فوج چلی گئی۔ مختصر یہ کہ ۱۷۹۶ء میں نپولین نے ۵۵ ہزار فوج کی مدد سے ۲ لاکھ سے زیادہ فوج کو شکست دی جو ۵ تجربہ کار جنرلوں کے زیر کمان تھی اس

نے ایک لاکھ دشمن فوج قید کر لی۔ اور ۳۵ ہزار ہلاک و زخمی کر ڈالی۔
یہ بڑی فتح تھی جو نپولین نے حاصل کی تھی۔ اس کے بعد صرف ۹ دن میں
نپولین نے پوپ کی حامی ریاستوں کو تباہ کر کے پوپ سے صلح کر لی جس
کی شرائط بہت نرم تھیں۔

وائنا پر چڑھائی

مانٹوا نے اطاعت قبول کر لی۔ آسٹریا کو اٹلی سے بھگا دیا گیا۔ پوپ
نے صلح کر لی۔ پھر بھی آسٹریا نے فرانس کے ساتھ صلح کرنے سے انکار کر دیا۔
وہ ایک اور جنگ کے لیے اپنے ذرائع جمع کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس لیے
نپولین نے ارادہ کیا کہ آسٹریا کے پایہ تخت وائنا پر چڑھائی کر کے صلح کرے
یہ ایک بڑی دلیرانہ تدبیر تھی۔ نپولین کی دلی خواہش تھی کہ آسٹریا کو
فرانس کا دوست بنائے۔ اس ارادہ کے ساتھ وہ ۵۰ ہزار فوج لے کر
وائنا کی طرف چل دیا۔

آسٹریوں کی شکست

آسٹرین فوج کی کمان اب شاہزادہ چارلس کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ جو
نپولین کا ہم عمر تھا۔ وہ ۵۰ ہزار فوج لیکر مقابلہ کیلئے بڑھا۔ دریائے رائن پر
آ کر اس کی فوج پیچھے ہٹ گئی۔ نپولین کی فوج دریا پر پہنچی تو دیکھا کہ دریا پایاب
نہیں۔ اس سے گزرنا مشکل ہے۔ دوسرے ساحل پر آسٹرین فوج پرے
جمائے ہوئے ہے۔ جس کے پاس زبردست توپ خانہ تھا۔ نپولین نے
اپنی فوج پیچھے ہٹالی تاکہ وہ ناشتہ کر لے۔ یہ دیکھ کر آسٹرین فوج بھی
اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد فرانسیسی فوج میں بگل بجا۔
وہ تیار ہو کر دریا میں کود پڑی۔ ابھی آسٹرین فوج سنبھلنے نہ پائی تھی کہ فرانسیسی

فوج نصف دریا عبور کر گئی۔ اور جلد دوسرے ساحل پر پہنچکر معرکہ آرا ہوئی۔ آسٹرین فوج شکست کھا کر بھاگ نکلی۔ نپولین نے اس کا تعاقب کیا۔ آسٹریوں نے کوہ کارنک کے دامن میں پہنچکر مقابلہ کیا۔ مگر سخت معرکہ کے بعد آسٹرین فوج پسپا ہو گئی۔ اور بہت سے سپاہی ہتھیار پھینک کر پہاڑیوں میں بھاگ گئے اور فرنچ فوج بڑھتے بڑھتے دریائے ڈینوب پر جا پہنچی۔

دوسری شکست

اس وقت نپولین نے شاہزادہ چارلس کو ایک خط صلح کے لیئے روانہ کیا۔ چارلس نے جواب دیا کہ میں جنگ ختم نہیں کر سکتا۔ مجھے اس کا اختیار نہیں ہے۔ اسلیئے میں صلح کے لیئے نامہ و پیغام بھی شروع نہیں کر سکتا۔ اس وقت کوہ سٹیپن کے دامن میں جنگ چھڑی اور وائنا میں سخت پریشانی کا ظہور ہوا۔ چارلس کو شکست ہوئی اور وہ وائنا کی طرف بھاگ نکلا۔ آسٹریہ نے اپنے تمام فوجی ذرائع فراہم کیئے اور وائنا کے مورچے درست کر لیئے گئے۔ ملیشیا فوج کو ترتیب دی گئی۔ چارلس نے تیاری کرنے کیلیے عارضی صلح کا جھنڈا بلند کر دیا۔ نپولین نے اہل آسٹریہ کے نام اعلان کیا کہ وہ اُن کا دوست ہے۔ وہ فتح کے لیئے نہیں بلکہ امن اور صلح کے لیئے جنگ کر رہا ہے۔ آسٹرین حکومت کو برٹش نے مالی مدد دی ہے۔ اس لیئے وہ فرانس کے خلاف نامنصفانہ جنگ کر رہا ہے۔ وہ اہل آسٹریہ کا محافظ ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت کریگا۔

آسٹریہ سے صلح

اب تو آسٹریوں نے صلح کے لیئے شور مچانا شروع کر دیا اور شاہزادہ چارلس نے اپنے بھائی شہنشاہ پر زور دیا کہ اسی کی مدد سے سلطنت کو نہیں بچایا

جا سکتا - اس پر شاہی دربار سے ایلچی روانہ کیئے گئے - تاکہ وہ صلح کی شرائط طے کریں - آخر کار صلح ہو گئی - نپولین نے وینس کی ریاستیں آسٹریہ کے ماتحت کر دیں۔ اس طور سے فتح اور صلح حاصل کر کے نپولین نے وینس سے دغا بازی کا انتقام لیا - جہاں پادریوں نے کسانوں کو بغاوت کیلئے بھڑکایا تھا - اس طرح تمام اٹلی نپولین کے زیر فرمان ہو گیا -

چھ ہفتے کی کامیابیاں

اس وقت اٹلی کی کئی ریاستیں آزادی کے لیے شور مچا رہی تھیں - والٹی لائین کی ریاست جو جرمنی کے زیر نگیں تھی - اس نے آزادی کیلئے جھنڈا کھڑا کر دیا - نپولین نے دونوں فریق میں صلح کرا کے وہاں کے اصل باشندوں کو مساوی حقوق دلا دیئے - مختصر یہ کہ اٹلی میں نپولین کی مدد سے جمہوریت کے پاؤں جم گئے - اور یہ تمام کامیابیاں نپولین نے ۶ ہفتہ میں حاصل کی تھیں -

اٹلی میں جمہوریت کی ترقی

اٹلی کی تمام ریاستوں میں رقابت تھی - اس کے مٹانے کیلئے اس نے جمہوریت پسندوں کو ایک ہی ریاست میلان میں تقویت دی اور لوگوں میں فوجی سپرٹ پیدا کی - آسٹریہ سے صلح نامہ ہو گیا - جس کے باعث آسٹریہ کا اثر وینس کی ریاستوں پر تسلیم کر لیا گیا تھا - ایک ریاست کو جمہوری مان لیا گیا اور دریائے رائین تک فرانس کا اثر قائم ہو گیا - اس وقت تمام یورپ نپولین کو عزیز سمجھنے لگا - شاہ آسٹریہ نے تجویز کی کہ وہ ایک آسٹرین ریاست اور آسٹرین حکومت میں ایک بڑا عہدہ قبول کرے مگر نپولین نے انکار کر دیا - ڈائرکٹری کو نپولین کے بڑھتے ہوئے

اقتدار سے رشک پیدا ہو گیا۔ اسلیئے اس کے دربار میں جاسوس مقرر کئے گئے۔ گورڈائرکٹری نے اس تجویز کی مخالفت کی کہ وینس آسٹریہ کو دیدیا جائے۔ مگر اس نے معاہدہ منظور کر لیا۔ جو نپولین نے آسٹریہ سے کیا تھا اس کے بعد نپولین راستاڈ کی کانفرنس میں شریک ہوا اور وہاں اہم معاملات طے کر کے واپس آ گیا۔ ڈائرکٹری کو گو نپولین کا حسد تھا۔ مگر لوگوں کی رائے کے مطابق وہ اس کی بڑی عزت کرتی تھی۔ اور جب وہ دسمبر ۱۷۹۷ء میں پیرس گیا تو لوگوں نے پرجوش استقبال کیا۔ اور ڈائرکٹران نے بھی اس کا نہایت احترام کیا۔

پیرس میں شاہ پرستوں نے کوشش کی کہ کمزور ڈائرکٹری کی جگہ شاہی حکومت بحال کی جائے مگر نپولین اس امر پر رضامند نہ ہوا۔ بلکہ عوام الناس کے فائدہ کی حمایت اور تائید کی۔ اس وقت فرانس کی جمہوری حکومت کی سوائے انگلستان کے باقی دنیا سے صلح تھی۔ اور نپولین کو تمام یورپ میں عام لوگوں کے حقوق کا حامی اور محافظ سمجھا جاتا تھا۔

مصر کی مہم

فرانس کی انقلاب انگیز حکومت ۲۱ جنوری کو ہر سال بادشاہ کے قتل کا جشن مناتی تھی۔ نپولین نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ رنجیدہ بات ہے۔ اس کا جشن نہ منایا جائے۔ وزارت نے کہا کہ ظالموں کے زوال کا جشن منانا دنیا کی رسم ہے۔ نپولین نے اس جشن میں شرکت سے انکار کر دیا۔ چونکہ اس کی شرکت ۲۱ جنوری کے جشن میں لازمی تھی۔ اسلیئے تجویز ہوئی کہ وہ اس میں پرائیویٹ حیثیت سے شامل ہو۔ نپولین گو جشن کا مخالف تھا۔ مگر پرائیویٹ حیثیت سے شرکت پر رضامند ہو گیا۔

جشن کے خاتمہ پر لوگوں نے نعرے لگائے کہ "نپولین عرصہ تک سلامت رہے"
ڈائرکٹری کو لوگوں کے اس نعرے سے بڑی پریشانی ہوئی کہ "ہم ان قانون
والوں کو نکال باہر کرینگے اور اس کی جگہ چھوٹے کارپورل (نپولین) کو
بادشاہ بنائیں گے"۔ اس نعرے سے ڈائرکٹری کو بڑی گھبراہٹ کا
سامنا ہوا۔ اور اس نے اس خیال سے نپولین کو مصر بھیجدیا کہ اس کے
اس دور دراز ملک سے واپس آنے کی امید نہیں۔ اور خود نپولین کی
خواہش بھی تھی کہ وہ مصر کو فتح کرکے وہاں سے انگریزوں کو نکال دے
یہی وجہ اس نے مصر کے لیے مہم تیار کی۔

مصر سے واپسی

نپولین نے مصر جانے کے لیے بڑی تیاری کی اور ۱۹ مئی ۱۷۹۸ء
کو جہاز میں سوار ہو کر مصر کو روانہ ہوگیا۔ اور مالٹا کو زیر کرکے یکم جولائی
کو ساحل مصر پر اس کا جہاز جا لگا۔ مصر کے قیام میں کئی معرکے ہوئے
اور کئی اہم واقعات پیش آئے۔ لیکن نپولین کو مصر کی فتح کے ارادہ
میں کامیابی نہ ہوئی اور ابوبکر کی جنگ میں فرانسیسیوں کو زبردست
شکست ملی۔ فرانس کا جنگی بیڑہ انگلستان کے جہازوں نے تباہ کردیا
نہ صرف مصر بلکہ مشرقی اسلامی ممالک کے متعلق بھی نپولین کا ارادہ پورا
نہ ہوا۔ کیونکہ عکرہ کے محاصرہ میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ نپولین وہاں
سے قاہرہ واپس گیا۔ وہاں ایک اور معرکہ ہونے کے بعد اس نے فرانس
واپس جانے کا ارادہ کیا۔ اور چپکے سے روانہ ہوگیا۔

نپولین کی عالمگیر شہرت

فرانس کو دس سال مصیبت میں گذر چکے تھے۔ ملک کی حالت ہر

طور سے ہولناک رہی۔ کشت وخون کا بازار گرم رہا۔ حکومت لوگوں کیلئے
بہتری کی تدابیر عمل میں نہ لاسکی۔ لوگ مصیبت میں تھے۔ ملک میں بڑی
بدنظمی اور بربادی تھی۔ اس وقت ملک میں جا بجا یہ آواز بلند ہوئی کہ
بونا پارٹ کہاں ہے۔ اٹلی اور مصر کا فاتح کہاں ہے۔ صرف وہی ہمیں
بچا سکتا ہے۔ بونا پارٹ کو جو عالمگیر شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ اس کے
باعث فرانس والوں کی نگاہیں اس کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ان حالات
میں نپولین جو تین سال پیشتر گمنام تھا۔ اب اس کی دنیا بھر میں شہرت
ہو چکی تھی۔ اس نے ارادہ کیا کہ وہ فرانس واپس جا کر اس کمزور اور
شرمناک حکومت کو پلٹ دے جو ملک کی بدنامی کرا رہی ہے۔ ملک کی
بدنظمی دور کی جائے۔ اسے بیرونی حملوں سے محفوظ کیا جائے اور ہموطنین
یعنی ۳ کروڑ باشندوں کو تباہی سے بچا لے۔ نپولین کی یہ اولوالعزمی
شاندار اور شریفانہ تھی۔ لیکن اس کے راستہ میں دو زبردست دشمن
تھے۔ ایک تمام یورپ کے شاہ پرست جن میں اتحاد تھا۔ دوسرا پیرس
کا ہجوم جو شورش پسند تھا۔ مگر اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے اس نے نہ تو
فوج لی۔ نہ کوئی گہری سازش کی۔ بلکہ اپنی طاقت اپنی قوت ارادی
اور لوگوں کی ہمدردی پر بھروسہ کرکے وہ اکیلا فرانس گیا۔ اس کے ہمراہ
صرف ایک دو رفیق تھے۔ بحر روم میں۔ انگلستان، روس، ٹرکی اور
ان کی دوست سلطنتوں کے جہاز موجود تھے۔ جن سے نپولین کو سخت خطرہ
تھا۔

پیرس میں داخلہ اور استقبال

۲۲ اگست ۱۷۹۹ء کی رات کو ۱۰ بجے وہ جہاز میں سوار ہو کر چل دیا۔
اس کے ہمراہ صرف چند افسر تھے اور پانچ سو سپاہی۔ سفر میں ہر قسم کا خطرہ

برداشت کرتے ہوئے جہاز آگے بڑھتا گیا۔ ۱۰ دن کے سفر کے بعد جہاز
جزیرہ کورسیکا میں پہنچ گیا۔ اس کے وہاں پہنچنے کی خبر برق کی سی تیزی
کے ساتھ تمام جزیرہ میں پھیل گئی۔ وہاں سے نپولین ۷ اکتوبر کو روانہ ہوا
پچپن دن بعد جہاز فری جس میں پہنچ گیا۔ جب پیرس میں ۹ اکتوبر کو نپولین
کے فری جس میں پہنچنے کی خبر لگی تو وہاں بڑی سنسنی کا ظہور ہوا۔ فرانس
میں ہر جگہ نپولین کا کھلے دل سے خیر مقدم کیا گیا۔ اور اس کی گاڑی پر
پھول برسائے گئے۔ نپولین کی سواری پیرس کے نزدیک رات کو پہنچی
تو شہر میں چراغاں ہو رہا تھا۔ اور آتشبازی چلائی جا رہی تھی۔ تمام شہر
میں رونق اور چہل پہل تھی۔ نپولین کا بڑی دھوم سے استقبال کیا گیا
لوگوں نے بڑی خوشی منائی۔ اس وقت جوزفائن کے ساتھ نپولین کی
ملاقات ہوئی تو دونوں کے دل جوش سے بھرے ہوئے تھے۔ اس
وقت ایک عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا۔

ڈائرکٹری کی طرف کی تجویز

نپولین نے مضبوط دل کے ساتھ ارادہ کیا کہ فرانس کو بدنظمی سے
بچالے۔ اسے بھروسہ تھا کہ وہ فرنچ قوم پر حکومت کرنے کی قابلیت رکھتا
ہے۔ اسے معلوم تھا کہ فرنچ قوم کی یہ متفقہ خواہش ہے کہ وہ عنان حکومت
اپنے ہاتھ میں لیلے۔ اسے اس کام میں لوگوں کے دلی تعاون کی امید تھی
تاہم یہ کوئی معمولی کام نہ تھا۔ کہ پانچ ڈائرکٹروں کو اُن کے منصب سے
اتار دے اور پانچسو ممبروں کی کونسل کو قابو کرے۔ لیکن نپولین نے
یہ کام نہایت خوبی اور مستعدی سے انجام دیا۔
مورییو اور برناڈوٹ یہ دونوں جنرل نپولین کے رقیب تھے

مگر مورییڈ کی طرف سے کوئی خوف نہ تھا۔ کیونکہ وہ سپہ سالاری کا
دلدادہ تھا۔ البتہ برناڈوٹش سے مخالفت کا اندیشہ تھا۔ ڈائرکٹروں
میں سے سائز کی عقلمندی اور رسوخ سے نپولین کو خوف تھا۔ ایبے بھی
بارسوخ تھا۔ مگر اس کی سائز سے سخت رقابت تھی۔ علاوہ ازیں ملک
میں تین سیاسی پارٹیاں تھیں۔ شاہ پرست پارٹی جو بوربن خاندان
کی حکومت کی بحالی کی خواہاں تھی۔ جیکوبن پارٹی جو ڈیموکریٹ تھی۔ بیراس
اس کا لیڈر تھا۔ اور پیرس کا ہجوم اس کا مددگار۔ معتدل ری پبلکن
پارٹی جس کا لیڈر سائز تھا۔ یہ تینوں پارٹیاں ایک دوسرے کی مخالف
تھیں۔ مگر ان کو نپولین سے امداد کی توقع تھی۔ بوربن خاندان کی بحالی
کا سوال خارج از بحث تھا۔ نپولین نے ری پبلکن پارٹی سے میل کر لیا
سائز اور نپولین ایک دوسرے کو خوب سمجھ گئے تھے۔ اسلئے وہ باہم تعاون
کے خواہاں تھے۔ اس نے نپولین سے کہا کہ "ہماری حکومت میں بدنظمی ہے
اور اسے ایک دماغ اور ایک تلوار کی ضرورت ہے"! نپولین میں یہ دونوں
باتیں تھیں۔ فریجس میں آنے کے دو ہفتے کے اندر اس نے تمام منصوبہ
پختہ کر لیا تھا۔ اور اس کے عمل میں لانے کے لیے وہ قانون کی طاقت
سے کام لینا چاہتا تھا۔ پانچ ممبروں کی کونسل نپولین کی تجویز کی تائید
کرنے پر آمادہ تھی۔ اس نے سینٹ کے صدر کورنوٹ کو معاون بنا لیا تھا
نپولین کا بھائی کونسل میں سپیکر تھا۔ یہ تمام باتیں نپولین کے موافق
تھیں۔

ملاقات کی خواہش

پیرس میں جو فوجی افسر تھے۔ انہوں نے نپولین سے ملنے کی خواہش کی
ان میں سے ہر ایک کو پرائیویٹ طور پر مطلع کیا گیا کہ نپولین ان سے

۹ نومبر کی صبح کو ملیگا۔ تمام فوجوں کی درخواست تھی کہ نپولین ان کی ملاحظہ
کرے۔ ان کو بھی مطلع کیا گیا کہ ۹ نومبر کو ان کا ملاحظہ کیا جائیگا۔ اسی دن
"کونسل آف اینشینٹس" کا اجلاس ۶ بجے صبح اور پانچسو ممبروں کی کونسل
کا اجلاس ۱۱ بجے رکھا گیا۔ اس طور سے نپولین نے اپنی فوجوں کو کسی اہم
معرکہ کیلیے تیار رہنے کا حکم دیدیا۔ اس روز فوجیں شہر میں پہنچ گئیں۔
اور نپولین کے مکان پر مشہور فوجی افسر پہنچ گئے۔ شہر میں رونق
اور چہل پہل تھی۔ کونسل نے نپولین کی تجویز پاس کردی کہ دونوں
کونسلوں کو اپنی میٹنگ سینٹ کلاؤڈ میں کرنی چاہیئے۔ جو پیرس سے
چند میل پر تھا۔ اور یہ کہ نپولین کو شہر کی تمام فوجوں کی کمان دیدی
جانی چاہیئے۔ سینٹ کلاؤڈ کو مقام میٹنگ قرار دینے سے کونسلیں کشت و
خون اور پیرس کے ہجوم کی طرف سے مداخلت سے محفوظ ہوگئیں۔ کونسل
کا صدر یہ تجویز لیکر نپولین کے پاس گیا۔ نپولین نے یہ فرمان لیکر تمام
حاضرین کو سنایا اور پوچھا کہ "کیا آپ جمہوری سلطنت کے بچانے میں
میری مدد کرینگے" فوجی افسروں نے تلوار نکال کر اور ہلا ہلا کر کہا کہ "ہم اس
کا تلوار پر حلف اٹھاتے ہیں"

نپولین کی فتح

نپولین کو اپنے مقصد میں ایک طور سے تو اس فرمان کے باعث فتح
حاصل ہوگئی اور مخالفوں کے لیے کوئی چارہ کار نہ رہا۔ نپولین نے پیغام
بھیجدیئے کہ وہ جمع شدہ فوجوں کو پیغام سنا دیں۔ اسے سنکر فوجوں نے
خوشی کے نعرے لگائے۔ نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر اور افسروں اور
۵۰۰ سواروں کو ہمراہ لیکر محل تلرس میں گیا۔ جہاں وہ کونسل آف

این ٹینٹس کے اجلاس میں داخل ہوکر اور سٹیج پر جا کر کہا کہ "آپ لوگ قوم کے دماغ ہیں۔ جمہوری حکومت کی نجات آپ کی تجویز میں ہے۔ میں اپنے جرنلوں سمیت آپ کی مدد کیلئے آیا ہوں۔ آپ نے جو خدمت میرے سپرد کی ہے۔ اسے میں وفاداری سے انجام دونگا۔ ہمیں گذشتہ زمانہ پر مثال کے لیے نظر نہیں ڈالنی چاہیئے۔ تاریخ میں کوئی زمانہ اٹھارویں صدی سے مشابہ نہیں اور اٹھارویں صدی میں کوئی وقت موجودہ وقت سے مشابہ نہیں"۔

ڈائرکٹری ٹوٹ گئی

اس کے بعد پانچ ڈائرکٹروں کے پاس پیغامبر فرمان لیکر روانہ کیا گیا۔ جو لکسمبرگ میں اجلاس کر رہے تھے۔ ڈائرکٹروں میں سے سائزاور ڈوکس جو نپولین سے وعدہ کر چکے تھے ڈائرکٹری سے مستعفی ہوگئے اور تلیرس کی طرف چلدیئے۔ براس نے اعتراض کیا۔ مگر نپولین کی سرزنش پر وہ بھی مستعفی ہوگیا۔ باقی دو ڈائرکٹر گوہیر اور مولنس کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ بھی تلیرس کی طرف چلدیئے۔ اور نپولین کے روبرو پیش کیئے گیئے۔ اس وقت ڈائرکٹروں کو ایک پیغامبر نے خبر کی کہ سانتھری جو خوف و دہشت کی حکومت کے دنوں میں کشت و خون کرانے کی شہرت رکھتا ہے۔ اور جیکوبن فرقہ کا لیڈر رہا ہے۔ وہ ہجوم کو فرمان کی مخالفت کے لیئے اکسا رہا ہے۔ نپولین نے جنرل مولنس سے کہا کہ آپ سانتھری کے دوست ہیں۔ اس سے کہہ دیں کہ جونہی کہ اس نے سر اٹھایا تو میں اسے گولی سے اڑا دونگا۔ مولنس نے عذر کیا۔ نپولین نے کہا کہ "جمہوری سلطنت خطرہ میں ہے۔ ہمیں اس کو ضرور بچانا چاہیئے۔ یہی میری مرضی ہے۔ تین ڈائرکٹر

مستعفی ہو گئے۔ آپ دو ڈائرکٹر بے دست و پا ہیں۔ میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ مخالفت نہ کریں"۔ نپولین نے دونوں کو لکسمبرگ واپس بھیجکر وہاں گرفتار کرا دیا۔ پانچسو ممبروں کی کونسل کو حیرت اور پریشانی ہوئی جبکہ اسے مطلع کیا گیا کہ اس کا اجلاس سینٹ کلاؤڈ میں قرار پایا ہے۔ مگر وہ مخالفت نہ کر سکی۔ دوسری کونسل فرمان جاری کر چکی تھی۔ فوج نپولین کی طرفدار تھی۔ ڈائرکٹری ٹوٹ چکی تھی۔ خود اس پانچسو کی کونسل میں زیادہ تر ممبر نپولین کے طرفدار تھے۔

نپولین کی مخالفت

رات بھر محل ٹلیرس میں نپولین کے پاس مشہور مدبر۔ سپہ سالار اور فاضل لوگ جمع رہے۔ مختلف مقامات خاص افسروں کی ماتحتی میں فوجیں مقرر کی گئیں اور لوگوں کے نام اعلان چسپاں کیئے گئے کہ وہ خاموشی اور امن سے رہیں۔ ان کو یقین دلایا گیا کہ جمہوری حکومت کے قائم رکھنے کے لیئے زبردست کوشش کی جا رہی ہے۔ پیرس میں ان تدابیر کا بہت اچھا اثر ہوا۔ وہاں کسی جوش یا فساد کا ظہور نہ ہو سکا۔ البتہ یہ یقین تھا کہ پانچسو کی کونسل میں جیکوبین فرقہ والے کچھ سر اٹھائیں گے۔ سائیز نے نپولین سے کہا کہ ۴۰ جیکوبین ممبروں کو گرفتار کرا لے۔ مگر اس نے اس رائے پر عمل نہ کیا۔ اگر کونسل کا اجلاس پیرس میں ہوتا تو ہجوم کیلئے دخل دینے کا موقعہ ہاتھ لگ جاتا۔ مگر سینٹ کلاؤڈ میں اجلاس ہونے اور فوجوں کی موجودگی میں ہجوم کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

ممبر نکلوا دیئے گئے

شام کو دونوں کونسلوں کا اجلاس ہوا تو پانچسو ممبروں کی کونسل

میں شور ہوا اور یہہ نعرے بلند کیے گیے کہ ڈکٹیٹر کو مار دو ۔ نظام کو ہلاک کر دو ۔ آئین زندہ رہے " نپولین کے طرفدار ممبروں کی کچھ پیش نہ گئی اس سے این شنیٹن کی کونسل بھی اپنے فیصلہ سے منحرف ہونے لگی اور نپولین کے خلاف غاصب ہونے کی تجویز ظہور میں آئی ۔ اسلیئے نپولین چند سپاہیوں کو لیکر کونسل ہال میں گیا اور ایک تقریر میں یقین دلایا کہ میں آزادی اور مساوات کی حفاظت کرنے کی قسم لیتا ہوں ۔ رہا آئین ۔ وہ ایک قصہ کہنہ ہے ۔ جس کی سب زبان سے تائید کرتے ہیں ۔ مگر عمل کوئی نہیں کرتا ۔ نپولین کی اس ہمت سے دو تہائی ممبروں نے نپولین کی حمایت میں آواز بلند کی ۔ اس وقت معلوم ہوا کہ پانچسو ممبروں کی کونسل نپولین کے خلاف ووٹ پاس کرنا چاہتی ہے ۔ یہہ ووٹ بہت نقصان دہ ہوتا اسلیئے نپولین نے کہا کہ اگر میرے خلاف ووٹ پاس کیا گیا تو فوج کی مدد لونگا ۔ یہاں سے وہ پانچسو کی کونسل میں گیا ۔ وہاں اس کی جان کو خطرہ پیش آیا ۔ اسلیئے اس کے ساتھی اسے باہر لے آئے ۔ پھر اس کے بھائی لوسین کو بچایا گیا جو مخالفوں کے نرغہ میں تھا ۔ لوسین نے کہا کہ پانچسو کی کونسل توڑ دی گئی اور فوج بھیجکر کونسل ہال سے ممبروں کو نکال دیا گیا ۔ مگر نپولین نے حکم دیا کہ کسی کو قتل نہ کیا جائے ۔ نپولین قانون سے مدد لینا چاہتا تھا ۔ اس نے شام کو دونوں کونسلوں کا اجلاس کرایا ۔ جس میں اس کے طرفداروں نے ڈائرکٹری کے توڑ دینے فیصلہ کیا اور نپولین ، سائیز ، ڈوکس کو قونصل مقرر کر کے اُن کو انتظامی اختیارات دیدیئے ۔ دونوں کونسلوں کے ممبروں میں سے ۲۵ - ۲۵ کی دو کمیٹیاں مقرر کی گئیں ۔ انہیں قونصلوں کو نیا آئین بنانے میں مدد دینے کی ہدایت

لی گئی۔ آخرکار سوائے جیکوبن ممبروں کے باقی تمام پلرشیڈوں نے نپولین کی حمایت
کی اور تمام معاملہ درست ہو گیا۔

نپولین مختیار کُل بن گیا

فرانس میں جمہوری حکومت قایم کی گئی مگر تجربہ سے وہ ناکام رہی۔
کیونکہ لوگوں میں اپنے اوپر حکمرانی کرنے کی قابلیت نہیں تھی۔ لوگ
دس سال کی بدنظمی سے تنگ آ گئے تھے۔ اسلئے جمہوری حکومت کا جاری
رکھنا فضول تھا۔ فرانس کو امن و آرام کی ضرورت تھی۔ اور یہ چیز انہیں
صرف نپولین ہی دے سکتا تھا۔ اسلئے قوم نے اس سے مطالبہ کیا
کہ وہ عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لیلے۔ اور ملک میں امن و خوشحالی
کو بحال کرے۔

دو ڈائرکٹروں پر غلبہ

ڈائرکٹری ٹوٹنے کے دوسرے ہی دن تینوں قونصلوں نے قلعہ
لکسمبرگ میں اجلاس کیا۔ اس وقت سائیز نے جو لالچی تھا صندوق سے
بڑی رقم نکال کر پیش کی اور کہا کہ چونکہ اب کوئی ڈائرکٹر نہیں ہے۔
اسلئے یہ رقم ہماری ہے۔ نپولین نے اس کی مخالفت کر کے کہا کہ تم
دونوں اسے تقسیم کر لو اور اس کی کسی کو خبر نہ ہو۔ دونوں نے رقم بانٹ
لی۔ اس سے نپولین کو دونوں ڈائرکٹروں پر غلبہ حاصل ہو گیا۔

قیدیوں کی رہائی

اس کے بعد نپولین نے بڑی سرگرمی سے گورنمنٹ کی تنظیم شروع
کی اور ہر کام میں اصلاح کرنے لگا۔ جن لوگوں کو ڈائرکٹری نے
مہاجرین سے رشتہ دار ہونے کے باعث ان کے افعال کا ذمہ دار قرار دیکر

قید کر رکھا تھا۔ اُن کو فرانس کے تمام جیلوں سے رہا کرا دیا۔ اس نے ٹیمپل نامی حراست خانہ میں جا کر خود لوگوں کو رہا کیا۔ جن کو بعض الزامات میں وہاں رکھا گیا تھا۔ نپولین نے جلاوطنوں کو فرانس میں واپس آنے کی اجازت دیدی اور اعلان کیا کہ ضمیر کی آزادی سب کو حاصل ہے بہت سے پادری بھی فرانس میں آ گئے۔ مہاجرین کی ایک جماعت انگلستان سے اسلحہ لیکر فرانس آ رہی تھی تاکہ لاونڈی میں شاہ پرستوں کی حمایت میں سول وار میں شریک ہو جو وہاں چھڑی ہوئی تھی۔ ان کا جہاز کیلے کے نزدیک تباہ ہو گیا۔ وہ ساحل پر آئے تو ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ نپولین نے ان کو رہا کرا دیا۔ اور جہاز میں سوار ہو کر فرانس سے چلے جانے کی اجازت دیدی۔ نپولین نے فرانس میں پھر مذہب کو رواج دلایا۔

ملک کا نیا آئین

خزانہ خالی تھا۔ نپولین نے بعض تدابیر کے ذریعہ اسے پُر کر دیا۔ فوج کی ضروریات پوری کیں۔ فوج کو از سر نو ترتیب دی۔ جہازوں کی درستی کرائی۔ اس کے بعد چھ ہفتے کے اندر نیا آئین مرتب کرایا۔ جس کے مطابق سب سے بڑے افسر کو سب سے بڑا اختیار دیا گیا۔ اور اسکی معقول تنخواہ قرار دی گئی۔ مگر نپولین نے اس تجویز کو نامنظور کر دیا۔ باقی آئین منظور کر لیا گیا۔ نپولین کو اول قونصل قرار دیکر سب سے زیادہ اختیار حکومت دیا گیا۔ باقی دو قونصل کیمبرسیں اور لیبرن مقرر کیے گئے مگر ان کا کام صرف یہ تھا کہ وہ نپولین کو مشورہ دیں۔ ۲۱ سال کی عمر کے مرد کو ووٹ دینے کا حق دیا گیا۔ نپولین کو دس سال کے لیے قونصل اعظم مقرر کیا گیا۔ باقی دو قونصل اس کے مشیر تھے۔ تینوں قونصلوں کی تنخواہ

مقرر کی گئیں۔ ایک سینٹ ایک ٹریبونٹ اور ایک قانونی کونسل مقرر کی گئی
اس آئین کے ساتھ نپولین نے حکمرانی شروع کی۔ معمولی قونصل
کے زیر سایہ تو اس آئین کے باعث ملک میں ہر دلعزیز اور آزاد
گورنمنٹ قایم ہو جاتی۔ مگر نپولین کے زیر سایہ وہ لامحدود اختیار کی
بادشاہی حکومت بن گئی۔ تاہم نپولین نے تمام محکموں کی تنظیم کی۔ تمام
کاموں کا انتظام کر کے آئین کی تمام ملک سے منظوری لی گئی۔ کل
۳۰۱۱۰۰۷ ووٹ ڈالے گئے۔ جن میں سے صرف ۱۵۶۲ ووٹ خلاف
تھے۔ گویا آئین بڑی بھاری کثرت رائے سے مقرر کیا گیا۔ اور اسی پبلک
کے ذریعہ نپولین کو قونصل اعظم منتخب کیا گیا۔

محل تلیرس میں قیام

قونصل اعظم کے عہدے پر مقرر ہونے اور سلطنت کا انتظام ایک
خاص پیمانہ پر لانے کے بعد نپولین محل لکسمبرگ سے محل تلیرس میں
آگیا۔ جہاں شاہ لوئیس سولہواں رہتا تھا۔ اور جس پر انقلاب انگیزوں
نے حملہ کیا تھا۔ یہاں وہ بڑی شان و شوکت سے رہنے لگا۔ گو اس
کے اختیارات بہت وسیع تھے اور کروڑوں کی دولت اس کے اختیار
میں تھی۔ مگر وہ ذاتی طور پر دولتمند نہ تھا۔ کیونکہ وہ اپنی بہن کیرولائن
کی شادی کے وقت صرف ۳۰ ہزار فرینک دے سکا۔

نپولین کا اقتدار

فرانس میں سول وار ختم ہو چکی تھی۔ پہلے قونصل کے زیر سایہ تمام

فرانس متحدہ طور پر امن کی برکات سے مالا مال تھا۔ نپولین جنگ کا خواہاں نہ تھا۔ وہ بربادی کی جگہ تعمیر چاہتا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ اسے بنی نوع انسان کے محسن اور سرپرست کی شان حاصل ہو۔ اسے تمام اختیار حاصل ہو چکا تھا۔ ملک کے مالی اور فوجی ذرائع کو وہ اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتا تھا۔ امن قائم رکھنے کی خواہش سے اس نے شاہ انگلستان اور شاہ آسٹریہ کو خطوط لکھے۔ شاہ انگلستان نے تو خود اس کے خط کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ لیکن اس کے وزیراعظم لارڈ گرینوائل نے جو جواب دیا۔ وہ تلخ اعتراضات سے پُر تھا۔ اس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی درج تھا کہ اگر فرانس دراصل امن کا خواہاں ہے تو اس کا بہترین اور قدرتی ذریعہ یہ ہے کہ وہ حکمرانوں کے اس خاندان کی حکومت کو بحال کر دے۔ جن کی بدولت فرنچ قوم کو صدیوں تک خوشحالی حاصل رہی۔ اور دوسری قومیں اس کی عزت کرتی رہیں۔

نپولین نے اس کے جواب میں اپنے وزیر اعظم کی معرفت جو خط شاہ انگلستان کو روانہ کیا۔ اس میں صاف طور پر ظاہر کر دیا تھا کہ انگلستان نے فرانس کی جمہوری حکومت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ لارڈ گرینوائل یہ خط پڑھ کر جامے سے باہر ہو گیا اور اس نے جواب میں لکھا کہ انگلستان جیکوبن فرقہ کے مقابلہ میں تمام حکومتوں کی حفاظت و استحکام کے لیے جنگ کر رہا ہے اور یہ کہ جنگ پھر فوراً بڑے زور سے شروع کی جائے گی۔ اس جواب سے نپولین کی تسلی ہو گئی اور اس نے لکھا کہ انگلستان جنگ چاہتا ہے۔ اسے جنگ نصیب ہو گی

ہاں ہاں موت کے وقت تک جنگ

نپولین کی تجویز نامنظور

اس تجویز کے جواب میں کہ فرانس میں حکمران یورپین خاندان کو بحال کیا جائے۔ کسی نے ایک اعلان شائع کر دیا۔ جس میں انگلستان کے شاہ جارج سوئم سے مطالبہ تھا کہ تم غاصب ہو۔ اسلیئے تاج و تخت سے دست بردار ہو جاوٴ۔ جارج خود اپنے اقبال کے مطابق غاصب تھا۔ کیونکہ وہ جلا وطن سٹوارٹ خاندان کی جگہ تخت پر بیٹھا تھا۔ اس اعلان کا انگلستان کے وزیروں نے یہ جواب دیا کہ فرانس کی جمہوری حکومت کے ساتھ صلح کرنے سے یورپ کے تمام بادشاہوں کے لیئے خطرہ ہے اس کا پہلا فوتفعل بڑی سرگرمی سے انقلاب کے اصولوں کو عمل میں لا رہا ہے وہ یہ کہ رعایا کو برتری حاصل رہے۔ فرانس کے ساتھ صلح کے معنی یہ ہیں کہ غلطی کا مقابلہ ترک کر دیا جائے۔ فرانس بادشاہوں کے خلاف اعلان کرتا ہے۔ وہ ان کی تباہی کا جویاں ہے۔

فرانس مطلق العنان بادشاہ کا خواہاں نہیں تھا۔ وہ ایسے بادشاہ کا جویاں تھا جو لوگوں کا طرفدار ہو۔ ایسا بادشاہ نپولین تھا اور فرانس اس کی پرستش کرتا تھا۔ ۳ فروری کو برٹش پارلیمنٹ میں وزیروں کی سرزنش کی تجویز پیش کی گئی۔ کہ انہوں نے نپولین کی صلح کی تجویز کا توہین آمیز جواب دیا ہے۔ لیکن پٹ نے فرانس کی مذمت کی اور ۲۶۵ ووٹوں کی موافقت اور ۶۴ کی مخالفت سے برٹش وزیروں کی حکمت عملی کی سپرٹ کی حمایت کی گئی۔ اس طور سے نپولین کی تجویز مسترد کر دی گئی

آسٹریہ کا خشک جواب

نپولین نے جس روز شاہ انگلستان کو خط لکھا تھا اسی دن شہنشاہ آسٹریہ کے نام بھی ایک خط اس مطلب کا روانہ کیا کہ فرانس اور آسٹریہ کے درمیان جنگ کے شعلے بھڑکائے جا رہے ہیں مگر میں جنگ کا خواہاں نہیں ہوں۔ اس خط کا شہنشاہ آسٹریہ نے یہ جواب دیا کہ وہ اپنے دوست انگلستان سے مشورہ کیئے بغیر صلح کے متعلق کوئی تدبیر اختیار نہیں کرسکتا۔ اب نپولین کے لیئے سوائے اس کے اور چارہ نہ رہا کہ وہ دشمنوں کے خلاف مقابلہ کے لیئے تیاری کرے۔ شہزادہ چارلس نے صلح کے لیئے زور دیا مگر وہ کام نہ آئی۔ کیونکہ انگلستان و آسٹریہ دونوں کو یہ خیال تھا کہ فرانس کے پاس نہ روپیہ ہے اور نہ دولت اسلیئے وہ ایک اور جنگ میں کامیاب نہ ہوگا۔

نپولین کے نام خط

اب بوربن خاندان کے لوگوں نے نپولین کو رشوت دیکر اپنی بحالی کے لیئے کوشش شروع کی۔ پروونیس کے نواب نے جو لبعد میں لوئیس اٹھارویں کے نام سے مشہور ہوا۔ لنڈن سے نپولین کو خط لکھا کہ بوربن خاندان کی بحالی میں مدد دے۔ نپولین نے اس کا خود جواب دیا کہ بوربن خاندان کو فرانس واپس آنے کی تمام امیدوں سے دستکش ہو جانا چاہیئے۔ آپ ایک لاکھ فرانسیسیوں کی لاشوں پر سے گذر کر فرانس واپس آسکتے ہیں۔ بوربن خاندان کی ایک حامی بیگم گدیچی اپنے مطلب کی خاطر جوزفاین کے پاس گئی۔ اس نے جو کچھ جوزفاین سے کہا اس کی خبر اس نے نپولین کو کردی۔ نپولین نے سنا اور اسی رات کو بیگم کے اخراج کا حکم دیکر اسے صبح پولیس کے ہمراہ سرحد فرانس کی طرف روانہ کر دیا۔

روس و پروشیا سے اتحاد

اس وقت انگلستان - فرانس - روس اور یورپ کی دیگر چھوٹی چھوٹی بادشاہتیں فرانس کے خلاف کارروائی کرنے کیلئے آمادہ تھیں۔ روس سے حکمران پال نے اتحادیوں کو فرانس پر حملہ کرنے کیلئے بڑی فوج دی۔ روس کے دس ہزار سپاہی فرانس میں قید تھے۔ اس طرح فرانس کے کئی ہزار قیدی اتحادیوں کے قبضہ میں تھے۔ فرانس نے ان قیدیوں کے تبادلہ کے لیے کوشش کی۔ مگر یہ تجویز آسٹریا اور انگلستان نے منظور نہ کی۔ فرانس میں جو ۱۰ ہزار روسی فوج قید تھی۔ اسے مسلح کر کے حملہ آوروں کے مقابلہ میں روانہ کیا گیا۔ لیکن اس عرصہ میں پال نے آسٹریا کی خودغرضی سے بیزار ہو کر اتحادیوں سے علیحدگی اختیار کرلی اور نپولین سے دوستی پیدا کرلی۔ اس نے فرانس کی نئی حکومت کو تسلیم کرلیا۔ اس کے بعد نپولین نے اپنا پیغامبر پروشیا کے دربار میں روانہ کیا اور پروشیا نے بھی فرانس کی حکومت کو تسلیم کرلیا۔

فرانس کی سرحد پر دشمن

نپولین نے متحدہ سلطنتوں کے حملوں کو رد کرنے کیلئے تدابیر سوچیں حملہ آور فرانس کی سرحدوں پر آ گئے تھے۔ برطانیہ کا جنگی بیڑہ برٹش چینل میں فرانس کی تجارت کو تباہ کر رہا تھا۔ مسلح مہاجرین کی فوجیں فرانس میں اتار رہا تھا۔ بوربن خاندان کے طرفداروں کو روپیہ اور سامان جنگ دیا جا رہا تھا۔ شمالی سرحد پر آسٹرین مارشل دریا رائن پر ۱½ لاکھ فوج لیکر آ گیا۔ تاکہ اُن سے شمالی صوبوں میں حملہ کرائے۔ اس کے ہمراہ زبردست توپ خانہ اور رسالہ تھا۔ ایک اور آسٹرین جنرل میلاس ایک لاکھ

۴۰ ہزار فوج لیکر آ گیا۔ برٹش فوج اس کی مدد پر تھی۔ یہ فوجیں فرانس کی مشرقی اور جنوبی سرحدوں پر حملہ کرنے آ رہی تھیں۔ فرانس کی فوج کو کوہ ایلپس میں آسٹریا کے مقابلہ میں شکست مل چکی تھی اور وہ بھاگ نکلی تھیں۔

ایلپس میں خونریز معرکہ

اس وقت نپولین نے فرانس کے لوگوں کے نام ایک اعلان شائع کیا۔ جسے سنتے ہی فرانس کے جنگجو لوگ نپولین کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور اس نے ڈیڑھ لاکھ چیدہ فوج فراہم کر لی۔ اس نے جنرل موریو کو دریائے رائن کی طرف بھیجا۔ جسے فتح ہوئی اور آسٹرین فوج بھگا دی گئی نپولین خود میلاس کے مقابلہ کے لیئے کوہ ایلپس میں اپنی فوجیں لے گیا۔ اس کے ہمراہ ۶۰ ہزار فوج اور توپیں تھیں۔ جن کو ویگنوں کے ٹکڑے میں رکھا گیا۔ وہاں سے آگے بڑھ کر نپولین اچانک میلاس کی فوج کے نزدیک پہنچ گیا۔ اس نے آسٹرین فوج کی آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا۔ مدد روک دی۔ واپسی کا راستہ روک دیا۔ میلاس کو فرانس پر حملہ کا ارادہ ترک کرنا پڑا۔ اس وقت نپولین کے پاس صرف ۲۰ ہزار فوج تھی۔ جس میں صرف دو تہائی سپاہی تھے۔ میلاس کی فوج چاروں طرف سے گھر گئی تھی۔ مونٹ ہیلنو کے میدان میں لڑائی ہوئی۔ اور ۹ گھنٹے کشت و خون ہوتا رہا۔ آسٹرین شکست کھا کر بھاگ نکلے مگر میلاس نے ان کو جمع کر کے پھر مقابلہ کرنا چاہا۔ اس نے ۴۰ ہزار جوان جمع کر لیے جن میں ۷ ہزار سوار تھے۔ اور ۲۰۰ توپیں تھیں۔ خطرہ پیش آیا کہ فرانسیسی مدد آنے تک قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہاں بڑی خونریز لڑائی

ہوئی۔ میلاس یہ سمجھ کر کہ اسے فتح ہو گئی ہے جنرل زاچ کو چھوڑ کر دریا
سے چلا گیا۔ اور اس نے تمام یورپ میں یہ اعلان کرنے کیلئے پیغامبر
روانہ کر دیئے کہ اسے بخوبی فرانسیسیوں پر زبردست فتح حاصل
ہوئی ہے۔ اس وقت جنرل ڈیسیکس کی ۶ ہزار فوج نپولین کی مدد
کو پہنچ گئی جو بہت نقصان اُٹھا چکا تھا۔ اس نے ادہر اُدہر دیکھ
کر نپولین سے کہا کہ شکست ہو چکی ہے۔ اب واپسی کے سوا کیا چارہ ہے
نپولین نے جواب دیا کہ ابھی شکست نہیں ہوئی۔ فتح ہماری ہی ہے۔
اپنی فوج سے حملہ کرو۔ باقی فوج تمہارے عقب میں جمع ہو جائے گی
ڈیسیکس نے ۶ ہزار فوج سے آسٹرین فوج پر حملہ کر دیا۔ نپولین
کے حکم سے کیلرمان کے رسالہ نے آسٹرین بازو پر حملہ کیا۔ ذرا سی دیر
میں رنگ بدل گیا۔ فرنچ نے فتح کا نعرہ لگایا اور آسٹرین فوج میدان سے
بھاگ نکلی۔

نپولین کی زبردست فتح

اس وقت آسٹرین فوج کی زندگی نپولین کے رحم پر منحصر تھی نہ مقابلہ
کی طاقت تھی اور نہ بھاگ جانے کیلئے راہ تھی۔ رات کو آسٹرین افسروں نے
مشورہ کیا اور قرار پایا کہ اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ صبح ہی نپولین
کے کیمپ میں صلح کا سفید جھنڈا بھیج دیا گیا۔ اور یہ تجویز پیش کی کہ اگر نپولین
ان کو گرفتار نہ کرے تو وہ اٹلی سے چلے جائیں گے۔ نپولین نے اس تجویز کا
جواب پیغامبر کو یہ دیا کہ آسٹرین فوج واپس جا سکتی ہے۔ مگر اسے تمام اٹلی
خالی کر دینا چاہیئے۔ میلاس نے اس شرط میں ترمیم کرانی چاہی۔ نپولین نے
صاف جواب دیا کہ میری شرط میں ترمیم ناممکن ہے۔ اسلئے میلاس نے

اس کی تجویز منظور کرلی۔ اور قرار پایا کہ جب تک وائینا سے اسکی منظوری نہ آئے جنگ بند رہے۔ نپولین نے پانچ ہفتہ میں آسٹرین کو ایلپس میں بڑی شکست دی اور تمام اٹلی پر پھر قبضہ کرلیا۔ اس سے تمام فرانسیسی قوم کا سینہ خوشی کے جذبات سے لبریز ہوگیا۔

پیرس میں استقبال

نپولین فاتحانہ انداز سے میلان میں داخل ہوا اور وہاں دس دن تک اٹلی کی سیاسی حالت کی تنظیم کرتا رہا۔ اس نے دریائے پو کی وادی میں فاتح فوج کی تعداد ۸۰ ہزار کردی اور بہادر جنرل میسینا کو اس کی کمان سپرد کی۔ اس نے حکم دیا کہ فرانس تک راستہ میں رکاوٹ ڈالنے والے قلعے اور مورچے توڑ دیئے جائیں۔ جب وہ فرانس کے صوبوں سے ہوتا ہوا پیرس میں واپس گیا تو اس کا بڑی دھوم سے استقبال کیا گیا۔ توپوں نے سلامی دی۔ رات کو چراغاں کیا گیا۔ آتشبازی چلائی گئی۔ وہ ۸ ہفتے کی غیر حاضری کے بعد ۲ جولائی کو پیرس پہنچ گیا۔ وہاں بھی اسکا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔

انگلستان سے صلح کی تجویز

جنگ مورینجو کی خبر پہنچنے سے دو دن پیشتر انگلستان نے آسٹریہ سے یہ نیا معاہدہ کیا کہ جنگ جاری رکھی جائے۔ انگلستان آسٹریہ کو ۵۰ ملین فرینک قرض دے، جس کا دوران جنگ میں کوئی سود نہ لیا جائے۔ وزارت آسٹریہ انگلستان کی منظوری بغیر فرانس سے صلح نہ کرے۔ اس وقت شہنشاہ آسٹریہ کو بڑی پریشانی ہوئی۔ ایک طرف تو یہ خیال تھا کہ وہ شاہ انگلستان سے کیے ہوئے وعدہ کو توڑ

کو صلح نہیں کر سکتا۔ دوسری طرف یہہ خوف تھا کہ نپولین کی فاتح فوج
پھر پایہ تخت آسٹریہ پر چڑھائی کریگی۔ اس لیئے اس نے نیا معاہدہ قبول
کرنے میں پس و پیش کیا۔ اور اس کے لیئے وقت حاصل کرنے کی خاطر
ایک ایلچی کو یہہ خط دیکر نپولین کے پاس روانہ کیا کہ "میں ہر بات کو قبول
کرلونگا۔ جو میرا ایلچی طے کریگا" نپولین کو نیئے معاہدہ کی خبر نہ تھی۔ اس لیئے
اس نے آسٹریہ سے صلح کرلی۔ صلحنامہ پر طرفین کے دستخط ثبت ہوگئے
مگر آسٹرین وزارت ایلچی سے ناخوش ہوگئی۔ اسے جلا وطن کردیا۔ صلحنامہ
نامنظور کردیا۔ اور نپولین کو مطلع کردیا کہ آسٹریہ انگلستان کی منظوری
بغیر صلح نہیں کرسکتا۔ انگلستان صلح کے لیئے تیار ہے۔ اسلیئے لیونویل
میں ایک کانفرنس گفت و شنید کے لیئے منعقد کی جائے۔ جس میں تینوں
ملکوں کے نمائندے بھیجے جائیں۔ گو نپولین کو اس بات سے غصہ آگیا۔
مگر وہ ضبط کرگیا اور اس نے انگلستان سے معاملہ طے کرنے کیلیئے بحری صلح
کرنے کی تجویز پیش کی۔ انگلستان نے یہہ تجویز منظور نہ کی۔ نپولین کو
پورا یقین ہوگیا کہ کانفرنس میں انگلستان کوشش کریگا۔ کہ فرانس
کی آسٹریہ سے صلح نہ ہوسکے۔ اسلیئے نپولین نے انگلستان سے صلح کی
تمام تجویز کو ترک کردیا۔ اور ارادہ کیا کہ اس کے ساتھ علیحدہ ہی صلح
کی جائیگی۔ انگلستان نے یہہ تجویز بھی نامنظور کردی۔

نپولین کی ایک اور فتح

نومبر آگیا۔ ایلپس میں برف جمنے لگی۔ عارضی صلح کا زمانہ گذر گیا
آسٹریہ نے اس میں اضافہ کے لیئے درخواست کی۔ نپولین فریب
میں نہیں آسکتا تھا۔ اسلیئے اس نے اس شرط پر کہ معاہدہ صلح پر ۲۸

گھنٹے کے اندر دستخط ہو جائیں۔ جنگ بند رکھنے پر رضامندی ظاہر کی۔ آسٹریہ نے اس خیال سے یہ تجویز منظور کی کہ موسم سرما میں کسی کو جرمنی کے راستہ فوجکشی کی جرأت نہ ہوگی اور اس عرصہ میں آسٹریا کو گرمائی جنگ کے لیے تیاری کا وقت مل جائیگا۔

جواب ملتے ہی فرانس کی فوجیں روانہ ہوئیں۔ شہنشاہ آسٹریہ فوجیں جمع کرنے لگا۔ اس نے خود فوجوں کا معائنہ کیا اور فوج کی کمان اپنے بھائی جان کو دیدی۔ نپولین نے جنرل برونن کی ماتحتی میں اٹلی میں فوج بھیجدی۔ تاکہ وہ آسٹریوں سے مقابلہ کرکے وائنا پر پیشقدمی کرے جنرل موریئو کی زیر کمان فوج نے دریا رائن پر سرمائی معرکے شروع کر دیئے۔ موریئو کا ۳ دسمبر کو شاہزادہ جان کی ۷۰ ہزار فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ اس وقت موریئو کی فوج ۶۰ ہزار تھی۔ رات کے بارہ بجے لڑائی شروع ہوئی اور صبح ہوتے ہوتے فرنچ فوج کو فتح حاصل ہو گئی۔ اس معرکہ میں ۲۵ ہزار آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے یا گرفتار کر لیئے گئے۔ جو آسٹرین تھے۔ موریئو نے باقی مفرور فوج کا تعاقب کیا اور وہ بڑھتے بڑھتے وائنا سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر پہنچ گیا۔ اس سے وائنا میں بڑی ہلچل اور پریشانی کا ظہور ہوا۔

آسٹریہ سے پھر صلح

نپولین وائنا سے ۳۰ میل پر پہنچ گیا۔ شہنشاہ آسٹریہ کو کہیں سے مدد نہ مل سکتی تھی۔ اس نے نپولین سے صلح کی خواہش کی جو منظور کر لی گئی اور وہ بھی سابقہ شرائط پر۔ اس معاہدہ کے مطابق دریا رائن کو فرانس کی سرحد مان لیا گیا۔ اٹلی میں آسٹریہ کا قبضہ ایڈائیج تک رہا۔ ہر اطالین

جو کسی سیاسی الزام میں آسٹریہ میں قید تھا - اسکی رہائی ہوئی - اٹلی کی جمہوری حکومت میں مداخلت روا نہ رکھی گئی - اسے آزادی تھی کہ جس قسم کی حکومت چاہے قایم کرے - اسطرح فرانس کی سوائے انگلستان کے باقی دنیا سے پھر صلح ہو گئی -

قتل کی کوشش

اب نپولین نے ملک کے ذرائع کی تنظیم کی - ملک کی حالت سنبھالی سڑکوں کی مرمت کی - ڈاکوؤں کی جماعتوں کو توڑ دیا - اور کئی اور کام کیئے - اس وقت نپولین کے قتل کرنے کیلئے کئی کوششیں ہوئیں - ۲۴ دسمبر ۱۹۰۰ء کو نپولین معہ جوزفائین وغیرہ کے تھیٹر دیکھنے جا رہا تھا تو راستہ میں ایک چھکڑا الٹ گیا جس سے راستہ رک گیا اور چھکڑے کے نیچے جو گولہ لٹک رہا تھا پھٹ گیا - اس سے ۸ آدمی فوراً ہلاک ہو گئے ۶۰ زخمی ہو کر جن میں سے ۲۰ فوت ہو گئے - سڑک کے دو طرفہ مکانات کو نقصان پہنچا - لیکن نپولین اور جوزفائین وغیرہ بال بال بچ گئے -

قتل کی سازشیں

نپولین کے قتل کی جو سازشیں مخالفوں کی طرف سے ہوئی تھیں ان میں سے ۳۰ سے زیادہ کا سراغ لگ گیا - یہ سازشیں لنڈن وغیرہ میں کی جاتی تھیں - لیکن ۲۴ دسمبر کے واقعہ نے نپولین کو بیدار کر دیا اس نے لاوندی میں مخالفوں کی ایک باقی فوج کو منتشر کر دیا اور اس کے سرغنوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی -

بادشاہ گر

نپولین نے برسراقتدار ہوتے ہی یورپ اور وائنا سے فرانس کی
صلح کرانے کی ٹھان لی۔ اس نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے مصالحت
کرلی۔ اس نے کوشش کرکے امریکہ کے بشپ کو پوپ بنوادیا۔ نیپلز
نے نپولین سے دغا کی تھی۔ اس کی ملکہ فرانس کی مقتول ملکہ کی بہن
تھی۔ اس کی سفارش زار روس پال نے نپولین سے کی اور نپولین
نے شاہ نیپلز کو تخت پر برقرار رکھا۔ ورنہ اگر وہ چاہتا تو اسے جلاوطن
کردیتا۔ شاہ سپین کے بھائی ڈیوک آف پارمہ کو ٹسکنی کا صوبہ نپولین
کی کوشش سے مل گیا۔ نپولین نے اسے اٹروریہ کی حکومت میں
شامل کرکے بادشاہت بنادیا۔ جس کے زیرسایہ ۱۰ لاکھ آدمی تھے۔ نپولین
کی عمر اس وقت ۳۰ سال کی تھی۔ مگر اس میں اتنی طاقت تھی کہ وہ سلطنتیں
بناتا تھا اور بادشاہ گر تھا۔ تخت پر بٹھانا اور تخت سے معزول کرنا اس
کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے اٹروریہ میں نوجوان جوڑے کو ڈیوک آف
پارمہ کی مخالفت پر بھی تخت نشین کرایا۔ غرض یہ تھی کہ یہ ظاہر ہو کہ
وہ بادشاہوں کا مخالف نہیں ہے۔ اس نے ان دونوں کو پیرس بلا
کر وہاں اپنے ہاتھ سے ان کو تاج پہنایا۔

انگلستان کا دعوے

یورپ سے صلح کرکے نپولین نے انگلستان سے مصالحت کرنے کا
ارادہ کیا۔ انگلستان کا دعوے تھا کہ اسے جہازوں کی تلاشی کا حق
حاصل ہے۔ چاہے وہ کسی قوم کے ہوں۔ کسی مقام کو جاتے ہوں اور
ان میں کوئی سی چیز لدی ہوئی ہو۔ اس طور سے تمام قوموں کو فرانس
کے کسی بندرگاہ میں جانے کی ایک طور سے مخالفت تھی۔ اس حالت میں

پنولین نے دنیا کو انگلستان کا مخالف بنانے کی تدبیر سوچی اور ان سب کی سرگرمی اس کے خلاف مبذول کرائی۔ مگر انگلستان نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ فرانس کا محاصرہ شروع کر دیا اور دنیا کو ہدایت کی کہ وہ فرانس کے ساتھ کسی قسم کا تجارتی تعلق نہ رکھے۔ وہ جہاز ول سے اس مال کو اتار لیتا تھا جو فرانس کی ملکیت ہوتا تھا۔ اس پر ناراض ہو کر روس۔ پروشیہ۔ ڈنمارک۔ سویڈن۔ ہالینڈ۔ سپین اور فرانس نے ملکر انگلستان کے دعوے کی مخالفت کی۔ اسلئے انگلستان نے حکم دیا کہ ان سلطنتوں میں سے جس کسی کا کوئی جہاز جہاں کہیں مل جائے فوراً اسے گرفتار کر لیا جائے۔ اس طرح شمالی سلطنتوں کے نصف سے زیادہ جہاز پکڑ لیے گئے۔ روس۔ ڈنمارک اور سویڈن کا بیڑہ بحیرہ بالٹک میں تھا۔ اس کی تباہی کیلئے نیلسن مقرر کیا گیا۔ اور کوپن ہیگن کے معرکہ میں بہت لوگ مارے گئے۔ اس معرکہ میں اتحادیوں کی طاقت توڑ دی گئی۔ اس عرصہ میں روس کا بادشاہ پال قتل کر دیا گیا۔ اس کے جانشین الگزینڈر نے بھی اتحاد سے الگ ہو کر انگلستان سے دوستی کر لی۔

انگلستان سے صلح

اس وقت پنولین نے دنیا کے روبرو اعلان کیا کہ جب تک انگلستان فرانس کے خلاف جنگ بند نہ کرے گا۔ فرانس بھی اس سے برسرپیکار رہیگا۔ اس نے لنڈن پر فوجکشی کرنے کا ارادہ کیا۔ جو بڑی بھاری خطرناک اولوالعزمی تھی۔ فرانس کا بیڑہ بولون میں تیار ہو چکا تھا اس کے بعد حالات پنولین کے حق میں شروع ہوئے۔ اور انگلستان نے

نپولین سے صلح کیلئے درخواست کی۔ ۲۱ اکتوبر کو اس کے متعلق لنڈن میں ابتدائی سمجھوتے طے ہو گئیں۔ اور ان سے دنیا میں امن کی قائمی کا راستہ کھل گیا۔ اس کی خبر پھیلنے پر لنڈن دو برس میں خوشی منائی گئی۔ چراغاں کیا گیا۔ آتشبازی چلائی گئی۔

سوئٹزرلینڈ کا آئین

اس کے بعد نپولین نے ملک میں اصلاحات جاری کیں اور سوئٹزرلینڈ والوں کی درخواست پر ایک آئین بنایا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے سوئٹزرلینڈ میں ایک نئی حکومت قائم کرائی۔ اس سے نپولین کے اقتدار میں اضافہ ہو گیا۔ پھر فرانس میں مذہبی امن قائم کرنے کی تدبیر کی گئی۔ نپولین کی قدر و عزت اہل فرانس کی نگاہوں میں بہت بڑھ گئی۔ ان کو ایسے حکمران کی ضرورت تھی۔ جو ان کی ظلم و ستم کے مقابلہ میں حفاظت کرے اور ان کو دیگر قوموں کے برابر حقوق دلائے۔ نپولین کو برائے نام کونسل اعظم تھا۔ فرانس میں جمہوری حکومت برائے نام تھی۔ دراصل نپولین فرانس کا حکمران اور یورپ میں نہایت زبردست بادشاہ تھا۔

جمہوری حکومت کا صدر

نپولین نے اٹلی میں جمہوری حکومت قائم کی تھی۔ جس کے شاہ سپاہ اور شاہ مخالف ہو سکتے تھے۔ نپولین نے اٹلی سے دوستی پیدا کر لی۔ اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے۔ اس نے اٹلی میں جمہوریت کو ترقی دی اور وہاں کی جمہوری حکومت کا صدر منتخب کیا گیا۔ اس خبر سے انگلستان کو پریشانی ہوئی۔

انگلستان سے پھر بگاڑ

نپولین نے فرانس میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کو خوب ترقی دی۔
پھر اس نے "لیجن آف آنر" نامی خطاب مقرر کرنا چاہا۔ اس کی غرض یہ تھی کہ
لوگوں میں ملک کی خدمت کرنے کا جذبہ ترقی کر جائے۔ ۱۵ - اگست ۱۸۰۲ء
کو پیرس میں پہلے قونصل کے تقرر کی سالانہ خوشی منائی گئی اور اسے عمر بھر
کے لیے قونصل اعظم منتخب کیا گیا۔ جس پر اسے شہنشاہ روس۔ آرچ ڈیوک
چارلس آف آسٹریا۔ ملکہ نیپلز اور دیگر ممالک کی طرف سے مبارکباد دی
گئی۔ پھر اور واقعات ہوئے اور انگلستان سے دوبارہ بگاڑ کی صورت
پیدا ہو گئی۔ انگلستان معاہدہ ایمینز سے منحرف ہو گیا۔ برٹش سفیر پیرس
سے چلا گیا۔ فرانس کے جہاز انگلستان میں پکڑ لیے گئے۔ فرانس کے
دو جنگی جہاز بھی گرفتار کر لیے گئے۔ نپولین کو اس سے بہت غصہ ہوا
اور اس نے وزیر پولیس کو حکم دیا کہ فرانس میں ۱۸ سے ۶۰ تک کے جتنے
انگریز ہوں ان کو گرفتار کر لیا جائے اور ان کو حراست میں رکھا جائے
ان فرانسیسیوں کی کفالت کے طور پر جن کو سمندر میں گرفتار کیا گیا ہے
اس کارروائی کی خبر سے تمام انگلستان میں واویلا مچ گیا۔ نپولین نے
انگریز قیدیوں سے عمدہ سلوک کیا۔ صرف ان کو حراست میں رکھا گیا جو
فوجی تھے۔ باقیوں کو ذاتی آزادی دے کر مورچہ بند مقامات میں رکھا گیا
مگر انگلستان میں فرانسیسی قیدیوں کو تکلیف دی گئی۔ بعد میں نپولین
نے انگریز قیدیوں کو رہا کر دیا۔ مگر فرانسیسی قیدی انگلستان میں
حراست میں رہے۔ ان قیدیوں کے تبادلہ کی تجویز وزیر انگلستان نے
نامنظور کر دی۔ نپولین جنگ کے لیے مجبور ہو گیا۔ شاہان یورپ اس
کے خلاف ہو گئے۔ فرانس کو ہر جگہ زک ہوئی۔ اس پر ضرب کے سبب ضرب

پڑتی رہی۔ اس سے شہروں پر گولہ باری کی گئی۔ اس کی نو آبادیاں چھین لی گئیں۔ اور اس کی تجارت تباہ کر دی گئی۔ اس پر ایک نو آبادی نپولین نے امریکہ کے ہاتھ فروخت کر دی۔

نپولین کی تیاریاں۔ قتل کی سازش

نپولین نے بھی جنگ کے لیے تیاریاں کیں۔ بولون میں جہاز۔ کشتیاں اور ۳ لاکھ فوج جمع کی تاکہ انگلستان پر حملہ کرے۔ اس نے نہایت عمدگی سے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں۔ انگلستان کو اندیشہ پیدا ہوا اور وہاں بھی تیاری شروع ہو گئی۔ ۱۷ تا ۵۵ سال کی عمر کے لوگ فوج میں بھرتی کیے گئے۔ حکومت نے ان لوگوں کو جو لنڈن میں نپولین کے قتل کی سازش کر رہے تھے مدد دی۔ لنڈن میں بہت سے فرانسیسی جلاوطن موجود تھے وہاں جارج کیڈوڈل بھی مقیم تھا جس نے پیرس میں بم چلوایا تھا۔ اسے بوربن خاندان کے کئی ممتاز لوگوں نے ہر قسم کی مدد دی۔ مخالفوں نے نپولین کے قتل کے لیے کئی سازشیں کیں۔ فرنچ پولیس نے ۳۰ سے زیادہ سازشی گرفتار کر لیے۔ لنڈن میں کونٹ ارٹوئیس نے سازش کی اور اس کی اطلاع کونٹ ڈی بروونیس کو دیدی۔ جو اُس وقت آرسا میں مقیم تھا لیکن اس نے سازش کو منظور نہ کیا۔ سازش یہ تھی کہ کیڈوڈل کے ہمراہ ایک سو جانباز آدمی فرانس بھیجے جائیں جو نپولین کو قتل کر دیں۔ اور کسی بوربن کو تخت پر بٹھایا جائے۔

سازشیوں کا قتل

جارج کیڈوڈل فرانس آگیا۔ جنرل پچیگرو جسے فرانس سے جلاوطن کیا گیا۔ وہ نپولین کا مخالف تھا۔ اس نے جنرل موریٹو کو سازش میں شریک

کرنے کی کوشش کی۔ موریٹو بنولین کا رقیب تھا۔ اس سے مدد رکھت تھا۔ پچیگو نے جنرل لاجولیس کو ہم خیال بنالیا۔ جو موسٹو کا سیکرٹری تھا۔ آخر کار موریٹو بھی اس شرط پر شریک سازش ہونے پر رضامند ہوگیا کہ بنولین کو برطرف کرکے اختیار اس کے ہاتھ میں دیدیا جائے۔ اس عرصہ میں ایک خط پکڑا گیا۔ اور اس سے سازش کا راز فاش ہوگیا۔ موریٹو کے شریک سازش ہونے سے بنولین کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس نے موریٹو کو گرفتار کرلیا۔ جس سے پیرس کی فوج میں بڑی ہلچل پیدا ہوئی۔ پھر ہر روز اور گرفتاریاں ہوتی رہیں۔ پچیگو وغیرہ پیرس میں تھے۔ اسلئے قانون پاس کیا گیا کہ جو کوئی سازشیوں کو پناہ دے گا۔ اسے موت کی سزا دی جائے گی۔ جس کسی کو ان کی قیامگاہ کا علم ہوگا مگر اس سے مطلع نہ کریگا۔ تو اسے ۶ سال قید کی سزا ملیگی۔ پیرس کے دروازہ پر دیکھ بھال کیلئے گارڈ مقرر کیے گئے۔ اس سے پچیگو وغیرہ کا قیام مشکل ہوگیا۔ آخر کار اسے گرفتار کرلیا گیا۔ کونسل بلائی گئی۔ جس کے حکم سے ڈیوک آف انگھین کی گرفتاری کے لیے جو جرمن علاقہ میں مقیم تھا۔ فوج روانہ کی گئی۔ وہ گرفتار کرکے پیرس لایا گیا۔ موریٹو کو دو سال کی سزا ملی۔ بنولین نے سزا معاف کرکے اسے امریکہ چلے جانے کی اجازت دیدی۔ جنرل لاجولیس کو موت کی سزا دی گئی۔ پچیگو بھی تلوار کے گھاٹ اتارا گیا۔

شاہی حکومت کی تحریک

سازشیوں کے قتل کے بعد فرانس کے لوگوں میں یہ خیال تقویت پکڑ گیا۔ کہ سلطنت کو مستحکم بنانا چاہیئے۔ ساتھ ہی قانونی کونسل یعنی پارلیمنٹ میں سمندر کے ساحلی علاقوں میں، شہروں میں اور ہر جگہ یہ خیال پیدا

ہونے لگا۔ کہ انقلاب کی غرض پوری ہو گئی۔ ملک سے خرابیاں دور ہو گئیں۔ جمہوری حکومت موزوں نہیں۔ محدود شاہی حکومت ضروری ہے۔ اسلیئے نپولین کو شاہی اختیارات دے دیئے جائیں۔

نپولین شہنشاہ بن گیا

جب نپولین کو یہ خواہش معلوم ہوئی تو اس نے یورپ کی زیادہ تر سلطنتوں سے رائے لی کہ کیا طرز حکومت میں تبدیلی کو وہ قبول کر لینگی۔ سوائے انگلستان اور روس کے باقی سلطنتوں سے مشورہ لیا گیا۔ جن میں سے بہتوں نے پسندیدگی ظاہر کی اور فرانس کی سینیٹ نے متفقہ رائے سے قرار دیا کہ نپولین بوناپارٹ کو شہنشاہ بنایا جائے اور فرانس کی جمہوری حکومت کی عنان اس کے ہاتھوں میں دیدی جائے سینیٹ نے قرار دیا کہ نپولین کو اس تجویز سے آگاہ کرے اور شہنشاہ کی حیثیت سے اس کا آداب بجا لائے۔ چنانچہ یہ بات ۱۸ مئی ۱۸۰۴ء کو کی گئی۔ نپولین نے سینٹ کے وفد کو شکریہ کے ساتھ اطمینان دلایا کہ وہ فرانس کی شان اور راحت کے لیئے کوشش کریگا۔ اس وقت نعرہ لگایا گیا کہ "شہنشاہ زندہ رہے"۔ غرضیکہ نپولین شہنشاہ بنا دیا گیا۔ پوپ نے جو اس کا دوست تھا۔ فرانس آکر اس کی رسم تاجپوشی ادا کی اور جوزفائن کے ساتھ اس کی دوبارہ شادی کی گئی۔ نپولین کو اس وقت بے نظیر اقتدار حاصل ہو گیا۔

اٹلی کی بادشاہت

نپولین نے تاجپوشی کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ گو انگلستان اسکی صلح کی درخواست کئی بار نامنظور کر چکا تھا۔ مگر اس نے پھر اپنے ہاتھ

سے شہنشاہ انگلستان کو صلح کے لئے خط لکھا۔ لیکن خط کا جواب ناموافق ملا۔ اس وقت سیفلپائن کی جمہوری حکومت کا وفد آیا اور اس نے نپولین کو تاج نذر کیا۔ اہل اٹلی نے خواہش کی کہ وہ لومبارڈی کا تاج بھی قبول کرے مگر اس نے پس و پیش کیا۔ ۲۶ مئی کو جبکہ وہ اور جوزفائن اٹلی پہنچ گئے میلان میں نپولین کی رسم تاجپوشی ادا کی گئی نپولین نے کچھ عرصہ میلان میں قیام کر کے کئی زبردست اصلاحیں کیں۔ اس نے شاہ اٹلی بننے کے بعد یوجین باسوہرنائیس کو اٹلی کا وائیسرائے مقرر کیا اور پیرس واپس آگیا۔"

اس کے بعد کئی حکومتوں نے نپولین کو کچل ڈالنے کے لئے تجویز کی اور ۸۰ ہزار آسٹرین فوج جلدی سے رائن تک پہنچ گئی۔ روسی فوج اس کی مدد کو چلدی مگر نپولین نے آسٹرین سپاہ کو پھر بڑی بھاری شکست دی۔ ان معرکوں میں اولم ۲۰ اکتوبر ۱۸۰۵ء کو فتح کیا گیا۔ ابھی نپولین کے مقابلہ کے لیے روسی فوج آرہی تھی کہ انگلستان نے ہانوور میں ۳۰ ہزار فوج اتار دی۔ نپولین سیدھا اندر شاہدیہ میں پہنچ گیا وہاں تباہی پھیلائی اور ہنگری اور آسٹریہ کی مشترکہ فوج کو ہزیمت دی۔ آخر کار شہنشاہ آسٹریہ اور نپولین میں گفتگو ہو کر صلح ہو گئی اس وقت نپولین نے کہا کہ "انگریز تاجروں کی قوم ہیں اور وہ دنیا کی تجارت کو قبضہ میں لانے کے لئے یورپ کو آگ سے خاک سیاہ ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔" صلح کے بعد نپولین نے اپنی فوج کو فرانس واپس بھیج دیا۔

جینوا کا الحاق

یورپ میں جنگ و جدل کا دور دورہ تھا۔ اس لئے جینوا کو جس کی

آبادی ۵ لاکھ تھی۔ محفوظ رکھنا دشوار ہوگیا۔ اس نے نپولین سے درخواست
کی اور اس کا فرانس سے الحاق کردیا گیا۔ جب نپولین جرمنی میں دشمنوں
سے لڑ رہا تھا۔ تو نیپلز نے غداری کرکے اور انگلستان آسٹریہ اور
روس کی فوج سے ملکر فرانس پر حملہ کردیا۔ اسلیئے نپولین نے فروری
۱۸۰۵ء میں ارادہ کرلیا کہ بوربن خاندان کی حکومت نیپلز سے ہٹادی
جائے۔ نپولین کے بھائی جوزف نے نیپلز پر فتحمندی کی۔ اس عرصہ میں
انگلستان نے ہالینڈ پر حملہ کردیا۔ نپولین نے سیفل پئن کی جمہوری حکومت
کا تاج قبول کرلیا۔ اس نے پیڈمونٹ کی ریاست کی حفاظت کی۔

۱۶ ریاستوں کا اتحاد

۱۶ چھوٹی ریاستیں جو رائین کی وادی میں تھیں انہوں نے اتحاد
کرلیا۔ اور نپولین کو متحدہ ریاستوں کا محافظ قرار دیا۔ جب یہ اتحاد ہو
گیا تو نپولین نے شاہ پروشیہ کو لکھا کہ وہ شمالی جرمنی کی ریاستوں کا
اتحاد قایم کرے۔ کوئی بارہ سال پیشتر سپین نے فرانس سے معاہدہ کیا
کہ وہ غیر جانبدار رہے گا اور فرانس کو ۷۵ ملین فرینک سالانہ دیگا۔
انگلستان کو یہ ناگوار ہوا اس نے اپنے جہازوں کو حکم دیا کہ سپین کے
تجارتی جہاز جہاں کہیں ملیں گرفتار کرلیئے جائیں۔ چنانچہ چار جہازوں میں
سے ایک تباہ کردیا گیا۔ اور تین گرفتار کرکے ان کا خزانہ لے لیا۔ خود
انگلستان میں اس کارروائی کی مذمت کی گئی۔ اس پر سپین نے فرانس
کی مدد سے انگلستان سے جنگ چھیڑ دی۔ جس میں سپین و فرانس کا بیڑہ
تباہ ہوگیا۔ یہ ٹرافلگر کے بحری معرکہ کا نتیجہ تھا۔ اس کے بعد انگلستان
سے پھر صلح کی تجویز ہوئی۔ جس کے راستہ میں یہ مشکل پڑ گئی کہ شاہ

انگلستان جرمنی کی ریاست ہانوور کا بادشاہ بھی تھا۔ اور ہانوور پر
نپولین کا قبضہ تھا۔ شاہ ہانوور اپنا علاقہ انگلستان کو دینا نہیں چاہتا
تھا۔ نپولین نے وہ انگلستان کے حوالہ کرا دیا۔ اور اس کے عوض شاہ
ہانوور کو اور علاقہ دیدیا۔ مگر وزیر اعظم فوکس کی وفات پر وزراء
انگلستان نے صلح میں روڑا اٹکا دیا۔

نپولین کا برلن میں داخلہ

اب انگلستان روس اور پروشیہ نے فرانس کے خلاف اتحاد کر لیا
نپولین فرانس کے فوائد کی حفاظت کے لیئے تمام طاقتوں کو جمع کرتا
رہا۔ پروشیہ کی ۲ لاکھ فوج نے فرانس پر حملہ کر دیا۔ شاہ پروشیہ فوج
کا کمانڈر تھا۔ اس نے سیکسنی کو اتحاد کے لیئے مجبور کر دیا۔ ادہر انگلستان
فرانس کے مقامات پر جہازوں سے گولہ باری کرنے لگا۔ نپولین فوج
لیکر بڑھا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ سپین انگلستان سے مل گیا ہے اس
نے انگلستان کی مدد سے کوہ پرینز کے راستہ سے فرانس پر فوجکشی
کر دی۔ نپولین نے پروشیہ کی فوج سے معرکہ کر کے اسے تباہ کر دیا۔ میدان
جنگ میں نپولین کی فتح رہی اور پروشیہ کے تمام قلعوں پر فرانس کا
قبضہ ہو گیا۔ اور شاہ پروشیہ روس میں بھاگ گیا۔ سنہ ۱۸۰۶ع ۱۱ اکتوبر
کو نپولین فاتحانہ انداز سے برلن میں داخل ہوا اور جرمن گورنر نے
شہر اس کے حوالہ کر دیا۔

پولینڈ کی درخواست روس سے جنگ

نپولین کو جو کامیابی پروشیہ میں ہوئی۔ اس سے ناخوش ہو کر
انگلستان نے انتقامی تدبیر اختیار کی اور سلطنتوں کو ہدایت کی کہ

وہ فرانس اور اس کے دوستوں سے کوئی تجارتی تعلق نہ رکھیں۔
اس پر نپولین نے ایک فرمان شائع کیا۔ جس میں انگلستان کے
خلاف انتقامی تجاویز درج تھیں۔ یہ تجاویز ایک حد تک ترکی بہ ترکی
جواب تھا۔ پولینڈ کو روس۔ پروشیا اور آسٹریا نے تقسیم کر لیا تھا
جب نپولین وہاں پہنچا تو پولینڈ والوں نے اس سے اپنی آزادی
میں مدد مانگی اور کہا کہ اگر روس سے آزادی دلا دو تو وہ اپنی جان
اور مال تک دے دینگے۔ وہ پولینڈ کی خودمختاری کا اعلان کر کے
اپنے خاندان کے کسی شخص کو اس کا بادشاہ بنا دے۔ مگر نپولین نے حوصلہ
افزا جواب نہ دیا۔ اور روسیوں سے معرکہ کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔
اور دریائے وسچولہ سے ڈھائی سو میل آگے پہنچ گیا۔ نپولین نے فریڈرک
کو لکھا کہ کشت و خون اور لڑائی بند کی جائے۔ مگر اس نے اس درخواست
کا کچھ خیال نہ کیا۔ اس پر نپولین نے پیشقدمی کر کے دشمن کی نصف
فوج تباہ کر ڈالی۔

روس کی شکست

جب نپولین موسم سرما میں پولینڈ میں مقیم تھا۔ تو انگلستان نے
ترکی کو فرانس کی دوستی ترک کرنے کیلئے کہا۔ اس نے انکار کر دیا تو
فوج لیکر قسطنطنیہ پر چڑھائی کر دی۔ مگر اس کوشش کو نپولین نے ناکارہ
بنا دیا۔ اور اتحادیوں کے خلاف لڑائی جاری رکھی۔ جس میں اس نے
اتحادی فوجوں کو تباہ کر دیا۔ اس وقت روسی جنرلوں اور روسی
فوج نے صلح کے لیے شور مچانا شروع کیا۔ اور الگزینڈر زار روس
نے نپولین کے پاس صلح کی خاطر ایلچی روانہ کر دیا۔ نپولین کو ان معرکوں

میں ۱۳۰۰ء گذر چکے تھے۔ وہ خود صلح کا خواہاں تھا۔ اسلیئے ٹلسٹ کے
مقام پر معاہدہ صلح ہو گیا۔ اس کے مطابق شاہ پروشیہ کو اس کا نصف
ملک واپس کر دیا گیا۔ اور پولینڈ کا وہ علاقہ جس پر غیروں نے قبضہ
کر لیا تھا۔ اسے ایک "پولش ریاست" قرار دیا گیا۔ اور اس کا محافظ شاہ
سیکسنی کو مقرر کیا گیا۔ نپولین نے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ لوگوں
کو مذہبی آزادی دیدی گئی۔ اور یہودی قوم کو ظلم سے نجات مل گئی۔

نئی حکومتیں

نپولین نے کوشش کی کہ پولینڈ پورے طور سے بحال اور آزاد ہو
جائے۔ مگر شہنشاہ روس نے یہ بات نہ مانی۔ لیکن پروشیہ کا ایک
حصہ سلطنت ویسٹ فالیہ قرار دیکر نپولین کو اس کا حکمران قرار دے
دیا گیا۔ وہ پار رائن کی ریاستوں کے اتحاد۔ شاہان ہالینڈ۔ نیپلز اور
ویسٹ فالیہ کو نپولین نے تسلیم کر لیا۔ شاہ روس رضامند ہو گیا کہ وہ
انگلستان سے فرانس کی صفائی کرا دیگا۔ اور نپولین نے وعدہ کیا کہ وہ
ٹرکی کو روس کی بات ماننے پر رضامند کرے گا۔ یہ تھیں وہ شرائط
جن پر ٹلسٹ کا معاہدہ ہوا۔ اور نپولین کی پوزیشن مضبوط ہو گئی۔
اس وقت نپولین کو انتہائی عروج حاصل ہو گیا اور تمام یورپ پر
اس کی دہاک بیٹھ گئی۔ قرار پایا کہ اگر ان میں سے کوئی نہ مانے تو فرانس
و روس دونوں کے خلاف ہو جائیں۔ اور سویڈن۔ ڈنمارک۔ پرتگال
اور آسٹریہ سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ انگلستان کے تجارتی جہازوں
پر اپنی بندرگاہوں کے دروازے بند کر دیں۔

روس کا مشورہ نامنظور

۱۵۔ اگست ۱۸۰۷ء کو نپولین کی عمر ۳۸ سال کی ہو گئی۔ اس روز محل تلیرس میں بڑا شاندار مجمع ہوا اور جشن منایا گیا۔ اور سلطنت کے مختلف کاروبار کا انتظام کیا گیا۔ افسر مقرر کیئے گئے اور ایک قانون بنایا گیا جسے "کوڈ آف نپولین" کہتے ہیں۔ قرارداد کے مطابق نپولین نے اپنا ایلچی ٹرکی بھیجدیا اور ترکوں نے اس کا مشورہ قبول کر لیا لیکن انگلستان نے روس کا مشورہ قبول نہ کیا۔

کوپن ہیگن پر گولہ باری

انگلستان نے اس خوف سے کہ سویڈن فرانس کی طرفداری کریگا اس کے بیڑے پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے سویڈن پر فوجکشی کردی اور مطالبہ کیا کہ کوپن ہیگن کا قلعہ اور بیڑہ انگلستان کے حوالہ کیا جائے ورنہ کوپن ہیگن پر گولہ باری کی جائے گی۔ جو خطرہ پیش آیا ہے۔ وہ دور ہونے پر دونوں چیزیں واپس کی جائینگی۔ یہہ تجویز نہ مانی گئی تو شہر پر گولہ باری کر کے وہاں تباہی کا منظر پیدا کر دیا گیا۔ گولہ باری سے نصف شہر میں آگ لگ گئی۔ اس پر انگلستان کے ساتھ فرانس نے صلح کی امید سے ہاتھ اُٹھا لیا۔

آسٹریہ کو پھر شکست

روس ٹرکی کے صوبجات ملداویہ اور والاشیہ لینا چاہتا تھا۔ فرانس نے فوج سے قبضہ کی مخالفت کی۔ اس پر انگلستان نے روس سے دوستی گانٹھنے کے لیئے اسے مدد پیش کی۔ ٹرکی میں سلطان سلیم کا قتل ہو گیا۔ انگلستان نے اس کی آڑ میں ترکوں کو فرانس کے خلاف بھڑکا دیا۔ نپولین نے شاہان آسٹریہ و روس سے کانفرنس کی مگر قطعی فیصلہ

کچھ نہ ہوا۔ انگلستان نے پھر فرانس کی بری ناکہ بندی کی تجویز کی۔ پرتگال پر ایک طور سے انگلستان کا قبضہ تھا۔ فرانس نے اسے لکھا کہ وہ ایک جانب ہو جائے۔ مگر چونکہ پرتگال اور سپین میں خانگی جھگڑے تھے اسلیے کوئی اطمینان بخش بات نہ ہو سکی۔ آسٹریہ کی نیت بھی کچھ بدل گئی۔ سپین اور پرتگال میں بغاوت ہو گئی۔ اور نپولین کی پریشانی بڑھتی گئی فرانس کو سپین کو فوج سے سیدھا کرنا پڑا اور کثرت و خون ہوا۔ ابھی سپین کے معاملات میں بہتری پیدا نہ ہوئی تھی کہ آسٹریہ نے انگلستان سے اتحاد کر لیا۔ اور ایک ایلچی ٹرکی میں یہ پیغام لیکر بھیجا گیا۔ کہ فرانس در وس ٹرکی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ اسلیئے آسٹریہ سے پھر ایک جنگ پیش آئی۔ آسٹریہ کی ۲ لاکھ فوج جمع ہو گئی۔ ۱۰ اپریل ۱۸۰۹ء کو ڈیوک چارلس نے پیش قدمی کی۔ بہت سے معزز آسٹریوں نے نپولین پر حملہ کرنے کی مخالفت کی مگر ڈیوک منے نہ مانا۔ آخرکار ایکوہی کے میدان میں جنگ ہوئی اور آسٹرین شکست کھا کر واپس چلے گئے۔ گو خود نپولین زخمی ہو گیا مگر اسے نہایت غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی

نپولین خطرہ میں

آسٹریہ سے اب بھی جنگ جاری رہی اور نپولین کی فاتح فوج وائنا پہنچ گئی۔ وہاں سے شاہی خاندان بھاگ گیا۔ نپولین نے کٹھن شرائط پر صلح کی۔ ابھی وہ وائنا میں تھا کہ آسٹرین فوج ڈیوک فرڈی نینڈ کے زیر کمان پولینڈ سے ڈیوک جان کے زیر کمان اٹلی سے اور ڈیوک چارلس کے زیر کمان آسٹریہ کے کئی مقامات سے وائنا مقابلہ کے لیئے آ رہی تھی۔ اس تمام فوج کی تعداد ۵ لاکھ تھی۔ اس سے نپولین کو خطرہ پیش آیا اور

خود پیرس میں تشویش کا ظہور ہوا۔ وہاں بوربن خاندان کے حامیوں نے اُن کی حکومت کو بحال کرنے کے لیے کوشش کی۔

بڑے خونریز معرکے اور چوتھی صلح

اس وقت نپولین کے ہمراہ ڈانیب میں ۹۰ ہزار فوج تھی۔ اور ڈیوک چارلس ایک لاکھ فوج کے ساتھ دریائے ڈینوب کے کنارے آ گیا تھا۔ نپولین کے ساتھ آسٹرین فوج کے کئی معرکے ہوئے جن میں کبھی آسٹرین اور کبھی فرنچ کا غلبہ رہا۔ لیکن میدان نپولین کے ہاتھ میں رہا۔ ایک معرکہ میں فرانسیسی جنرل لانیس مارا گیا۔ ۲۶ ہزار آسٹرین اور ۱۵ ہزار فرنچ ہلاک ہوئے۔ اس کے بعد واگرام میں عظیم لڑائی ہوئی۔ ۹ جولائی ۱۸۰۹ء کو رات کو پھر معرکہ ہوا اور کئی سو توپیں چلتی رہیں۔ اس موقع پر فرانسیسی جنرل میکڈانلڈ نے بڑی بہادری دکھائی کیونکہ وہ گولیوں اور گولوں کی بارش میں فوج سمیت آگے ہی بڑھتا گیا۔ آخر کار آسٹرینوں کو پھر شکست نصیب ہوئی اور ڈیوک چارلس ۲۴ ہزار ہلاک اور زخمی آدمیوں کو میدان میں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور ۱۸ ہزار فرنچ ہلاک و زخمی ہوئے۔ فرنچ فوج آسٹرینوں کے تعاقب کیلئے بڑھی تو نپولین کو معلوم ہوا کہ آسٹرین صلح چاہتے ہیں۔ نپولین نے ۲ لاکھ فوج جمع کر کے ۷۰۰ توپوں سمیت آسٹریا میں مقیم کر دی اور آسٹرینوں سے نامہ و پیغام شروع کیا۔ جس میں نپولین نے ایک شرط یہ بھی رکھی کہ شاہ آسٹریا تخت سے دستبردار ہو کر اسے ڈیوک وزبرگ کے حوالہ کر دے۔ آخر کار طویل نامہ و پیغام کے بعد وسط اکتوبر میں آسٹریا سے معاہدہ ہو گیا۔ یہ چوتھا معاہدہ تھا۔ جو آسٹریا نے ۱۲ سال کے اندر فرانس

سے کیا۔ مگر اس سے بھی وہ بعد میں منحرف ہو گیا۔

نپولین کے قتل کی کوشش

معاہدہ کے بعد ۴۸ گھنٹے کے اندر نپولین نے وائینا سے روانگی کی ٹھان لی۔ وہ ۱۲ شوئمبرون میں فوج کا ریویو کر رہا تھا کہ ایک آدمی آیا اور باوجود روکنے کے بار بار آگے ہی بڑھا۔ اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے پاس سے خنجر نکلا۔ اس نے اقبال کیا کہ وہ نپولین کو قتل کرنے آیا تھا۔ اور خود نپولین کے آگے اقبال کیا کہ چونکہ تم میرے ملک کے دشمن ہو۔ اسلیئے میں تمہاری زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ نپولین اس کی جان بخشی چاہتا تھا لیکن اسے پیرس بھیج دیا گیا۔ جہاں عدالت میں اس کے جرم کی سماعت ہو کر اسے قتل کر دیا گیا۔ مگر وہ آخر دم تک اپنے ارادہ پر ڈٹا رہا۔

پوپ سے تنگ سلوک

نپولین کے پاس اہل ہنگری کے وفد نے آکر عرض کی کہ وہ ہنگری کو اپنی حفاظت میں لیلے اور اسے آسٹریہ کی حکومت کو اٹھا دینے میں مدد دے۔ اس لیئے نپولین نے ڈیوک ورٹمبرگ کو ہنگری کا بادشاہ مقرر کر کے اہل ہنگری کے نام اس کے متعلق اعلان شایع کر دیا۔ نپولین آسٹریہ میں بعض انتظامات کر رہا تھا کہ سپین میں فرانس کے ساتھ جنگ زور پکڑ گئی۔ ڈیوک ولنگٹن ۳۰ ہزار برٹش فوج کے ساتھ پرتگال میں داخل ہو گیا اور اس نے ۷۰ ہزار پرتگالی فوج اپنے جھنڈے تلے جمع کر لی۔ فرنچ جنرل کے پاس مقابلہ کے لیئے صرف ۲۶ ہزار فوج تھی۔ انگریزی اور پرتگالی فوج نے فرنچ فوج پر بیحد جبر و تشدد کیا۔

ادہر یہ ہو رہا تھا۔ اُدہر اٹلی میں برٹش جنگی جہاز پہنچ گئے۔ پوپ نے فرانس کے دشمنوں کے ساتھ ہمدردی کی۔ اٹلی اور نیپلز کے بادشاہوں کے لیے خطرہ پیش آیا۔ پوپ نے نپولین کے مشورہ کو قبول نہ کیا۔ اسلیے شاہ نیپلز نے پوپ کو گرفتار کر لیا۔ اور اسے اٹلی سے باہر بھیجدیا۔ نپولین کو خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ پوپ کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا جائے۔ ۲ ملین فرینک اسکی پنشن مقرر کی جائے۔ اور اسے مذہبی رسوم ادا کرنے دی جائیں۔

یہاں تک تو نپولین کو پورا اقتدار حاصل رہا اور اس کے ارادے پھلتے پھولتے رہے۔ لیکن اس کے بعد اس کی زندگی میں بعض واقعات کا ظہور ہوا۔ جن میں سے پہلا واقعہ جوزفائن کا طلاق تھا۔ اور اس سے جیسا کہ مورخوں کی متفقہ رائے ہے۔ نپولین کے اقبال کا ستارہ غروب ہونے لگا۔

نپولین کا زوال

آسٹریا کے ساتھ چوتھی جنگ تک تو نپولین کا من مانا اقتدار قائم رہا اس کے بعد اس میں زوال کے آثار پیدا ہو گئے۔ نپولین کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ ملکہ جوزفائن کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی ہورٹینس اور ایک لڑکا یوجین تھا۔ فرانس کی بہتری کی خاطر اس کا ایک جانشین ضروری تھا۔ تاکہ دعویداران حکومت کو کوئی حیلہ ہاتھ نہ آئے۔ کیونکہ ان میں جھگڑا ہونے سے غیر سلطنتوں کو معاملات فرانس میں مداخلت

کا موقع مل سکتا تھا۔ اگر نپولین کے خاندان میں جوزفائین کی اولاد کے علاوہ کوئی اور رشتہ دار نہ ہوتا تو نپولین یوجین کی جانشینی کے متعلق کوئی انتظام کر دیتا۔ لیکن نپولین نے اسے اپنا جانشین مقرر کرنے کے متعلق خیال دل سے دور کر دیا۔ کیونکہ اس کے اپنے نزدیکی رشتہ دار موجود تھے۔ یوجین کی جانشینی سے دعویداران حکومت میں نفاق پیدا ہو جاتا۔ نپولین کا خاص مقصد یہ تھا کہ یہ نفاق پیدا نہ ہو۔ علاوہ ازیں وہ دوسری سلطنتوں کے ساتھ فرانس کا ایسا زبردست اتحاد کرنا چاہتا کہ اگر اس کے قائم کیئے ہوئے نظام سلطنت کو کبھی خطرہ پیش آئے تو اتحاد قائم رہے۔ وہ فرانس کی دوسرے ممالک کے ساتھ جنگ و جدل کو بھی بند کرنے کا خواہاں تھا۔ ان تمام وجوہات کے مطابق نپولین نے جوزفائین کے ساتھ قطع تعلق کا ارادہ کر لیا۔ انقلاب کے باعث فرانس میں مذہب کی کوئی وقعت باقی نہیں رہی تھی۔ اور شادی کے رشتہ کو معمولی طور پر تسلیم کیا جاتا تھا۔ گو نپولین کو جوزفائین کے ساتھ دلی محبت تھی مگر فرانس کے لوگ اس کے خواہاں تھے کہ نپولین دوسری شادی کرلے اور اس سے سلطنت کا وارث پیدا ہو۔ اسلیئے نپولین نے اپنے وزیر اعظم کمپ سیریز کو بلا کر اس پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اور بتا دیا کہ میں اب طلاق چاہتا ہوں جو باہمی رضامندی کا نتیجہ ہو۔ اور جس میں سلطنت کی بہتری ہو۔ جوزفائین کو پیرس میں رہنے کے لیئے ایک محل دیا جائے گا۔ اس کے اخراجات کے لیئے ۳ لاکھ فرینک کی رقم مقرر کی جائے اور میری آئندہ ملک کے وقت میں بھی اسے شاہی خاندان کے لوگوں میں سب سے

اول مرتبہ حاصل رہے۔

ارادے کا اعلان

جوزفائن کو اپنی علیحدگی کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ مگر اس نے اس کا نپولین پر اظہار نہ کیا۔ آخر کار وہ منحوس دن بھی آ گیا۔ جبکہ جوزفائن پر نپولین کے ارادہ کا اظہار کیا گیا۔ اس روز جب مہمان رخصت ہو گئے تو نپولین نے جوزفائن کے کمرے کے دروازے بند کر دیئے۔ اس وقت نپولین کے چہرے کا رنگ زرد تھا۔ اس کا عضو عضو کانپ رہا تھا۔ وہ جوزفائن کے نزدیک گیا۔ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل کی جگہ پر رکھ دیا۔ اور لرزتی ہوئی آواز میں کہا کہ جوزفائن میری اچھی جوزفائن۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے بے حد پیار رکھتا ہوں۔ صرف تم ہی سے دنیا میں مجھے چند لمحے راحت کے حاصل ہوتے ہیں۔ جوزفائن میری تقدیر میری مرضی سے بالاتر ہے۔ میری سب سے عزیز محبت کو فرانس کا تابع ہونا چاہیئے۔ یہ بیرحمانہ الفاظ جیسے کہ تو تیغ بھی ملکہ کے دل میں برچھی کی طرح کھُب گئے۔ جوزفائن بیجان جسم کی مانند فرش پر گر پڑی۔ نپولین نے دروازے پر جا کر مدد کے لیے آواز دی۔ نواب بیومنٹ آیا۔ اور اس کی مدد سے بیکس ملکہ کو بالائی منزل میں پہنچایا گیا۔ نپولین نے خادم عورتوں کو خدمت کے لیے بلایا۔ اور جب جوزفائن کو ہوش آ گیا تو نپولین اپنے کمرے میں آ کر حالت اضطراب میں ٹہلتا رہا۔ وہ رات کو گھنٹہ گھنٹہ بعد ملکہ کے پاس اس کی حالت معلوم کرنے کیلئے جاتا رہا۔ ہورٹینس اپنی والدہ ملکہ جوزفائن کے پاس موجود رہی۔

طلاق کے متعلق فیصلہ

آخر کار فیصلہ کا دن بھی آگیا ۱۵ دسمبر ۱۸۰۹ء کو محل تلمیریس میں شاہی خاندان کے ارکان اور سلطنت کے عہدیدار جمع ہوئے لیکن وہاں ایک خاموشی طاری رہی۔ اس میں نپولین نے ایک تقریر کی اور طلاق کے متعلق وجوہات ظاہر کر دیں۔ نپولین کی تقریر ختم ہوئی تھی کہ جوزفائن اُٹھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔ اس نے اسے پڑھ کر سنانے کی کوشش کی مگر زبان نے ساتھ نہ دیا۔ اس لئے اس نے کاغذ ایم رینبوڈ کے حوالہ کر دیا۔ اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ رینبوڈ نے وہ کاغذ سنایا جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی ذکر تھا۔ کہ میں شادی کے ٹوٹنے کے متعلق رضامند ہوکر شہنشاہ کے خیالات کی تائید کرتی ہوں۔ کیونکہ میری شادی فرانس کی بہبودی کے راستہ میں ایک روکاوٹ ہے۔ اور وہ اسے ایک دن اس بڑے شخص کی اولاد کو فرانس پر حکمرانی کرنے سے محروم کر دی ہے۔ جسے قدرت نے اس غرض سے تخت نشین کیا تھا۔ کہ وہ انقلاب سے پیدا ہونے والی خرابیوں کو نیست و نابود کر دے اور ملک میں مذہب۔ حکومت اور مشوش نظام کو بحال کرے لیکن شادی کے فسخ ہونے سے میرے دل کے جذبات میں کوئی فرق نہ آئے گا میں شہنشاہ کی ہمیشہ تک بہترین اور دلی دوست رہوں گی۔ میں جانتی ہوں کہ یہ طلاق پالیسی اور بہترین فوائد کا نتیجہ ہے۔ جس نے شہنشاہ کے دل کو زخمی کر دیا ہے۔ لیکن ہم دونوں ان قربانیوں کے دینے میں خوش ہیں۔ جو ملک کے فائدہ کے لئے دے رہے ہیں۔ دوسرے دن سینٹ کا اجلاس شاہزادہ نپولین کی صدارت میں ہوا اور باضابطہ طلاق کی تجویز پڑھ کر سنائی گئی اور جوزفائن سے نپولین کا شادی کا رشتہ منقطع ہوگیا۔ اور جوزفائن

کی سکونت کیلئے ٹال ملیین محل مخصوص کیا گیا۔

تجویز بار آور نہ ہوئی

اس کے بعد دوسری شادی کی تجویز ظہور میں آئی۔ مگر کچھ دن تک یہ فیصلہ نہ ہوا کہ شادی آیا آسٹریہ کے شاہی خاندان میں کی جائے یا روس کے شاہی خاندان میں یا سیکسنی کے شاہی خاندان میں۔ خود نپولین اسی بارہ میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ ۱۲ جنوری ۱۸۱۰ء کو پریوی کونسل کا اجلاس ہوا اور تینوں شاہی خاندانوں کے ساتھ شادی کے متعلق مفصل رپورٹ پڑھی گئی۔ کونسل کی رائے آسٹرین خاندان کے ساتھ شادی کے حق میں تھی لیکن سب سے اول روس کے دربار کو شادی کے متعلق خط لکھا گیا۔ الگزینڈر شہنشاہ روس شادی کے حق میں تھا لیکن اس کی والدہ یعنی بیوہ ملکہ اور دوسرے رشتہ دار مخالف تھے۔ تاہم الگزنڈر کو امید تھی کہ وہ مخالفوں کو شادی کی تجویز کے حق میں اس طور سے کر لے گا۔ کہ نپولین سے یہ عہد کرا لے۔ کہ وہ پولینڈ میں سلطنت نہ قائم ہونے دیگا۔ اور وارسہ کی ڈوایلی میں وسعت نہ ہونے دیگا۔ نپولین نے اس کا معقول جواب دیا۔ بیوہ ملکہ رضامند نہ ہوئی تو تجویز بار آور نہ ہوسکی

آسٹرین شاہزادی سے شادی

جس روز روس سے جواب آیا۔ اسی دن دربار آسٹریہ کے ساتھ نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ اس دربار میں شادی کی تجویز منظور ہوگئی۔ شہنشاہ فرانس کو بڑی خوشی ہوئی۔ کیونکہ اس تجویز کی بدولت روس اور فرانس کی علیحدگی ہوتی تھی۔ اور آسٹرین شاہزادی کو نہایت اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوتا تھا۔ یہ شاہزادی "میریہ لوئیزہ" ۱۸ سال کی تھی جس کی

تندرست تھی اور رنگ گلابی تھا۔ اس نے شادی کی تجویز خاموشی مگر دلی مسرت کے ساتھ قبول کر لی۔ شہنشاہ روس کو بڑی پریشانی حاصل ہوئی اور اس نے کہا کہ اس سے تو میرے مقبوضہ جنگلات میرے قبضہ سے نکل جائیں گے۔ اور قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے متعلق میرا ارادہ خاک میں مل جائے گا شادی کے لئے انتظامات فوراً شروع کر دیئے گئے چنانچہ ۱۱ رمئی ۱۸۱۰ء کو وائنا میں وہاں کے دربار کی رسوم کے مطابق رسم شادی ادا ہو گئی نپولین تین دن وائنا میں رہکر عازم فرانس ہوا۔ فرانس میں اس کا اور اس کی نئی ملکہ کا بڑی دھوم سے استقبال کیا گیا۔ اور جشن منایا گیا پھر پیرس میں ملکہ کی رسم تاجپوشی ادا کی گئی۔

ولیعہد کی پیدائش

آسٹریا کے شاہی خاندان سے شادی کر کے نپولین کو امید ہو گئی کہ انگلستان سے بھی صلح ہو جائے گی۔ اس کے لئے اس نے بہت کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ اس وقت نپولین نے کوشش کی کہ ہالینڈ کو جہاں اس کا بھائی لوئی نپولین بادشاہ تھا۔ فرانس کا طرفدار بنائے اور دوسروں کو بھی ہم خیال بنا کر انگلستان کی تجارت پر پابندیاں عائد کرائے لوئی نے انگلستان کے ساتھ تجارتی تعلقات میں فرانس کی مداخلت کو پسند نہ کیا۔ بلکہ کر ناخوش ہو کر حکومت سے دستبردار ہو گیا۔ اس سے نپولین کے مقصد کو نقصان پہنچا۔ اور نپولین کے تفکرات میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ لیکن اس عرصہ میں نئی ملکہ سے شاہزادہ پیدا ہو گیا

روس کی دشمنی

روس کی طرف سے دشمنی کے خیالات دن بدن ترقی کر رہے تھے۔ اس

وقت سویڈن کے لوگوں نے اپنے بادشاہ گستاوس کو جس سے وہ نفرت
رکھتے تھے ۔ ملک سے نکال دیا ۔ اُن کو توقع تھی ۔ کہ روس کی دستبرد سے
نیپولین اُن کو محفوظ رکھے گا ۔ انہوں نے برناڈوٹ کو اپنا بادشاہ بنا لیا ۔
جو نیپولین کا ساڑھو تھا ۔ مگر نیپولین اس سے خوش نہ تھا ۔ تاہم اس نے
اسے بادشاہ تسلیم کر لیا ۔ الگزنڈر شہنشاہ روس کا نیپولین سے یہ مطالبہ
تھا ۔ کہ وہ یہ وعدہ کرے کہ پولینڈ میں الگ بادشاہت قائم نہ ہونے دیگا
اور نہ وارسہ کی نوابی کو طاقت حاصل ہونے دیگا ۔ نیپولین نے یہ دونوں
باتیں نہ مانیں اس پر الگزنڈر نے اس سے مطالبہ کیا ۔ کہ وہ دریائے ڈینیوب
کے دہانہ اور ساحل تک روس کا قبضہ اور نیز ترکی صوبوں ملڈاویہ اور
والاشیہ پر قبضہ ہو جانے دے ۔ لیکن نیپولین نے ان باتوں میں مدد دینے
سے انکار کر دیا ۔ دربار انگلستان نے نیپولین سے فائدہ اٹھانے کے لئے روس
کے ساتھ اتحاد کر لیا ۔ نیپولین سپین کی جنگ میں مصروف تھا ۔ اور اسے
اس سے علیحدگی اختیار کرنا دشوار تھا ۔ اس سے روس کا حوصلہ بڑھ گیا
اور اس نے دشمنی کی روش اختیار کر لی ۔ اور نیپولین سے وہی سابقہ مطالبہ کیا
اور روسی سفیر متعینہ پیرس نے کہا کہ اگر مطالبہ ۸ دن میں منظور نہ ہوا ۔ تو
وہ پیرس سے چلا جائے گا ۔

روس پر فوجکشی

اس وقت نیپولین نے انگلستان کے سامنے یہ تجاویز صلح پیش کیں کہ
سپین کے استحکام کا ذمہ لیا جائے ۔ فرانس کوہ پرینز سے آگے توسیع سلطنت
سے باز آجائے ۔ سپین کا حکمران خاندان خود مختار قرار دیا جائے ۔ پرتگال کی
سلامتی اور استحکام کا ذمہ لیا جائے ۔ خاندان برگینزہ کی وہاں حکومت رہے

نیپلز اور سسلی کی حکومتیں موجودہ حکمرانوں کے ہاتھ میں رہیں۔ سپین پرتگال اور اٹلی کو برٹش اور فرنچ فوجیں خالی کر دیں۔ یہ شرائط منظور نہ ہوئیں۔ اس سے نیپولین نے سمندر میں انگلستان سے مقابلہ خشکی پر روس سے مقابلہ اور جنوب میں سرکش سپین و پرتگال سے مقابلہ کے لئے ارادہ کیا۔ یہ نہایت عظیم الشان اولوالعزمی تھی۔ جس میں اس کی وسعت سلطنت کی دیوانگی ظاہر تھی۔ گویا نیپولین کے پاس ۵ لاکھ فوج ہو گئی۔ اُدھر الگزنڈر نے دریا نیمن پر بڑی فوج جمع کر لی۔ نیپولین اس کے مقابلہ کے لئے ڈریسڈن کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور دریا کو عبور کرنے کے لئے حکم دیدیا۔ اور کہا کہ میں دریا نیمن کے پار والے علاقہ کو وارسا کی نوابی میں شامل کر کے ایک الگ سلطنت بنا دوں گا۔ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۱۲ء کو نیپولین ڈریسڈن سے ڈانزک کو روانہ ہو گیا انگلستان کی طرف سے نیپولین کی مخالفت جاری رہی۔ برنا ڈوٹ غدار فرانس میں لوگوں کو نیپولین کے خلاف اُکساتا رہا۔ نیپولین نے پیش قدمی کی اور کئی مقامات کو فتح کرتا ہوا آگے بڑھا۔ روسی فوج ان مقامات کو خالی کر کے پیچھے ہٹتی گئی اور بعض مقامات تو اس نے آگ سے خاک سیاہ کر ڈالے ان میں نیپولین کی فوج کو نہ تو قیام کے لئے جگہ ملی اور نہ رسد اور نہ چارہ اس سے نیپولین کی فوج کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوا۔

پولینڈ کا وفد

راستہ میں پولینڈ والوں کا ایک وفد نیپولین کے پاس حاضر ہوا۔ اور اس نے درخواست کی کہ پولینڈ کی حکومت کو بحال کرنے اور اس کے ان علاقوں کو متحد کرنے میں مدد دے۔ جو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دوسروں نے اپنے قبضہ میں کر لئے ہیں۔ لیکن نیپولین نے وفد کو حوصلہ افزا جواب نہ دیا۔ اس نے

یہ کہا کہ میرا پولینڈ کے اس علاقہ کے متعلق تمام پول کی حوصلہ افزائی کر سکتا ہوں۔ جو روس کے قبضہ میں ہے۔ مگر باقی علاقوں کی نسبت کچھ نہیں کر سکتا جو میرے دوستوں کی سلطنتوں کے قبضہ میں ہیں۔ کیونکہ اُن کے ساتھ جو معاہدے ہیں۔ اُن سے میں مجبور رہوں۔

ماسکو پر پیشقدمی

نپولین جوں جوں آگے بڑھتا جاتا تھا۔ توں توں اسے مشکلات کا سامنا ہوتا تھا۔ اسے ہر مقام پر فوج کی ضروریات مہیا کرنے کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ چارہ کی کمی سے اس کی فوج کے گھوڑے مرنے لگے اور فوجیں بھوکی مرنے لگیں۔ گرمی کا نصف موسم گذر چکا تھا۔ اور نپولین کا فتحکشی کا نام ابھی کچھ بھی نہ ہوا تھا۔ تاہم وہ آگے بڑھا۔ اور سمولنسک کا رُخ کیا۔ اُسنے وہاں پہنچکر فوج کے دو حصے کئے ایک کو سینٹ پیٹرسبرگ کی طرف روانہ کرنیکا ارادہ کیا اور دوسرے کو ماسکو کی جانب۔ ماسکو کی جانب فوج کی پیشقدمی بہت تیز رہی۔ الگزنڈر ماسکو میں چند ہی دن رہا اور انتظام کیا۔ کہ اگر نپولین کو ماسکو لینے میں کامیابی ہو جائے تو اسے وہاں کچھ نہ ہاتھ لگے اس لئے ماسکو کو آگ سے تباہ کرنے کا انتظام کیا گیا۔ یہاں سے الگزنڈر سینٹ پیٹرسبرگ چلا گیا۔

ماسکو پر قبضہ

ماسکو کی طرف بڑھتے ہوئے نپولین کو خبر لگی۔ کہ روس نے ٹرکی سے صلح کر لی اور وہاں سے فارغ ہو کر روسی فوج دریائے ڈنیوب کی طرف آرہی ہے۔ برناڈوٹ غدار نے سویڈن کی فوج کے ساتھ اتحاد کر لیا۔ الگزنڈر نے اپنی فوج کے نام جوشیلے انگیز اعلانات کئے۔ روسی جب

ماسکو کی طرف پسپا ہو رہے تھے۔ تو نپولین کی فوج کو بڑی تکالیف کا
سامنا تھا۔ مگر وہ بڑھتی ہوئی ماسکو کے نزدیک پہنچ گئی۔ نپولین کو خبر
ملی کہ شہر میں آگ لگ رہی ہے۔ نپولین کی فوج ماسکو میں داخل ہوئی تو
وہاں تباہی کا ہولناک منظر پیش تھا۔ پناہ لینے کی جگہ نہ تھی۔ سردی سخت
تھی۔ اس لئے فرنچ فوج کو شہر کے باہر کھلے میدان میں ٹھہرنا پڑا۔ فرانسیسی
فوج ماسکو میں چار ہفتے رہی۔ مگر سخت تکالیف اٹھاتی رہی۔ اس وقت
اس کی تعداد ایک لاکھ ۲۰ ہزار رہ گئی۔ بہت سے سپاہی مر گئے۔ بہت سے
بیمار پڑے تھے۔ رسد اور چارہ بالکل نہ تھا۔ اکتوبر کا مہینہ شروع ہو
چکا تھا۔ جبکہ روس میں سخت ترین سردی پڑتی ہے۔

ماسکو سے واپسی

نپولین نے پیش قدمی کو سخت مشکلات سے ہمکنار دیکھ کر واپسی کا
ارادہ کیا۔ تاکہ سردی کا موسم پولینڈ کے کسی مقام میں گزارے جہاں
سردی زیادہ نہیں ہوتی۔ ۱۸ اکتوبر کو فوج نے واپس کوچ شروع
کر دیا۔ ابھی اس کی فوج سمولنسک پہنچی تھی کہ اسے یہ پیغام ملا کہ
اس کی غیر حاضری میں پیرس میں شورش کا ظہور ہوا ہے۔ اور اس کی حکومت
سوویٹ کر اس کی جگہ جیکوبن شورشیوں کی حکومت قائم کرنے کی سازش
ہوئی ہے۔ واپسی جاری رہی۔ راستہ میں دشمنوں کی فوج سے مقابلہ ہوتا
رہا۔ فرنچ فوج کو سخت مصیبت کا سامنا تھا۔ ادھر نپولین اس کی حالت
دیکھ کر رنجیدہ ہوتا تھا۔ اس کا جنرل "نے" دشمنوں میں گھر گیا تھا۔ جو
بعد میں نرغہ سے نکل کر سلامت آگیا۔ مولو ڈیسنر نو پہنچ کر نپولین کو
معلوم ہوا کہ پروشیا اس کے خلاف فوج جمع کر رہا ہے۔ فرانس میں شورش

ہے۔ اس جگہ اس نے اپنے جنرلوں سے کہا کہ پیرس جلد پہنچنا چاہیئے تم فوج لیکر آؤ۔ اور میں فرانس جاتا ہوں اس وقت وہ پولینڈ کی سرحد پر پہنچ گئے تھے۔ نپولین ۱۴ دسمبر کو ڈریسڈن پہنچ گیا۔ اور ۱۸ دسمبر کو پیرس اس وقت وہ بیمار اور تھکا ہوا تھا۔ اس کی فوج کا ماسکو جانے اور وہاں سے واپس آنے میں بڑا نقصان ہو چکا تھا۔ اس کی آمد سے شہر میں ہلچل مچ گئی۔ نپولین نے ایک اعلان شائع کرکے فوج کی مصیبت لوگوں پر ظاہر کی مگر شورش بند نہ ہوئی۔

دوستوں کا انحراف اور شکست

روس میں جو مصیبت فرنچ فوج پر نازل ہوئی اس کے اثر سے فریڈرک ولیم شاہ پروشیا نے روس سے دوستی پیدا کر لی۔ اس کے بعد ہی نپولین کی دوست ریاستوں نے جو جرمنی میں تھیں نپولین کے خلاف اتحاد کر لیا اور قرار دیا کہ جو ریاست اتحاد سے انکار کرے گی۔ وہ ضبط کر لی جائیگی صرف شاہ سیکسنی وفادار رہا۔ مگر وہ دوسری ریاستوں کی دھمکیوں سے تنگ آکر وہاں سے بھاگ آیا۔ انگلستان کے دباؤ سے سویڈن بھی اتحاد میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد ارفرٹ میں ان دشمنوں سے نپولین کی فوج کا مقابلہ ہوا جس میں فرنچ جنرل بیسیریس مارا گیا۔ لٹزن میں میں جو معرکہ ہوا۔ اس میں دشمنوں کو شکست ہوئی۔ اور وہ ڈریسڈن کی طرف چلے گئے۔ اس فتح کی خبر فوراً پیرس میں بھیجدی گئی۔ جہاں خوشی منائی گئی۔ اس معرکہ میں دشمنوں کی ۲۰ ہزار فوج ہلاک و زخمی ہوئی۔ اور ان پر اس قدر خوف غالب آگیا۔ کہ وہ ڈریسڈن میں بھی نہ ٹھہرے بلکہ دریائے البا کو پار کرکے آگے چلے گئے۔ تعاقب کرتے وقت فرنچ جنرل

کر جنرل مارا گیا اور جنرل ڈیورک زخمی ہوگیا۔ فرانسیسی فوج بڑھتی ہوئی روسی فوج
کے نزدیک پہنچ گئی۔ اس وقت دشمنوں نے صلح کی تجویز پیش کی۔ جس کا
مطلب یہ تھا۔ کہ فرانس الیریا اور لومبارڈی آسٹریا کو دیدے
پروشیا ہالینڈ اور البپ سے قلعے اتحادیوں کے حوالہ کردے۔ فرانسیسی فوج
سپین و پرتگال سے بھی آئے۔ نپولین رائین کی ریاستوں کے محافظ کا
لقب ترک کردے

دشمنوں پر فتح

نپولین نے یہ تجویز منظور نہ کی۔ دشمن جنگ پر تلے رہے انگلینڈ کو
۵۰ ہزار فوج کی کمک مل گئی۔ سویڈن کی فوج میدان میں آگئی۔ جنرل موریو
جسے نپولین نے معاف کردیا تھا۔ امریکہ سے آکر دشمنوں میں شامل ہوگیا۔
جنرل جومینی بھی دشمنوں میں جا ملا۔ آسٹریا نے اعلان جنگ کردیا۔ ۱۰ ار
اگست ۱۸۱۳ء کو تمام یوروپ نے نپولین کو کچل ڈالنے کے لئے اتحاد
کرلیا۔ اور ان کی فوج نے ڈریسڈن پر پیش قدمی کی۔ وہ ڈریسڈن کی
پہاڑیوں پر آگئے اور دوسرے ہی دن جنگ شروع ہوگئی۔ جس میں دشمنوں کو
شکست ہوئی۔ اور ان کی فوج پسپا ہونے لگی۔ اس لڑائی میں ان کے دس
ہزار آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے اور جنرل موریو مارا گیا۔

نپولین کی بیماری

ابھی جنگ کا قطعی فیصلہ نہ ہوا تھا۔ کہ نپولین یکایک بیمار ہوگیا۔ اس
وقت روس پروشیا اور آسٹریا فرانس کے خلاف تھے۔ اور فرانس
کمزور ہوگیا تھا۔ نپولین کی فوج کی تعداد بہت کم ہوگئی تھی۔ فرانس میں اور
دوسرے ممالک میں شاہ پرست نپولین کے خلاف متحد ہو رہے تھے

ورٹمبرگ کے معرکہ میں دس ہزار فرنچ مارے گئے۔ نپولین کو بیماری کی حالت میں بھی چین نہ مل سکا۔ اس وقت ایک معرکہ ہوا۔ جس میں خبر ملی کہ دشمن ڈریسڈن کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں۔ نپولین مقابلہ کے لیے گیا۔ فرنچ فوج کی تعداد گھٹ رہی تھی۔ اور دشمنوں کی فوج میں اضافہ ہو رہا تھا۔ ستمبر کے آخر میں بویریہ بھی دشمنوں کے زمرہ میں مل کر فرانس سے الگ ہو گیا۔ اور ویسٹ فالیہ کا بادشاہ جیروم ڈر کے مارے اپنا پایہ تخت چھوڑ کر دربار اپنے پر چلا گیا۔ ورٹمبرگ کا بادشاہ فریڈرک بھی اپنی سلامتی کے خیال سے مجبوراً کنارہ کش ہو گیا۔ اس وقت نپولین نے برلن پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ جو بے نظیر بے خوفی اور اولوالعزمی تھا مگر اس کی جگہ اس نے لپزگ واپس آنے کا ارادہ کر لیا۔ وہاں دشمنوں کی ۳ لاکھ فوج آ گئی۔ لڑائی شروع ہو کر صبح سے شام تک جاری رہی۔ جس میں دشمن کے ۲۰ ہزار آدمی مارے گئے۔ اور آسٹرین جنرل کاؤنٹ مرفیلڈ گرفتار کر لیا گیا۔ جو شاہ آسٹریہ کا داماد تھا۔ نپولین نے اسی کے ذریعہ صلح کی درخواست کی۔ جس کا جواب بھی نہ آیا۔ اس کے بعد پھر لڑائی شروع ہوئی۔ جس میں سیکسنی کی فوج اور ورٹمبرگ کا رسالہ برناڈوٹ سے جا ملا اور اس موقع پر الیسٹر کا پل بالعمد سے اڑا کر فرنچ فوج کو تباہ کرنے کی تجویز ہوئی۔ اس سے فرنچ فوج کا بہت نقصان ہو گیا۔ اتحادی جو شکست کھا چکے تھے۔ جمع ہو گئے اور خونریز معرکہ شروع ہوا۔

نپولین کی مجبوری

نپولین نے پسپائی شروع کی۔ اور پانچ دن میں ارفرتھ پہنچ گیا۔ جہاں مراٹ نے جو شاہ نیپلز تھا۔ یہ دیکھ کر کہ نپولین کا مقصد پورا نہ ہو گا۔

اتحادیوں سے خفیہ صلح کی تجویز کی۔ وہ پیلرنٹ سے چلا گیا۔ اور اس نے
دشمنوں سے معاہدہ کر لیا۔ یہ ۱۱ جنوری ۱۸۱۴ء کا واقعہ ہے۔ مراٹ
نے میلان کے وائسرائے پر ۸ ہزار فوج سے حملہ کر دیا۔ اس وقت تنگ آ
کر نپولین نے پول قلعوں سے کہا کہ تم بہترین شرائط پر جو ہاتھ آئیں دشمنوں
سے صلح کر لو۔ مگر انہوں نے اس کی جگہ رہنا اور مرنا گوارا کیا۔ اس وقت
رائین کی تمام ریاستیں بھی نیپولین کے خلاف صف آرا ہو گئیں۔ ۲۹ نومبر
کو فرانسیسی جنرل ریپ نے جس کے پاس ڈینزگ میں ۱۵ ہزار فوج تھی اطاعت
قبول کر لی۔ اور فرانس کے اور دو جنرل دشمن سے مل گئے۔ فرانس کی ۸۰ ہزار
فوج جو کئی قلعوں میں تھی اسے دشمنوں نے مغلوب کر لیا۔

تخت سے محرومی کی تحریک

اب نیپولین کے تاج و تخت سے محروم کرنے کی تحریک شروع ہوئی۔ اور ہر
قوم کے شاہ پرست اس کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ اس وقت دس لاکھ دشمن
فرانس پر پیشقدمی کر رہے تھے۔ فرانس میں امرا اور ریپبلکن نیپولین کی
حکومت سے مخالف تھے۔ دشمن فاتحانہ انداز سے دریا رائن کی طرف
بڑھے۔ مہاجرین فرانس میں لوٹ آئے اور نیپولین کے خلاف کھڑے ہو گئے
جس نے ان پر مہربانی کی تھی۔ ان سب نے دشمنوں سے خط و کتابت شروع
کی اور کسی بوربن کو تخت نشین کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مذہبی فرقوں کے
لوگ بوربن خاندان سے مل گئے۔ اور انہوں نے کسانوں کو بھڑکانا شروع
کر دیا۔ ۰ نو دسمبر کو نپولین نے سینٹ کا اجلاس منعقد کیا۔ اور اس میں
ایک تقریر کی۔ مگر ممبروں کی میجارٹی نپولین کے حق میں تھی۔ مگر جیکوبن
اور شاہ پرست خلاف تھے۔ فرانس بددل ہو گیا۔ جوزفین کا طلاق

اور آسٹرین شاہزادی سے شادی نیپولین کے خلاف پڑی۔ اس وقت
سویڈن کا بادشاہ گسٹاوس جو تخت سے محروم ہو گیا تھا۔ نیپولین
کی مدد پر آمادہ ہو گیا۔ مگر اس سے کچھ کام نہیں نکل سکتا تھا۔ اس سے بیشتر
ہی ایک مخالف رپورٹ کرنے کے لئے مقرر ہو چکی تھی۔

پیرس پر دشمنوں کا قبضہ

۲۴ جنوری ۱۸۱۴ء کو نیپولین کے پاس معزز ارکان سلطنت
آئے اُن سے بات چیت ہو کر نیپولین محل میں چلا گیا۔ اور دوسری صبح کو
وہ فوج میں شامل ہونے کے لئے روانہ ہو گیا۔

دشمن دریا رائن کو عبور کر چکے تھے۔ انہوں نے اعلان کیا۔ کہ
جس فرانسیسی کے پاس اسلحہ ہوں۔ اسے گولی مار دی جائے اور جو گاؤں
یا قصبہ مقابلہ کرے اُسے آگ سے خاک سیاہ کیا جائے۔ دوسرے ہی دن
بلوچر اور ایک اور جنرل ۵۰ ہزار فوج لیکر نیپولین پر حملہ کرنے آ گیا۔ اس
لئے نیپولین کو پسپا ہونا پڑا۔ نیپولین بلوچر کی فوج کو ہلاک کرنے میں مصروف
تھا کہ فرانس میں بوربن خاندان کی بحالی کی تحریک شروع ہو گئی۔ آئندہ
پانچ دن میں نیپولین نے دس معرکے جیتے اور اسے کامل فتح ہوئی اور بلوچر
نیپولین کے پاس صلح کی تجویز بھیجدی تھی۔ جسے اس نے قبول کر کے بات چیت
کے لئے جگہ مقرر کر دی۔ اس کے بعد ایک سازشی دشمن گولٹ کو گرفتار کر کے
قتل کرا دیا گیا۔ اس پر دشمنوں نے صلح کی جگہ اور ہی ارادہ کیا۔ اس عرصہ
میں دوسری طرف سے دشمنوں کی فوج پیرس کے نزدیک پہنچ گئی۔ نیپولین
ملکہ اور ولیعہد کو فیکہ بلوئش بلا گیا۔ دشمنوں نے پیرس پر گولہ باری
شروع کر دی اور پیرس نے اطاعت قبول کر لی۔

تاج و تخت سے دستبرداری

اس کے بعد شاہ پرستوں نے نپولین کا بت گرانے کی کوشش کی
اس میں کامیابی نہ ہوئی تو اسے کاغذ سے ڈھک دیا۔ تاکہ نظر نہ آئے اور پیرس
میں عارضی حکومت قائم ہوگئی۔ اور اس کا افسر اعلیٰ ٹلیرانڈ بنا دیا گیا
نپولین کے جنرلوں نے کہا کہ کام بالکل خراب ہوگیا ہے۔ اس لئے نپولین
کو اپنی تاج و تخت سے علیحدگی کی تجویز قبول کرنی پڑی۔ اس کے متعلق
نپولین کی دستی تحریر یہ تھی۔

"اتحادیوں کا اعلان ہے کہ شہنشاہ نپولین امن قائم کرنے کے
کے راستہ میں خاص رکاوٹ ہے۔ اس لئے نپولین اپنے حلف سے وفادار
رہتے ہوئے اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ تخت سے اُٹھنے پیرس جانے اور جان تک
دینے کے لئے آمادہ ہے۔ اور وہ بھی ملک کے فائدہ کی خاطر۔ لیکن اس شرط
پر کہ اس کے بیٹے کے حقوق قائم رہیں۔ ملکہ نائب سلطنت رہے۔ اور
سلطنت کے قوانین قائم رکھے جائیں"

یہ تجویز اس نے ۶ اپریل کو اپنے جنرل کو لنکورٹ کے حوالہ کردی
اس پر دشمنوں کے مجمع میں بحث ہوئی۔ ٹیلرانڈ اور ایبی وغیرہ نے کہا کہ فرانس
میں نپولین اور اس کے خاندان کا کوئی طرفدار نہیں۔ بلکہ لوگ بوربن خاندان
کے خواہاں ہیں۔ آخر کار قرار پایا۔ کہ نپولین کسی شرط بغیر تاج و تخت سے
دستبردار ہو جائے۔ یہ تجویز سنکر نپولین غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ
میں جنگ کرکے کچھ فیصلہ کروں گا۔ لیکن آخر کار اسے اپنے اور اپنے خاندان
کے حق حکومت سے دستبردار ہونا پڑا۔

معاہدہ پر دستخط

کولنکورٹ یہ تجویز دستبرداری لیکر دشمنوں کے پاس گیا جو قبول کر
لی گئی۔ بوربنوں کے حامی چاہتے تھے۔ کہ اسے سینٹ ہلینا بھیجا جائے
بعض لوگوں نے اس کے لئے کارفو اور کورسیکا مقام سکونت تجویز کیا۔
لیکن شاہ الگزنڈر کی تجویز سے قرار پایا۔ کہ نپولین کو البا بھیجا جائے
اس وقت نپولین نے کولنکورٹ سے کہا۔ کہ اس کی دستبرداری کی تجویز
واپس لے آؤ۔ مگر وہ واپس نہیں مل سکتی۔ ۱۱ اپریل کو اتحادیوں نے
معاہدہ تیار کر لیا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ

نپولین اور اسکی ملکہ کو عمر بھر شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کا خطاب
حاصل رہیگا۔ اس کی والدہ بھائیوں بہنوں۔ بھتیجوں۔ بھتیجیوں
کو بھی عمر بھر شہزادوں اور شہزادیوں کا خطاب حاصل رہے گا۔ نپولین
کو البا کی حکومت اور ملکیت کا حق دیا جائیگا۔ اسے فرانس سے
۲۵ لاکھ فرینک سالانہ ملیں گے۔ ملکہ کو پارمہ پلاسینٹیا اور گوسٹالہ
کی ترائی کا حق حاصل رہیگا۔ جو اس کے بیٹے کے حصہ میں آئے گا۔ نپولین
کی ماں کو فرانس سے ۳ لاکھ فرینک سالانہ ملیں گے۔ شاہ جوزف اور اس
کی ملکہ کو ۵ لاکھ فرینک۔ شاہ لوئی کو ۲ لاکھ فرینک۔ ہورٹینس اور اس کے
بیٹے کو ۴ لاکھ۔ جیروم اور اس کی ملکہ کو ۵ لاکھ۔ شاہزادی الیزہ کو
۳ لاکھ۔ شاہزادی پولین کو ۲ لاکھ۔ ملکہ جوزفاین کو ۳ لاکھ کی جگہ ایک
لاکھ فرینک۔ نپولین کی ہر قسم کی جائیداد حکومت فرانس کو ملے گی۔ امپیریل
گارڈ کے ۱۲۔ ۱۵ سو جوان۔ اسے جہاز تک سوار کرانے جائیں گے
۴ سو جوان جو اس کے ساتھ البا خوشی سے جانا چاہیں اس کے پاس رہیں
گے۔ دو دن کے اندر معاہدہ پر دستخط ہو جانے چاہئیں۔

البا میں قیام

اس معاہدہ پر دو دن بعد نپولین نے دستخط کر دیئے۔ ۲۰ تاریخ کی دوپہر کو وہ سب سے مل کر روانہ ہوئے اور ۴ مئی کو البا میں جا اُترے اور وہیں اس کے خاندان کے اور ارکان بھی پہنچ گئے۔ یہاں نپولین بڑے آرام کے ساتھ اپنے دن گذارنے لگا۔

نپولین کی جلاوطنی اور موت

البا میں نپولین نے کچھ زمانہ گذار لیا۔ اس عرصہ میں اس کے دشمنوں نے تمام یورپ کو پھر فتح کر لیا۔ اور وائنا میں کانفرنس کی تاکہ فتح کئے ہوئے ملکوں کو آپس میں تقسیم کریں۔ فرانس میں بوربن خاندان کی حکومت قائم ہو گئی۔ مگر وہ اپنی سابقہ ظلم انگیز روش سے رعایا کو تنگ کرنے لگا۔ سوائے تھوڑے سے شاہ پرستوں کے باقی فرانسیسی اُن سے نفرت کرنے لگے۔ بوربن خاندان کا بادشاہ لوئی اٹھارہواں بوڑھا تھا بیماری سے مجبور رکھتا۔ اس لئے خود کچھ نہیں کرتا تھا۔ اس کے مشیروں نے نیشنل گارڈ توڑ دیا اور کئی اور ظالمانہ کام کئے اور اُن پر تشدد کیں۔ رعایا کی بڑی ذلت ہوئی کیونکہ اُن پر جبراً ایک بادشاہ مقرر کر کے اُن کو سختیوں کا نشانہ بنایا گیا۔

واپسی کی رغبت

نپولین معزول ہو چکا تھا۔ مگر اہل فرانس کی نگاہیں اس کی طرف

لگی ہوئی تھیں۔ طرح طرح کی افواہیں اڑ رہی تھیں۔ لوئی اور اس کے دوست خوفزدہ تھے۔ نیپولین کے قتل کے لئے کئی سازشیں ہوئیں اور یہ تجویز بھی سُنی گئی کہ دشمنوں نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ نیپولین کو جزیرہ سنیٹ ہیلینا میں بھیجدیا جائے۔ جو معاہدہ بمقام فونٹین بیو اتحادیوں نے کیا اس کی انہوں نے خلاف ورزی بھی کی۔ اس لئے نیپولین پر اس کی پابندی لازمی نہ رہی۔ البا میں نیپولین کو ۱۰ ماہ گذر چکے تھے۔ اُس کی جان خطرہ میں تھی۔ قاتل اس کے قتل کی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ ان باتوں کے باعث نیپولین نے ارادہ کیا۔ کہ وہ فرانس واپس جا کر اپنے کو قوم کے سامنے پیش کرے۔ وہ چاہیں تو اسے تخت پر بٹھا دیں یا گولی سے مار دیں۔ بیگم پولائین کو یورپ کی سیاحت میں نیپولین کے دوست ملے انہوں نے واپسی پر نیپولین سے کہا۔ کہ اس کے دشمنوں کو اس کا افسوس ہے۔ کہ انہوں نے بوربن خاندان کا ساتھ دیا۔ اب وہ آپ سے ملتجی ہیں کہ آپ فرانس واپس جائیں اور تمام لوگوں کی متفقہ رائے ہے۔ کہ آپ کو پھر تخت نشین کیا جائے۔

روانگی کا ارادہ

شروع فروری میں بیرن شابولوں اپنا بھیس بدل کر البا گیا۔ وہ نیپولین کے زمانہ کی کونسل کا ممبر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی نیپولین سے طویل گفتگو ہوئی۔ جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی شامل تھیں۔ نیپولین نے بیرن کی ایک بات کے جواب میں کہا کہ میری فرانس سے غیر حاضری کے باعث حقیقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں دو دن کے اندر فرانس جا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ قوم مجھے واپس بلائے

دوسرے دن نپولین نے کہا۔ کہ میں یکم اپریل کو اپنے گارڈ کے ہمراہ فرانس کو روانہ ہو جاؤں گا۔ ۲۶ فروری کو شاہزادی پولائن نے ایک دعوت دی جس میں نپولین بھی شریک ہوا اس سے فارغ ہو کر وہ دو بڑے جنرلوں برٹرانڈ اور ڈروٹ کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ اور اُن سے کہا کہ ہم اس جزیرہ سے کل روانہ ہو جائیں گے بندرگاہ میں جو جہاز ہیں۔ آج رات کو اُن پر قبضہ کر لیا جائے۔ ہمارا گارڈ صبح کو سوار ہو جائے اور جب تک کہ ہم سمندر میں نہ پہنچ جائیں۔ اس وقت تک کسی جہاز کو چاہے وہ کسی قسم کا ہو۔ بندرگاہ سے نہ جانے دیا جائے۔ مگر میرے ارادوں کی کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔

فرانس میں داخلہ

اس کے بعد نپولین نے امپیریل گارڈ کے لوگوں کے سامنے ایک طویل تقریر کی۔ اور فرانس کی فوج اور فرانس کے لوگوں کے نام دو اعلان لکھوائے اُن کی نقلیں کروا کے اُن کو فرانس میں شائع کیا گیا۔ روانگی کے لئے تیاریاں ہونے لگیں اور جہازوں میں سوار ہو کر فرانس کا رُخ کیا گیا جب نپولین اور اس کے ہمراہی فرانس میں داخل ہو گئے۔ اور رعایا نے اُن کا گرم جوشی سے ساتھ خیر مقدم کیا۔ تو شاہ پرستوں نے سازش کی کہ اسے راستہ ہی میں قتل کر دیا جائے۔ مگر نپولین کے دوستوں اور طرفداروں کی احتیاط کے باعث ان کو کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

بوربن بادشاہ کی فراری

جب بوربن بادشاہ لوئی کو خبر لگی۔ تو معلوم ہوا کہ فوج اس سے منحرف ہو گئی۔ اور اس نے جمہوری جھنڈا بلند کر دیا۔ اور یہ نعرے لگائے کہ "شہنشاہ نپولین سلامت ہے"۔ نپولین نے اس فوج کو تقریر

کر کے اپنا پورا حامی بنا لیا۔ جب نپولین فوج سمیت بلوم فونٹین کے جنگلات میں داخل ہو رہا تھا۔ تو شاہ لوئی یہ دیکھ کر کہ فرانس کی رعایا اس کا گرمجوشی سے استقبال کر رہی ہے۔ بہت گھبرا گیا۔ اور گاڑی میں سوار ہو کر ان لوگوں کی مدد حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ جنھوں نے اسے تخت نشین کیا تھا۔ اس نے روس۔ پروشیہ اور آسٹریہ وغیرہ سے درخواست کی۔ کہ وہ اسکی مدد کریں۔ اسی دن دوپہر کو نپولین اپنی گاڑی میں سوار ہو کر پیرس کی طرف چل دیا۔ بوربن خاندان نے تجویز کی۔ کہ اس کی پیش قدمی روک دی جائے۔ اور اس کے لئے میلوں میں فوج جمع کر لی گئی جب وہ نزدیک پہنچا تو فوج نے نعرہ لگایا۔ کہ "شہنشاہ سلامت رہے"۔ تمام فوج نپولین سے جا ملی۔ یہ حالت دیکھ کر بوربن بادشاہ کے چند افسر گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور بھاگ نکلے۔ اور شام کو پیرس جا پہنچے۔ اس وقت بوربن خاندان کا بادشاہ وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

نپولین پیرس کے شاہی محل میں

نپولین کی پیش قدمی جاری رہی۔ اور وہ فاتحانہ انداز و شان کے ساتھ پیرس میں داخل ہوا۔ فوج اور رعایا نے اس کا تہ دل سے خیر مقدم کیا نپولین نے وہاں پہنچتے ہی خاص احکام جاری کر دیئے۔ بوربن بادشاہ اپنے خاندان کے لوگوں اور نزدیکی رشتہ داروں سمیت بھاگ کر بلجیم پہنچ چکا تھا۔ بوربن خاندان کو یقین ہو گیا۔ کہ اب اُن کو لوگوں سے کوئی توقع نہیں ہونی چاہئے۔ انہوں نے بھاگ کر ہالینڈ میں پناہ لی۔ اور شاہ ہالینڈ نے اُن کو گھنٹ میں رہنے کیلئے الگ مکان دیدیا۔ نپولین شاہی محل ٹیولریس میں پھر داخل ہو گیا۔ اور تمام کاروبار بدستور انجام دینے

لگا۔ اُس نے عجلت کے ساتھ جدید گورنمنٹ کی تنظیم کر لی۔ اور آئین سلطنت بحال کر دیا۔

اتحادیوں کا اعلان

جب وائنا کی کانفرنس میں اتحادیوں کو خبر لگی کہ نپولین فرانس میں پہنچ گیا۔ تو انہوں نے فوراً ہی ایک کونسل منعقد کی۔ اور اُن میں مفتوحہ ممالک کی تقسیم کے متعلق جو اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ اُن کو انہوں نے بالائے طاق رکھدیا۔ اُن کو معلوم ہو گیا۔ کہ اب بوربن خاندان کی حکومت اہل فرانس پر جبراً عائد کرنا بیکار ہوگا۔ گو ٹیلیرانڈ وائنا کی کونسل میں بوربن کی حمایت کرتا رہا۔ مگر اتحادیوں نے کوئی حمایت نہ کی

انتقام کی تجویز

۱۳ مارچ کو اتحادیوں کی کونسل شروع ہوئی۔ اور انہوں نے متفقہ طور سے ایک اعلان شائع کیا جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی درج تھا کہ نپولین فرانس میں اس غرض سے دوبارہ داخل ہوا ہے کہ فرانس کو پریشان کیا جائے۔ اس سے اس نے اپنے کو قانون کی حفاظت سے محروم کر لیا ہے۔ اور دنیا پر ظاہر کر دیا ہے کہ اس کے ساتھ عارضی اور نہ دائمی صلح ہو سکتی ہے۔ اس لئے اتحادی حکومتیں قرار دیتی ہیں کہ نپولین بونا پارٹ نے تمام مہذب سوسائٹی کے ساتھ اپنے تعلقات قطع کر لئے ہیں۔ اور یہ کہ اس نے دنیا کے دشمن اور ویرانی کرنے والے کی حیثیت سے خود کو پبلک کے انتقام کا نشانہ بنا لیا ہے

شاہ پرست یوروپ کی مخالفت

اس کے بعد اتحادیوں نے نپولین سے انتقام لینے کا عہد کیا۔ اس

معاہدہ پر آسٹریہ - سپین اور فرانس - برطانیہ - پرتگال - روس
پروشیہ - اور سویڈن کے دستخط کئے گئے - اسی دن ایک خفیہ معاہدہ
کیا گیا جسمیں یہ شرط تھی - کہ اتحادی اس وقت تک ہتھیار نہ چھوڑیں
گے - جب تک کہ وہ نیپولین کو پورے طور سے تباہ نہ کر دیں گے - اس
معاہدہ کے ذریعہ تمام شاہ پرست یورپ کی فوجیں ایک واحد شخص کے
خلاف صف آرا ہو گئیں - آسٹریہ نے ۳½ لاکھ فوج دی - انگلستان
و پروشیہ نے ۲½ لاکھ - روس نے ۲½ لاکھ - دوسری ریاستوں نے
۱۰ لاکھ فوج - انگلستان نے جہازوں سے فرانس کو گھیر لیا - علاوہ ازیں
انگلستان نے پہلے سال کے لئے بحری فوج کا ۵½ کروڑ فرینک اور بری
فوج کا ۶۹½ کروڑ فرینک خرچ منظور کیا - اور اتحادیوں کو ۲۷½ کروڑ
فرینک کی مدد دی -

مقابلہ کے لئے روانگی

فرانس اتحادیوں کے خلاف لگاتار جنگ سے کمزور ہو چکا تھا اس
لئے وہ نئی جنگ کے لئے تیار نہ تھا - نیپولین نے صلح و امن کے لئے بہت
کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا - مجبوراً وہ مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا - مقابلہ
شیر اور بکری کا تھا - نیپولین بڑی کوشش و محنت سے ۲ لاکھ ۸۰
ہزار آدمی جنگ کے لئے فراہم کر سکا ...... لیکن ان میں سے
وہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار کو منتخب کر سکا - دشمن خشکی اور تری میں چاروں
طرف سے فرانس پر پیشقدمی کرنے لگے - نیپولین کی مدد پر ایک بھی
حکومت نہ تھی - اس کے لئے اس وقت صرف دو تدابیر تھیں - وہ پیرس
میں فوج فراہم کرے - اور جب اتحادی وہاں پہنچیں - تو خونریز جنگ

کرکے فیصلہ کرے۔ یا دریا دین کو عبور کرکے دشمنوں سے مقابلہ کرے
یہ دونوں تدابیر ہلاکت آفرین تھیں۔ مگر دوسری تدبیر کم ہلاکت کرنے
والی تھی۔ ۱۱ جون کو نیپولین اپنے وزیروں کو نصیحت کرکے اُن
سے رخصت ہوا اور ۱۲ جون کی صبح کو محل سے نکل کر فوج میں شامل
ہونے کے لئے چلدیا۔ اس وقت اس نے نواب کو لنکورٹ سے کہا۔
کہ الوداع یا تو ہمیں فتح حاصل کرنی چاہئے یا مرجانا چاہئے۔

آسٹرین فوج کی شکست

۱۴ جون کو چارلیرو۔ کے مقام پر آسٹرین فوج پر حملہ کیا گیا
جو پہاڑی کے پیچھے خندقوں میں موجود تھی۔ اور اسے کاٹ ڈالا۔ باقی فوج
پسپا ہوگئی۔ فتح کی خبر سنکر نیپولین ۱۶ جون کو لگنی کی سمت میں
فوج بڑھا اور بلوچر کے زیر کمان فوج سے لڑائی شروع ہوگئی۔ ہر
معرکہ میں نیپولین کی فتح رہی۔ اور آسٹرین دس ہزار مقتول اور ۲۰ ہزار
زخمی میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اگر جنرل "نے" نے نیپولین
کی ہدایت کے مطابق بھاگتی ہوئی فوج کا تعاقب کیا ہوتا تو ایک بھی
سپاہی زندہ نہ رہتا۔ اور وہ لڑائی ظہور میں نہ آتی۔ جسے "جنگ
واٹرلو" کہتے ہیں۔

بڑا نازک موقع

نیپولین کو تو فتح حاصل ہوئی۔ مگر جنرل "نے" کی غلطی نے شکست
فاش کا دروازہ کھول دیا۔ ۱۵ جون کی شام کو اس کی فوج میدان
میں سوگئی۔ کیونکہ وہ تھکی ہوئی تھی۔ اس وقت کسی نے ڈیوک آف
ویلنگٹن کو جو برسلز میں جو دعوت اڑا رہا تھا اور جشن کر رہا تھا۔ خبر

دیدی کہ نپولین اور اسکی فوج نے سرحد عبور کر لی ہے اور وہ برسلز
سے صرف دس میل کے فاصلہ پر آ پہنچی ہے - یہ خبر سنکر ولنگٹن بہت
گھبرایا جشن برخاست کیا گیا - بگل بجے - ڈھول پٹے - فوج جمع
ہوگئی - رسالے - پیدل - توپیں اندھیری رات میں مقابلہ کے
لئے روانہ ہوگئیں - صبح کو فرنچ جنرل کو یہ معلوم کرکے حیرت ہوئی
کہ ولنگٹن کی فوج کا کواٹرے براس پر قبضہ ہے - اور سخت ترین
مقابلہ سے بھی اسے وہاں سے نہیں ہٹایا جا سکتا - اس وقت نپولین کی
ہدایت اسکو موصول ہوئی کہ تھوڑی سی فوج ولنگٹن کی پیش قدمی
روکنے کیلئے وہاں چھوڑ دے تا کہ وہ پروشین فوج سے نہ جا ملے
اور بلوچر کی پسپائی کا سلسلہ قطع کرنے کے لئے چلا دے - یہ فرانس
اور نپولین کے لئے بڑا نازک موقع تھا - اگر فرنچ جنرل ہدایت کو
عمل میں لانے سے قاصر نہ رہتا - تو بلوچر کے زیر کمان تمام فوج نیست
ونابود کر دی جاتی - اور دوسرے ہی دن نپولین کو ولنگٹن پر کامل
فتح نصیب ہو جاتی - مگر جنرل نے بلوچر کی فوج کو ہٹانے کی جگہ اس
مقام کو واپس لینے کے لئے دن بھر کوشش کرتا رہا - جس پر ولنگٹن
کی فوج قابض ہو چکی تھی - تازہ کمک آ گئی - ولنگٹن کی فوج کی پیش قدمی
جاری رہی اور پروشین فوج اس سے آملی - نپولین نے جنرل گروچی
کو بھیجا کہ پروشین اور ولنگٹن کی فوج میں واٹرلو کے مقام پر اتصال
نہ ہونے دے - مگر گروچی کی تھکی فوج کیچڑ میں جو رات کی بارش نے پیدا
کر دی تھی بمشکل پیشقدمی کر سکی - پروشین جنرل نے اسکی مدد کے
لئے آگے بڑھا بلوچر کی فوج بڑھکر واٹرلو میں ڈیوک ولنگٹن کی فوج

سے جا ملی۔ اب بلوچر کے پاس بہت زیادہ فوج ہو گئی اور اس کے
مقابلہ میں نیپولین کے پاس جو واٹرلو کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔ بہت ہی
کم فوج تھی۔ اس موقع پر جو لڑائی شروع ہوئی اس میں جنرل گروچی
سے بھی غلطی ہو گئی کیونکہ وہ نیپولین کی مدد کو نہ پہنچ سکا۔ اس خونریز معرکہ
میں فرانس کی فوج کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ امپیریل گارڈ نامی فوج
بالکل ہلاک کر دی گئی اور دشمنوں کو فتح حاصل ہوئی۔

نیپولین کی شکست اور پیرس میں آمد

اس لڑائی میں نیپولین کو سخت شکست نصیب ہوئی اور وہ گرفتار ہونے
سے بچ گیا۔ وہ فوراً پیرس کو روانہ ہو گیا۔ اور ۲۱ مارچ کی صبح کو وہاں
پہنچ گیا۔ اس وقت ۱۰ لاکھ دشمن پیرس کی طرف بڑھے اور وہ ۸۰ دن
کے اندر وہاں پہنچ سکتے تھے۔ پیرس میں بڑی پریشانی کا ظہور ہوا۔ پارلیمنٹ
کے دونوں ہاؤسوں نے اجلاس کیا۔ اس میں نیپولین نے تقریر کرتے
ہوئے کہا۔ کہ گو مصیبت نازل ہوئی ہے۔ مگر فوج اب بھی فتحیاب ہو
سکتی ہے۔

دوسرے دن دونوں ہاؤسوں کا اجلاس ہوا۔ تو دشمنوں نے
جن کی کثرت رائے تھی شور مچایا۔ کہ نیپولین کو تاج و تخت سے محروم کر
دیا جائے۔ نیپولین نے وزیروں کی منسٹی کونسل بلائی۔ اور مشورہ کیا۔ ان کی
رائے بچی کھچی فوج سے دشمن کا مقابلہ کرنے کے حق میں تھی۔ مگر اس وقت ہاؤس
آف کامنز پر بڑی گھبراہٹ سوار تھی۔ اس لئے اس نے ایک حوصلہ شکن
پیغام دیکر ایک وفد نیپولین کے پاس روانہ کیا۔

حوصلہ شکن مطالبہ

وفد نپولین کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یہ پیغام دیا کہ "جس جنگ میں فرانس پھر مبتلا ہے۔ اس کا قوم پر بہت اثر پڑتا ہے۔ اور نپولین پر بہت کم اثر۔ اتحادیوں نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ وہ فرانس کے ساتھ صلح کریں گے۔ مگر نپولین کے خلاف جنگ کریں گے۔ اس لئے فرانس کے ساتھ فوراً صلح ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ شہنشاہ (نپولین) ایک بار اور اپنے ملک کو بچانے کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دے۔"

ایوان عام کے اس حوصلہ شکن فیصلہ پر یہ شعر خوب چسپاں ہوتا ہے کہ ؎

توڑ دی عذر جفا کار نے ہمت میری
میرے دل ہی میں بھری کوٹ کے حسرت میری

ایوان کے اس فیصلہ سے نپولین کی سخت حوصلہ شکنی ہوئی۔ جو فرانس کی آزادی کا عاشق تھا۔ اور اسے قائم رکھنے کے لئے وقف ہو چکا تھا۔

نپولین کا جواب۔ دوبارہ دستبرداری

وفد نے جواب مانگا تو اس نے اپنے دوستوں سے کہا۔ کہ میں تنہا کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس کرایا۔ اس امید سے کہ وہ میری تدابیر کو تقویت دے گی۔ لیکن نفاق نے مجھے ان تھوڑے سے ذرائع سے بھی محروم کر دیا۔ جو میرے اختیار میں تھے۔ قوم کو بتایا جاتا ہے۔ کہ صرف میں ہی صلح کے راستہ میں رکاوٹ ہوں۔ وقت اس قدر تھوڑا ہے۔ کہ وہ مجھے یہ اجازت نہیں دیتا۔ کہ میں پارلیمنٹ کے فیصلہ پر روشنی ڈالوں۔ مجھ سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ میں خود کو قربان

کردوں ۔ میں یہ کرنے کے لئے رضامند ہوں ۔ میں فرانس میں اس غرض
سے نہیں آیا ۔ کہ خانگی جھگڑوں کے شعلے بھڑکاؤں "
اس کے بعد اس نے اپنے بھائی لوسین کو اپنی تاج و تخت سے
دستبرداری کے متعلق ایک فرمان لکھوا دیا جس کا آخری حصہ یہ ہے
کہ "مجھے چاہے جس حالت میں رکھا جائے ۔ مگر میں ہمیشہ مطمئن رہونگا
بشرطیکہ فرانس خوش رہے ۔ میں فرانس سے اپنے بیٹے کی سفارش
کرتا ہوں ۔ مجھے امید ہے کہ فرانس اس امر کو فراموش نہ کرے گا ۔ کہ میں
بیٹے کی خاطر ہی تاج و تخت سے دستبردار ہوا ہوں ۔ میں نے یہ بڑی قربانی
قوم کے فائدہ کے لئے بھی کی ہے ۔ صرف میرے خاندان کے ذریعہ فرانس
کو آزاد ۔ خوشحال اور خود مختار رہنے کی امید ہو سکتی ہے ۔"

ال میسن میں قیام

۲۲ مارچ کو اتحادی فوجیں پیرس کی طرف کوچ کر رہی تھیں
فرانس کا کوئی سرغنہ نہ تھا ۔ ایوان تمام نوجوان اور نا تجربہ کار
غوغائیوں سے بھرا ہوا تھا ۔ تجویزیں ہوتی تھیں ۔ مگر عمل ندارد ۔ نپولین
ایلیسی میں مقیم تھا ۔ ملک کی فوری ضروریات پوری کرنے کے لئے عارضی
گورنمنٹ قائم کی گئی ۔ جس کا افسر اعلیٰ دغا باز فوشے بنایا گیا ۔ جو ڈیوک
آف ولنگٹن سے پہلے ہی خط و کتابت رکھتا تھا ۔ نپولین کے قتل کی
سازشیں ترقی کر گئیں ۔ تو نپولین بھیس بدل کر ایلیسی سے ال میسن چلا
گیا ۔ اس نے رخصت ہوتے وقت کر لنکورٹ سے کہا "جہاں تم ہو وہیں
رہو ۔ جو کچھ ہو سکتا ہے شرارت روکنے کے لئے کرو ۔ کیرٹ تمہاری
حمایت کرے گا ۔ وہ ایماندار آدمی ہے ۔ میرے حق میں تو تمام باتوں

کا خاتمہ ہوگیا۔ فرانس کی خدمت کرنے کی کوشش کرو۔ تو گویا تم میری خدمت کروگے۔ حوصلہ کرو اور ہمت باندھو۔ اگر تم اور دوسرے ایماندار آدمی معاملات میں حصہ لینے سے انکار کروگے۔ تو غدار فوچ فرانس کو غیر ملک والوں کے ہاتھ فروخت کردے گا

امریکہ جانے کیلئے روانگی

اب نیپولین فرانس سے امریکہ جانے کی تیاریاں کرنے لگا۔ اور اس نے فوج کے نام الوداعی اعلان شایع کیا۔ کہ وہ جدید گورنمنٹ کے وفادار رہیں۔ اور قوم کی عزت کو قایم رکھیں مگر اتحادیوں کے پاس صلح کی شرائط فوچ نے روانہ کردیں جن کا مطلب یہ تھا۔ کہ فرانس کے حصے بخرے نہ کئے جائیں۔ بوربن خاندان کو حکومت سے خارج کیا جائے۔ اور نیپولین دوئم کا حق حکومت تسلیم کیا جائے مگر یہ شرائط فوچ قوم کو دھوکا دینے کے لئے پیش کی گئیں۔ نیپولین نے امریکہ جانے کی تجویز کی۔ نرمی سے شریف امریکنوں نے اطمینان دلایا۔ کہ امریکن حکومت اور قوم اسے کھلے دل سے قبول کرے گی۔ اس وقت ایوان عام نے اس پر زور ڈالا کہ وہ فرانس سے چلا جائے۔ تاکہ اتحادیوں سے نامہ و پیغام میں کامیابی ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں ریاستہائے متحدہ امریکہ جانے کو تیار ہوں بشرطیکہ مجھے جانے کیلئے دو جہاز دیئے جائیں وزیر خارجہ نے یہ بات مان لی۔ اس پر ڈیوک ویلنگٹن سے درخواست کی گئی کہ اسے سلامتی سے چلا جانے دے۔ اس کے بعد مالمیسن محل میں عارضی حکومت نے گارد مقرر کردیا۔ جس روز نیپولین فرانس سے روانہ ہونے کو تھا۔ وہ ۳۰ جون تھی۔ عارضی حکومت نے ڈیوک

روگیو کے پاس خفیہ ہدایت بھیجدی کہ نپولین کو انگریزی جہازوں سے بچ کر نہ نکل جانے دے گویا انگریزوں کے حوالے کردے۔

انگریزوں کے قابو میں

۳ جولائی کو نپولین راچفورٹ میں پہنچ گیا۔ اور چاہتا تھا کہ فوراً جہاز میں سوار ہو جائے۔ مگر کئی وجوہات سے ایسا نہ ہو سکا۔ ۸ جولائی کو معلوم ہوا کہ دونوں جہاز روانگی کے لئے تیار ہیں۔ ساتھ ہی فوج کی ہدایت کے مطابق انگریزی جہازوں کی ساحل کے نزدیک تعداد دگنی کردی گئی۔ سہ پہر کو نپولین اپنے دوستوں سے رخصت ہو کر کشتی میں سوار ہو گیا۔ جو ایک جہاز کے نزدیک رات کے ۸ بجے جا پہونچی۔ اور ۹ جولائی کو وہ جزیرہ ایکس میں اتر گیا۔ جہاں اس کے لئے دو جہاز تیار تھے ۱۱ جولائی کو ڈیوک روگیو سفید جھنڈا لیکر انگریزی فوج کے کمانیر کے پاس یہ دریافت کرنے گیا۔ کہ کیا اسے یہ اختیار ہے کہ وہ دونوں جہازوں یا کسی فرانسیسی یا غیر جانبدار جہاز کو۔ جس میں نپولین سوار ہو اور امریکہ جاتا ہو آزادی سے جانے دیگا۔ شام کو کپتان میٹ لینڈ کا جواب آیا ہے۔ کہ اسے حکم ملا ہے۔ کہ کوئی جہاز جو ساحل فرانس سے جانے کی کوشش کرے اسے گرفتار کر لیا جائے اس پر کپتان سے پوچھا گیا۔ کہ اگر نپولین انگلستان جانے کا ارادہ کرے تو کیا وہ بھروسہ کر سکتا ہے۔ کہ آپ اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنے جہاز میں سوار کریں گے کپتان نے یہ جواب دیا۔ کہ میں اس بارہ میں امیر البحر سے فوراً دریافت کروں گا۔ اگر جواب آنے سے پیشتر شہنشاہ نپولین میرے جہاز میں آجائے تو میں اسے جگہ دیدوں گا۔ مگر یہ بات میں اپنی ذمہ داری پر

کروں گا۔ میں اس بارہ میں کوئی وعدہ نہیں کر سکتا کہ انگلستان میں اس
کا کیا خیر مقدم کیا جائے گا۔ اس پر نپولین نے فوراً جہاز میں سوار ہو
جانے کا ارادہ کر لیا۔ جہاز کے کپتان فلبرٹ نے جواب دیا۔ کہ مجھے گورنمنٹ
کی سخت مخالفت ہے کہ اگر جہاز کے لئے کوئی خطرہ ہے تو میں روانگی
اختیار نہ کروں۔ ۱۴ تاریخ کو کپتان میٹ لینڈ نے جواب دیا۔ کہ اگر
شہنشاہ نپولین انگلستان جانے کا ارادہ کرے تو مجھے اسے اپنے
جہاز میں سوار کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس لئے میرا جہاز اسے لے
جانے کے لئے حاضر ہے۔ دو فرینچ جنرلوں نے اس تجویز کی مخالفت کی مگر
نپولین نے شاہزادہ جارج نائب سلطنت انگلستان کو اس مطلب
کا خط لکھ دیا۔ کہ میں اپنی سیاسی زندگی کا خاتمہ کر چکا ہوں۔ میں برٹش قوم
کے قانون کی حفاظت میں آتا ہوں۔ رات کو فرانس کے کسی بحری افسر
نے نپولین سے کہا۔ کہ وہ برٹش گورنمنٹ پر بھروسہ نہ کرے۔ اتنے
میں خط کا جواب آ گیا۔ اور نپولین کپتان میٹ لینڈ کے جہاز میں چلا
گیا۔ جہاز نے فوراً لنگر اٹھا دیا۔ اور انگلستان کو روانہ ہو گیا۔

جہاز کے گرد پہرہ

۲۵ جولائی کو جہاز بندرگاہ پلائی متھ میں لنگر انداز ہوا۔ اس کے
بعد ہی نپولین کو معلوم ہو گیا۔ کہ جو سلوک اس سے اور اس کے ساتھیوں
سے ہونا چاہئے تھا۔ اس میں نمایاں تبدیلی ہو گئی۔ کیونکہ جہاز کے گرداگرد
سنتریوں کی طرح کئی جہاز اور کشتیاں آ کر کھڑی ہو گئیں۔ اور
کسی شخص کو امیرالبحر کے "پاس" بغیر نپولین کے جہاز تک آنے کی اجازت
نہیں دی جاتی تھی۔ اس کے بعد اخبارات میں جو خبریں شائع ہوئیں

دو نیپولین تک بھی پہنچ گئیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ انگلستان کی پریوی کونسل اس بارہ میں غور کر رہی ہے کہ کیا نپولین کو انتقام کے لئے بوربن بادشاہ لوئی اٹھارھویں کے حوالہ کیا جائے۔ یا اس کے خلاف جنگی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ یا اسے گولی سے ہلاک کیا جائے یا اسے جزیرہ سینٹ ہلینا میں بھیج دیا جائے۔

برٹش گورنمنٹ کا فیصلہ

۳۰۔ جولائی کو ایک نائب وزیر اور ایک امیر البحر جہاز میں آئے اور انہوں نے برٹش گورنمنٹ کی طرف سے جو ناجائز فیصلہ نپولین کو سنایا۔ اس میں یہ بھی درج تھا کہ نپولین کی آئیندہ سکونت کے لئے جزیرہ سینٹ ہلینا منتخب کیا گیا ہے۔ جس کی آب و ہوا صحت بخش ہے۔ وہاں اسے زیادہ آزادی حاصل رہے گی۔ اور اسکی سلامتی کی تدابیر کی جائیں گی۔ علاوہ اس فیصلہ کے سر جارج کو کبرن کو ہدایت ملی کہ نپولین کے ساتھ بادشاہ جیسا نہیں۔ بلکہ جنرل جیسا سلوک کیا جائے۔ وہ اپنے ہمراہ ایک ڈاکٹر اور تین افسروں کو لے جائے۔ مگر سویرے اور ریلیانڈ کو نہیں لیجا سکتا۔ بارہ آدمی اس کے ملازم کی حیثیت سے جائیں گے۔ اور ان سب کو اسیران جنگ سمجھا جائے گا جہاز چند دنوں میں سینٹ ہلینا کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ نپولین کی تمام چیزوں کی تلاشی لیجائے گی۔ اور قابل فروخت چیزیں فروخت کرکے ان کی رقم سے اس کی حراست کا خرچ ادا کیا جائے گا۔ نپولین کے خاندان کے لوگ جو مختلف پابہ تختوں میں تھے ان کو مطلع کر دیا گیا کہ اگر وہ نپولین کے ہمراہ جانا چاہیں۔ تو ان پر بھی وہی پابندیاں عاید کی جائیں گی۔ جو نپولین

پر لگائی گئی ہیں ۔

نپولین سماپرولسٹ

حکم دیا گیا کہ امیر البحر کوکبرن نپولین کو جہاز نارتھمبر لینڈ میں سوار کر کے سینٹ ہیلنا پہنچا دے ۔ چونکہ واقعات نپولین کے حق میں رونما ہو رہے تھے ۔ اس لئے کوشش کی گئی کہ جس قدر جلد ہو سکے ۔ جہاز روانہ ہو جائے ۔ اس وقت نپولین نے برٹش گورنمنٹ کو پروٹسٹ کے طور پر ایک خط لکھا ۔ کہ مجھے آزادی سے محروم کرنا انتہائی سختی ہے ۔ میں قیدی نہیں ہوں میں انگلستان کا مہمان ہوں ۔ میں کپتان سینٹ لینڈ کے کہنے سے اس کے جہاز میں آیا تھا ۔ اس نے کہا تھا کہ اسے گورنمنٹ سے حکم ملا ہے کہ مجھے انگلستان لے جائے ۔ اس وقت لنڈن کے قانون دانوں میں نپولین کو آزاد کرنے کے لئے دو تجاویز کا ظہور رہا ۔ اس سے گورنمنٹ کو اندیشہ ہو گیا ۔ اور جہاز کی جلد روانگی کا انتظام کیا گیا ۔

سینٹ ہیلنا میں آمد

۷ ۔ اگست ۱۸۱۵ء کو جہاز نارتھمبر لینڈ آ گیا ۔ اور نپولین کو اس کے ہمراہیوں اور ملازموں سمیت اس میں سوار کرا دیا گیا ۔ جب روز جہاز روانہ ہوا ۔ وہ ۹ ۔ اگست ۱۸۱۵ء کا دن تھا ۔ ۱۵ ۔ اکتوبر کو جہاز سینٹ ہیلنا پہنچ گیا ۔ اور ۱۶ ۔ اکتوبر کو نپولین وغیرہ کو کشتیوں میں سوار کر کے خشکی پر پہنچا دیا گیا ۔

فرانس پر دشمنوں کا قبضہ

نپولین کو جزیرہ سینٹ ہیلنا میں چھوڑ کر ہم فرانس کی طرف توجہ دیتے ہیں ۔ جہاں اس کی روانگی سے پیشتر عجیب و غریب واقعات شروع

ہو گئے تھے۔ ویلنگٹن اور بلوچر فاتحانہ انداز سے پیرس کے نزدیک
پہنچ گئے۔ بلوچر جس راستہ سے فرانس سے گذرا۔ اس میں اس نے
بربادی کا منظر پیدا کر دیا۔ پیرس کے نزدیک ایک خونریز جنگ
ہوئی۔ اس کے بعد پیرس نے اطاعت قبول کر لی۔ ساتھ ہی اتحادی
بادشاہ پیرس پہنچ گئے۔ بڑی بے رحمی سے فرانس کے حصے بخرے کئے
گئے۔ انہوں نے اس کے زبردست قلعوں کو آپس میں بانٹ لیا۔ لیورے
میں جو قیمتی اشیا تھیں لے لیں۔ اور تقریباً ۱½ ارب سے زیادہ
ذبینک لوگوں سے اتحادیوں کے فوجی اخراجات کے لئے وصول
کئے گئے۔ ڈیڑھ لاکھ اتحادی فوج فرانس کے قلعوں میں جو سرحدوں
پر تھے۔ فرانس والوں کے خرچ پر تین سے لیکر پانچ سال تک کے
لئے رکھی گئی۔ اس طور سے فرانس کی سخت ذلت ہوئی۔

جلاوطنی اور موت کی سزائیں

قبضہ ہونے کے بعد ۵۸ فرانسیسی ملک سے جلاوطن کئے گئے
اور ۳۳ کو موت کی سزا دی گئی۔ ان میں سے ایک جنرل "نے" تھا۔ اس
جنرل نے فرانس کی طرف سے بہت سی لڑائیاں لڑی تھیں۔ اور
فتوحات حاصل کی تھیں۔ اسے لکسمبرگ کے باغ میں لیجا کر گولی سے ہلاک
کیا گیا۔ وہ سپاہیوں کے سامنے جن کے ہاتھوں میں بندوقیں تھیں
تھوڑے فاصلہ پر کھڑا رہا۔ وہ کچھ دیر ان کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے
بعد اس نے کہا۔ کہ "میرے رفیقو۔ مجھ پر فیر کرو"۔ فیر ہوئے۔ دس گولیاں
اس کا سینہ توڑ کر نکل گئیں۔ اور وہ زمین پر گرتے ہی مر گیا۔

نپولین کی قیام گاہ

بنجر چٹانوں میں جو جیمس ٹاؤن سے تین میل تھیں۔ اور سطح سمندر سے
۱۵ سو فٹ بلندی پر ایک پہاڑی گھاٹی تھی۔ وہ چٹانوں سے محصور
تھی۔ وہاں سبزی کا نام نہ تھا۔ صرف چند چھوٹے چھوٹے درخت تھے
اس گھاٹی میں ایک ٹوٹا پھوٹا جھونپڑا تھا۔ جس میں گائیں چرانے والے
ٹھہرا کرتے تھے۔ بعد میں اس کی کچھ مرمت کی گئی تھی۔ یہ جگہ نپولین
کے لئے قیامگاہ قرار دی گئی۔ وہ آباد مقامات سے بالکل الگ تھی۔ اور
ساحل کے ان مقامات سے بہت دور تھی۔ جہاں کشتیاں پہنچ سکتی تھیں
اس کے گرد اگرد ایک قطع ہموار زمین کا تھا۔ جو ورزش اور سیر کے لئے
موزوں تھا۔ نپولین نے اپنے ہمراہ ۱۷ اکتوبر کو امیر البحر کوکبرن
اور جنرل برٹرانڈ کر لیا۔ اور اس مقام کا ملاحظہ کیا۔ وہ دو ماہ کے اندر
خوب مرمت کرکے رہنے کے قابل بن سکتی تھی۔ یہ جگہ نپولین اور
اس کے ساتھیوں کے لئے موزوں نہ تھی۔ کیونکہ وہاں ان کی تفریح کا
کوئی سامان نہیں تھا۔ نپولین وہاں سے بھاگ بھی نہیں سکتا تھا۔ باوجود
اس کے برٹش گورنمنٹ کو لکھا گیا۔ کہ وہاں جو فوج اور جہاز ہیں وہ
نپولین کی نگرانی کے لئے ناکافی ہیں۔ اس لئے وہاں اور دو جنگی جہاز
روانہ کرنے چاہئیں۔ لیکن نپولین نے ایک اور مکان میں جو نزدیک
ہی زراعتی فارم میں تھا۔ دو ماہ قیام کیا۔ وہاں فارم کا مالک اپنی
بیوی اور چار بچوں سمیت ایک مکان میں رہتا تھا۔ یہ بچے اکثر اوقات
نپولین کے پاس آکر بات چیت کرتے تھے۔ اور نپولین کو بھی ان سے
بات چیت میں لطف آتا تھا۔

ہتک آمیز سلوک

نپولین کو کھانے میں روز چند چیزیں ملتی تھیں۔ جو اس کی شان کے شایاں نہ تھیں۔ اس کے لئے ضروریات زندگی مہیا نہیں کی جاتی تھیں۔ روٹی اور شراب بالکل خراب آتی تھی۔ پانی بیہودہ مکھن۔ تیل خراب اور کم مقدار میں ملتا تھا جنس کا انتظام نہ تھا۔ گھوڑے کی سواری کا بندوبست نہ تھا۔ اس کے دوست اور ملازم اس سے دو میل پر رہتے تھے۔ اور اُن کو اس کے پاس ایک سپاہی کے ہمراہ آنا پڑتا تھا۔ اس سے پاس لاس کاسس۔ اس کا موجودہ مالہ ہیتا اور مارشنڈ جو اس کا داروغہ خانگی تھا رہتے تھے۔ اس مقام میں ایک دن نپولین نے یہ کہا۔ کہ ہم سے کیسا ہتک آمیز سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ تو موت کی سی سختی ہے۔ اگر یورپ کے حکمرانوں کو مجھ سے نفرت تھی تو انہوں نے میری زندگی کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیا۔ صرف چند گولیاں میرا کام تمام کر سکتی تھیں۔ ۲۵ اکتوبر کو ایک جہاز جو واپس یورپ جانے کو تھا۔ اس کا کپتان نپولین کے پاس آیا۔ نپولین نے اس سے اس سلوک کی شکایت کی جو اس کے ساتھ روا رکھا گیا تھا۔ لاس کاسس نے نپولین کے الفاظ کے متعلق ایک شکایتی یادداشت مرتب کی۔ اور کپتان کے حوالہ کر دی۔

نگرانی میں سختی

۳۰ اکتوبر کو اس مکان کے برابر ایک خیمہ لگایا گیا۔ اور نپولین کے باورچی کو اس کے نزدیک رہنے کی اجازت ہو گئی۔ نپولین کے ہمراہ کھانا کھانے کے متعلق جو چیزیں تھیں۔ وہ میز پر لگائی گئیں۔ چونکہ حکام کو اندیشہ تھا کہ نپولین اس جزیرہ سے بھاگ جائے گا۔ اس

لیے ہر روز اس کی نگرانی میں زیادہ سختی ہوتی گئی - ہر روز کوئی نہ کوئی پابندی
اضافہ کی جاتی تھی - اس کی قیامگاہ پر سنتری مقرر کیے گئے - جہاز ساحل
کا گشت کرنے لگے - ہر وقت نپولین کی نگرانی ہونے لگی - فرانسیسیوں کو
اس کے پاس ایک سارجنٹ کے ہمراہ جانا پڑتا تھا - وہ بات چیت کے
وقت موجود رہتا تھا - جنرل برٹرانڈ نے امیر البحر کو شکایت کا خط لکھا جس
میں یہ بھی ظاہر کیا کہ اس جزیرہ سے بھاگ جانا ممکن نہیں - اگر آپ ضرورت
سمجھتے ہیں - تو ساحل پر گارد کی تعداد کیوں نہیں بڑھا دیتے - اور ہمیں
آزادی سے جزیرہ میں چلنے پھرنے کی اجازت نہیں دیتے - اس کے جواب
میں امیر البحر نے لکھا کہ یہ بات ان ہدایات کے خلاف ہے جو مجھے موصول
ہوئی ہیں - ان کا مطلب یہ ہے - کہ آپ لوگوں کو اس مقام سے جہاں سنتری
مقرر ہیں - ایک انگریز افسر کی ہمراہی بغیر باہر جانے کی اجازت نہیں ہے
کپتان پوپلیٹن کو بطور جاسوس ہر وقت نپولین کے ساتھ رہنا پڑتا تھا
اسے نپولین کی قیامگاہ سے دو گھنٹے سے زیادہ باہر جانے کی اجازت نہ
تھی - سنتریوں کی حد سے باہر جانے پر وہ نپولین کے ہمراہ جاتا تھا
اسے حکم دیا گیا کہ نپولین کو ساحل پر نہ جانے دے - وہ نپولین اور اس کے ساتھیوں
کی نگرانی کرے - ان کی مشتبہ باتوں کی رپورٹ کرتے - ۸ نومبر کو نپولین
بیمار ہو گیا - لاس کاسس نے اسے گھوڑے کی سواری کے لیے مشورہ دیا
اس نے یہ سواری اس لیے ترک کر دی تھی کہ اسے یہ پسند نہ تھا کہ سواری
کے وقت ایک انگریز افسر اس کے ساتھ رہے - نپولین کی صحت دن بدن
خراب ہونے لگی کیونکہ یکساں زندگی اور ورزش کی کمی کا برا اثر ہوا اس
کی خوراک بھی کم ہو گئی - نیند کم ہو گئی - وہ دوا استعمال نہیں کرتا تھا - کیونکہ

دوا پر اسے کوئی یقین نہ تھا۔ وہ بیماری کا علاج فاقہ اور گرم غسل سمجھتا
تھا۔

لانگووڈ کے مکان میں قیام

جب لانگ ووڈ کے جھونپڑے کی مناسب مرمت ہو چکی۔ تو ۱۰ دسمبر کو
نپولین نے اس میں سکونت اختیار کی جو پہلے مکان سے دو میل دور تھا
نپولین نے تو مکان میں قیام کیا۔ مگر جنرل برٹرانڈ اور انگریز ڈاکٹر او میرا
نے خیموں میں۔ لاس کاسس اور اس کا لڑکا ایک کمرے میں مقیم ہوئے
ایک خیمہ گورگوڈ کے لئے رکھا گیا۔ لیکن بعد میں دونوں جنرلوں اور ڈاکٹر
کے لئے بھی کمرے تیار کئے گئے۔ نپولین اور اس کے جانثار ساتھیوں
کے خرچ کے لئے گورنمنٹ انگلستان نے ۸ لاکھ فرینک سالانہ مقرر کئے
اب نپولین کے ہمراہیوں کی تعداد یہ تھی۔ جنرل برٹرانڈ اس کی بیوی تین
بچے۔ کاؤنٹ لاس کاسس اس کا بیٹا۔ جنرل گورگوڈ۔ ڈاکٹر او میرا
ان کے علاوہ نو نوکر چاکر اور تھے۔ ان میں چار تو خانگی ملازم تھے۔ چار
کھانا کھلانے والے تھے۔ ہو سائیس تھے۔ یہ سب نپولین کے ہمراہ
اپنی مرضی سے آئے تھے۔ کیونکہ ان کو اس کی ذات سے محبت تھی
ڈاکٹر او میرا جو آئرش قوم سے تھا۔ اس نے نپولین کے لئے اپنی
خدمات خود نذر کی تھیں۔

سختیوں میں اضافہ

نپولین اور اس کے ساتھیوں پر سختیوں میں ہر روز اضافہ ہوتا
گیا۔ ان کے چلنے پھرنے کے راستوں پر بھری ہوئی بندوقیں لئے
سنتری کھڑے رہتے تھے۔ ان کو مقررہ اوقات کے علاوہ باہر جانے
کی اجازت نہ تھی۔ ان کو جزیرہ کے باشندوں سے بات چیت کرنے

کی ممانعت تھی۔ ان کو ساحل تک جانے کی اجازت نہ تھی۔ نپولین کے
مکان کی کھڑکیوں تلے سنتری پہرہ دیتے تھے۔ یہ پابندیاں گو اس کے
ساتھیوں کو ناگوار گذرتی تھیں۔ مگر نپولین ان کو خاموشی سے برداشت
کرتا تھا۔ ۱۶ جنوری ۱۸۱۶ء کو کپتان نے اس کے پاس اپنی بندوق
بھیجی۔ جس سے چڑیوں کا شکار کیا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ ہدایت
بھیجدی کہ وہ رات کو ڈیوٹی والے افسر کے خیمہ میں رکھی جائے لانگ ووڈ
کے گرداگرد جس قدر علاقہ میں نپولین کو چلنے پھرنے کی اجازت تھی
وہ نصف گھنٹے میں طے ہو جاتا تھا۔ جزیرہ کے اندر اسے ایک انگریز افسر کے
ہمراہ جانا پڑتا تھا۔ اس ذلت کو گوارا نہ کر کے اس نے ارادہ کیا کہ مقررہ
جگہ سے آگے نہ جائے۔ ۱۳ مارچ کو جنرل برٹرانڈ نے بذریعہ تحریر
امیر البحر سے پوچھا۔ کہ شہنشاہ ایک خط بادشاہ سلطنت برطانیہ کو لکھنا
چاہتا ہے۔ کیا وہ اسے روانہ کر دے گا۔ اس پر امیر البحر نے جواب دیا
کہ مجھے معلوم نہیں کہ جزیرہ میں کوئی شہنشاہ رہتا ہے۔ میں خط بغیر پڑھے
روانہ نہیں کر سکتا۔

جزیرہ کا نیا گورنر

۱۷ اپریل کو جزیرہ سینٹ ہیلینا کا نیا گورنر سر ہڈسن لو نپولین
کے پاس آیا۔ اس کے جانے کے بعد نپولین نے کہا کہ اس کی صورت ہیبتناک
ہے۔ اسکی صورت سے شرارت ٹپکتی ہے۔ ۱۸ اپریل کو سر ہڈسن نے
نپولین کے تمام ساتھیوں اور ملازموں کے سامنے اس مطلب کا کاغذ
پیش کیا۔ کہ اگر وہ چاہیں تو ان کو یورپ واپس جانے کی اجازت
ہے۔ اگر وہ رہنا چاہیں۔ تو اسی مطلب کا تحریری بیان دیدیں۔ اور

وہ ان تمام پابندیوں کی تعمیل کریں گے جو شہنشاہ پر لگائی جائیں گی۔ جزیرہ
میں رہنے کے کاغذ پر سوائے برٹرانڈ کے باقیوں نے فوراً دستخط کر دیئے۔
۲۰ اپریل کو سابق گورنر کرنیل ولکس جو سینٹ ہلینا سے جا رہا تھا الوداعی
ملاقات کے لئے نپولین سے ملنے آیا۔ اس سے معاملات فرانس کے
متعلق بات چیت ہوتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد وہ الوداع کہکر چلا گیا۔

گورنر کی سختیاں

۵ مئی سے پیشتر نپولین تین دن بیمار رہا۔ ۱۰ مئی کو سر ہڈسن اور
فرنچ جنٹلمینوں میں جو نظربند تھے کشیدگی نمایاں صورت اختیار کر
گئی۔ نپولین گورنر سے ناراض رہتا تھا۔ اس روز نپولین کے
پاس اس مطلب کا رقعہ آیا۔ کہ جنرل بونا پارٹ کو پلانٹیشن ہاؤس
میں ڈنر میں شریک ہونا چاہئے۔ نپولین نے اس پر یہ جواب لکھا کہ یہ
احمقانہ رقعہ ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ ۱۶ مئی کو سر
ہڈسن نے لانگ ووڈ آ کر خواہش کی کہ وہ جنرل بونا پارٹ سے ملنا
چاہتا ہے۔ نپولین نے اسے اندر بلایا۔ دونوں میں دیر تک گفتگو ہوتی
رہی۔ جس کے بعد نپولین نے لاس کاسس سے کئی باتیں کہیں جن
میں سے ایک یہ ہے کہ یہ سر ہڈسن لوبیکا جلاد ہے۔ وہ مجھے یہاں
مٹا دیں گے۔ یہ بات یقینی ہے۔ ۵ جولائی کو انگلستان سے مسٹر
ہاب ہاؤس نے اپنی کتاب "شہنشاہ نپولین کا آخری دورِ حکومت"
کی ایک جلد سر ہڈسن کے پاس بھیجکر درخواست کی کہ اسے وہ
نپولین کو پہنچا دے۔ مگر اس نے یہ کتاب روک رکھی کیونکہ اس کی
جلد کے پشت پر زریں حروف میں لکھا تھا۔ کہ "شہنشاہ نپولین کی نذر"

مرتبہ کے متعلق مزید بے عزتی کو روا رکھنے کے لئے نپولین نے جنرل برٹرانڈ سے کہا کہ گورنر سے اس بارہ میں خط و کتابت کی جائے کہ آئندہ شہنشاہ کا نام جنرل ڈوروک یا کرنیل موئرن رکھوا جائے۔

سختیوں میں اور اضافہ

۱۸ جولائی کو سر ہڈسن نپولین سے ملا۔ دونوں میں گرما گرم گفتگو ہوئی۔ سر ہڈسن نے مطالبہ کیا۔ کہ لانگ وڈ کے اخراجات کے لئے نپولین ۳ لاکھ فرینک سالانہ خرچ کرے اور اپنے عملہ کے اخراجات بھی گھٹا دے۔ اس کے ایک دن بعد سر ہڈسن نے ڈاکٹر اومیرا سے کہا کہ میں نپولین کی پوزیشن کو زیادہ خوشگوار بنا سکتا ہوں کیونکہ وہ میرے ہاتھ میں قیدی ہے۔ میں بونا پارٹ کو بد معاش یعنی باغی کو موذی سمجھتا ہوں۔ سر ہڈسن نے کاؤنٹ مونتھولون کی معرفت اطلاع دی کہ نپولین کو اپنے عملہ کے اخراجات گھٹا کر ۵ ہزار فرینک سالانہ کر دینے چاہئیں۔ اس سے زائد خرچ اسے خود برداشت کرنا چاہئے نپولین نے اس کا جواب یہ دیا کہ میں بڑی خوشی سے زائد اخراجات ادا کروں گا بشرطیکہ برٹش وزرا سینٹ ہیلینا لنڈن یا پیرس میں کوئی بنک بطور درمیانی پسند کریں یہ بنک میرے سربمہر خطوط روانہ کیا کرے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان میں سوائے مالی باتوں کے اور کچھ نہ ہوگا۔ بنک سے بھی یہ وعدہ لے لیا جائے۔ مگر سر ہڈسن نے یہ تجویز منظور نہ کی اور کہا کہ کسی سربمہر خط کے لانگوڈ سے جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ساتھ ہی اس نے زور دیا کہ اخراجات کم کئے جائیں۔ اور زائد خرچ نپولین ادا کرے اس کے متعلق نپولین کی

چیزیں فروخت کی جائیں۔ نپولین ۲ ملازم برخاست کرکے خرچ ۷۰۰۰
ڈینک ماہوار کرسکتا ہے۔ سر ہڈسن نے ۵ ہزار کا ذمہ لیا باقی ۲ ہزار
کا بار نپولین پر ڈالدیا۔ ۷ ستمبر کو نپولین پھر بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹر اومیرا
آیا اس سے نپولین نے تخفیف اخراجات کے متعلق شکایت کی۔ ۱۶
ستمبر کو نپولین کے باورچی خانہ میں ناشتہ کے لئے قہوہ۔ شکر۔ دودھ
اور روٹی بھی نہیں تھی۔ آئندہ تین ماہ میں نپولین کے کھانا کھانے کے تمام
برتن سوائے ایک پیالہ کے فروخت کردیئے گئے۔ بعد میں سر ہڈسن کو
اپنی کارروائی پر افسوس ہوا۔ اس نے کہا کہ میں نے یہ کارروائی اس بات
یقین سے کی تھی کہ نپولین کے پاس روپیہ ہے۔

ایک اور سختی

نپولین کا لانگ ووڈ میں پہلا سال گذر گیا۔ اس کی صحت خراب
ہوتی گئی۔ سر ہڈسن نے لانگ ووڈ کے ہر ایک شخص سے اس اقرار
نامہ پر دستخط کرائے کہ وہ سنیٹ ہلیناس میں رہنے اور ان پابندیوں
میں حصہ لینے کا اقرار کرتا ہے۔ جو بوناپارٹ پر عاید کی جائیں۔ ان
لوگوں نے لفظ "بوناپارٹ" کی جگہ لفظ "شہنشاہ" درج کرکے دستخط
کردیئے۔ مگر سر ہڈسن چاہتا تھا کہ وہ لفظ بوناپارٹ درج کر
کے دستخط کریں۔ اس کا ارادہ تھا کہ اگر وہ یہ بات نہ کریں تو
ان کو یورپ بھیجدیا جائے۔ انہوں نے یہ بات نہ مانی۔ اسی دن
سر ہڈسن نے لکھا کہ چونکہ انھوں نے دستخط نہیں کئے۔ اس لئے وہ اور
خانگی ملازم کیپ آف گڈ ہوپ (راس امید) چلے جائیں۔ ان کے لے
جانے کے لئے جہاز تیار ہے اس جابرانہ حکم کے باعث ان لوگوں نے

مطلوبہ اقرار نامہ پر مجبوراً دستخط کر دیئے۔

نپولین کا محاصرہ

۱۶ اکتوبر کو نپولین نے ڈاکٹر موریہ کی معرفت سر ہڈسن کو پیغام دیا کہ مزید بدمزگی سے بچنے کے لئے اسے کرنیل موئرن یا بیرن ڈرنگو کا نام استعمال کرنے دیا جائے۔ سر ہڈسن نے کہا کہ وہ یہ تجویز برٹش گورنمنٹ کے پاس بھیجدے گا۔ اس عرصہ میں نپولین کی بیماری بڑھتی گئی اور ۱۶ نومبر کو وہ بہت کمزور ہو گیا۔ اس سے پیشتر ہی سر ہڈسن کے حکم سے لانگ وڈ کے گرد خندقیں کھودکر اور مورچے بنا کر اس مقام کو قلعہ بند کر دیا گیا۔

ایک رفیق کی جدائی

۲۰ نومبر کو لاس کاسس اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے اور ایک ماہ حراست میں رکھ کر راس امید اور وہاں سے انگلستان بھیج دیا گیا گرفتاری کی وجہ یہ ظاہر کی گئی کہ لاس کاسس نے ایک خط میں نپولین کی حالت سے لیڈی کلیورنگ کو مطلع کیا ہے۔ لاس کاسس کی جدائی نپولین کے لئے سخت رنجدہ مصیبت تھی۔ اس کے نام جو چٹھی نپولین نے لکھی وہ سر بمہر تھی۔ اس لئے سر ہڈسن نے وہ یہ کہکر واپس کر دی کہ جب تک وہ اسے نہ سنائی جائے اسے لاس کاسس تک نہیں پہنچایا جا سکتا۔ اس کے بعد نپولین پر کئی اور سختیاں کی گئیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص جزیرے سے روانگی سے پیشتر ملکہ نپولین اور اس کے فرزند سے باتیں کر چکا تھا اسے سینٹ ہلینا آنے پر نپولین کے پاس نہ جانے دیا گیا۔ ۲ر جولائی کو لارڈ ایمہرسٹ وائسرائے ہندوستان نے وطن جاتے وقت سینٹ ہلینا

میں گئے اور نیپولین سے ملاقات کی اور کہا کہ اگر نائب سلطنت کے لئے کوئی پیغام ہے۔ تو وہ اسے پہنچا دیا جائیگا۔ نیپولین نے بدسلوکیوں کی بھی شکایت کی جس کا لارڈ ایمہرسٹ پر بڑا اثر ہوا اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ یہ باتیں نائب سلطنت تک پہنچا دیں گے۔

قید کا تیسرا سال

اس کے بعد ڈاکٹر موریہ کو نیپولین سے الگ ہو جانے کا حکم دیا گیا اس وقت نیپولین کی حالت اور صحت بہت خراب تھی اسلیئے ڈاکٹر موریہ نے جدا نہ ہونے کا ارادہ کیا۔ اس وقت ہڈسن نے نیپولین پر سے بعض پابندیاں دور کر کے اسے چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی اجازت دی ڈاکٹر موریہ کی علیحدگی کے بعد نیپولین کو کوئی ڈاکٹر چھ ماہ تک نہ ملا۔ اس کی صحت اور زیادہ خراب ہوگئی اور رہی حالت میں اس کی قید کا تیسرا سال ختم ہو گیا۔

قید کا چوتھا اور پانچواں سال

۱۸۱۹ء کا آغاز ہوتے ہی نیپولین کی حالت اور بھی خراب ہو گئی ۱۰ جنوری کو ڈاکٹر سٹوکوئی جو برٹش جہاز پر سرجن تھا۔ اس نے نیپولین کو دیکھا نہایت ہی کمزور پایا۔ لیکن دو دفعہ دیکھنے کے بعد اسے بھی روک دیا گیا۔ ۱۲ جنوری کے بعد نیپولین کے پاس کوئی ڈاکٹر نہ گیا۔ وہ بیماری میں پڑا رہا۔ نیپولین کئی بار بیماری کی وجہ سے کئی کئی دن بند کمرہ میں پڑا رہا۔ مگر اس حالت میں بھی اسے ستایا گیا ۱۸۱۹ء میں برٹش گورنمنٹ اس پر رضامند ہوگئی کہ نیپولین کے دوست اس کے علاج کے لئے ایک ڈاکٹر روانہ کریں۔ چنانچہ ڈاکٹر کاڈ ٹومارچی کو روانہ کیا گیا۔ وہ

۱۵ ستمبر کو سینٹ ہلینا پہنچ گیا۔ نپولین کی خواہش کے مطابق دو پادری بھی اس کے ہمراہ گئے۔ معمولی سا علاج ہوتا رہا۔ مگر نپولین کی بیماری بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ چوتھا سال بھی ختم ہو گیا۔ بعد میں کچھ صحت ہو گئی اور زندہ دلی بحال۔ لیکن پھر کچھ دنوں بعد صحت بگڑنے لگی اور اسی حالت میں ۱۴ اکتوبر کو نپولین کی قید کا پانچواں سال بھی گذر گیا۔

نپولین کے آخری ایّام

اب نپولین کی قید کا چھٹا سال شروع ہو گیا۔ لیکن ابھی اس کی زندگی کے ادھر چھ ماہ باقی تھے۔ ۲۲ اکتوبر کو نپولین کو عارضی صحت ہو گئی مگر ۲۴ اکتوبر کو اس کے تمام جسم میں کپکپی پیدا ہو گئی اور پیاس بہت بڑھ گئی۔ طاقت بالکل جواب دے چکی تھی۔ ۲۰ دسمبر کو یورپ کے اخبارات آئے اور ان سے اسے معلوم ہوا کہ اٹلی میں اس کی بہن فوت ہو گئی۔ یہ خبر پڑھ کر اس پر غشی طاری ہو گئی کیونکہ اسے سخت صدمہ پہنچا تھا۔ ۲۶ جنوری کو سینٹ ہلینا میں خبر پہنچی کہ سپین اور نیپلز میں انقلاب ہو گیا۔ جنوری و فروری ۱۸۲۱ء میں نپولین کی حالت بالکل ابتر ہو گئی۔ ۱۷ مارچ کو پادری ابھی بوناویٹر کی صحت سینٹ ہلینا کی آب و ہوا کی بدولت بالکل خراب ہو گئی۔ تو نپولین نے اسے یورپ واپس بھیج دیا۔ سر ہڈسن لو کی سختی یہاں تک بڑھ گئی کہ اس نے اس افسر کو جو روزمرہ نپولین کی لانگ وڈ میں موجودگی کی رپورٹ کیا کرتا تھا۔ ہدایت کی کہ وہ دروازے بند دیکھ کر رپورٹ نہ کیا کرے بلکہ گھسا کر اندر دیکھ کر کہ واقعی نپولین اندر موجود ہے رپورٹ کرے۔ اس عرصہ میں نپولین کے قیام کے لئے زیادہ آرام دہ مکان تیار ہو گیا تھا۔ اسے وہاں منتقل کرنے کی تجویز ہوئی۔ مگر اس کی طبیعت

بہت خراب تھی۔ بخار زور کا تھا۔ اس لئے اسے نئے مکان میں منتقل نہ کیا گیا۔

نپولین کی وصیت

۱۵- اپریل کو نپولین تمام دن اپنی وصیت لکھتا رہا۔ اس کا پہلا حصہ یہ ہے:۔

"(۱) میں ایپکوپلی رومن عقیدہ کے ساتھ مرتا ہوں۔ جس عقیدہ والوں کے درمیان میں آج سے ۵۰ سال پیشتر پیدا ہوا تھا۔ (۲) میری یہ خواہش ہے کہ میری لاش دریائے سین کے کنارے فرانسیسیوں کے درمیان دفن کی جائے۔ جن کے ساتھ میں بیحد محبت کرتا رہا۔ (۳) میں اپنی نہایت پیاری بیوی شہنشاہ بیگم میری لوئیزہ سے ہمیشہ خوش رہا اور میں اس کے متعلق اپنے آخری وقت پر بھی نہایت محبت آمیز جذبات رکھتا ہوں میں اس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ میرے بیٹے کی خوب نگرانی کرے تاکہ وہ اسے ان پھندوں سے بچائے جو اسے گھیرے ہوئے ہیں (۴) میں اپنے بیٹے سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ کبھی اس حقیقت کو فراموش نہ کرے کہ وہ جنم سے فرانسیسی شہزادہ ہے اور وہ کبھی یہ گوارا نہ کرے کہ وہ ان لوگوں کے ہاتھ میں پھنس جائے جو اقوام یوروپ کو ستاتے ہیں اور فرانس کے خلاف کبھی جنگ نہ کرنی چاہئے اور نہ اسے کسی طریقہ سے بھی نقصان پہنچانا چاہئے۔ اسے میرے مقولہ پر عامل ہونا چاہئے کہ ہر چیز فرانسیسی قوم کے لئے وقف ہے۔"

بیٹے کے نام چٹھی

اس کے بعد اسے اس کے وہ تمام پرانے دوست یاد آگئے جو ابھی تک

زندہ تھے۔ اسے ان دوستوں کی بیویاں اور بچے بھی یاد آئے۔ جو فوت ہو چکے تھے۔ ۱۷ اپریل کی سہ پہر کو نپولین نے کاؤنٹ منتھولون کو بلا کر کہا کہ میں نے جو مختصر وصیت اپنے بیٹے کے نام لکھی ہے۔ اب تم اس کی تفصیل اس کے لئے آسانی سے لکھ سکتے ہو۔ پھر نپولین نے ایک چٹھی اپنے بیٹے کے نام لکھوائی جس کا ضروری مطلب حسب ذیل ہے۔

میرے فرزند کو میری موت کا انتقام لینے کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اسے میری طرح پورا فرانسیسی بننا چاہیئے۔ وہ امن حکومت کرنے کی کوشش کرے میں نے فرانس کو تباہی سے نکالا اور اسے شان کا راستہ دکھایا۔ میں نے فرانس اور یورپ میں نئے خیالات قائم کئے۔

بوربن فرانس میں اپنی پوزیشن قائم نہ رکھ سکیں گے۔ میرے حق میں ہر جگہ اور نیز انگلستان میں فضا پیدا ہو گئی۔ جو میرے فرزند کے لئے قیمتی میراث ہو گی۔ انگلستان کے ساتھ موافقت رکھنے کے لئے اس کے تجارتی فائدہ کی تائید کرنی ضروری ہے۔

میرے فرزند کو بدیشی اثر سے تخت پر متمکن نہ ہونا چاہیئے۔ اگر اسے جلاوطنی میں رہنا پڑے تو میری کسی بھتیجی سے شادی کرے۔ اگر فرانس اسے بلائے تو وہ کسی روسی شہزادی سے شادی کے لئے کوشش کرے وہ جو اتحاد کرے اس میں فرانس کا فائدہ ہو۔

میرے فرزند کو صرف ڈیوک آرلینس کی پارٹی سے خوف کھانا چاہیئے جو مدت سے زور پکڑ رہی ہے۔ اسے عام لوگوں سے تعلق رکھنا چاہیئے اسے لوگوں کے سابقہ ظلم کو بھول کر قابلیت کی قدر کرنی چاہیئے۔ میں نے قلعہ

تمام فرانس کے فائدہ کے لئے کی تھی۔ میں نے فاضل لوگوں پر نہیں۔ بلکہ تمام
دنیا کی قوم پر بھروسہ کیا۔ میرے فرزند کی طاقت کی بابت تجربہ کیا جائے گا
عوام سے آزادی کے لئے ہر خواہش کرنی چاہئے۔ پارلیمنٹ کی کثرت کو اپنا
طرفدار رکھنا چاہئے۔ حکمران کا کام نگرانی ہی نہیں۔ بلکہ اسے لوگوں میں
تعلیم اخلاق اور خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے۔ وہ ہر خیال کے لوگوں
کی باتیں سنے اور ان کی حقیقت معلوم کرے۔ وہ اصلی قابلیت کے لوگوں کو
اپنے گرد جمع کرے۔ فرانس والوں کو آزادی کی محبت اور اعزاز کی خواہش
سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ حکومت سب کے ساتھ یکساں سلوک کرے
قابلوں کو عزت و مرتبہ دیا جائے۔

میرے فرزند کو اخبارات کیلئے آزادی دینی پڑے گی۔ فی زمانہ اس کی
ضرورت ہے۔ ان کے ذریعہ سے عمدہ اصولوں کی اشاعت ہو سکتی ہے۔ میرے
فرزند کو نئے خیالات اور میرے مقصد کی تائید کرنی چاہئے۔ وہ میرے مقصد
کی تقدیس کا لحاظ کرے۔ میرے دشمن انسانوں کے دشمن ہیں۔ وہ لوگوں
کے پاؤں میں زنجیریں ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ فرانس پر ظلم کرنے کے خواہاں
ہیں۔ اگر قومیں اپنی حدود سے باہر قدم رکھیں۔ تو خون کے دریا بہ جائیں
گے اور تہذیب کو ہر طرح نقصان ہوگا۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ فرانس اور
تمام یورپ کے لئے پریشانی اور ابتری کا سامنا پیدا کیا جائے گا۔

میرے فرزند کو ان لوگوں کی مدد اور حفاظت کرنی چاہئے۔ جنہوں
نے میری خدمت کی ہے۔ اسے بڑی مشکلات پیش آئیں گی۔ اسے لوگوں
کی تمام رضامندی سے کام کرنا چاہئے۔ اب شمالی یورپ میں بلکہ بحیرہ روم
میں بڑے بڑے سوالات پیدا ہوں گے۔ تجارت کے ذرائع بڑھ رہے

ہیں۔ اب کسی قوم کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اس کی اجارہ دار بن جائے
میرے فرزند کو تاریخ پڑھ کر اس پر غور کرنا چاہئے اور بڑے
بڑے دلاوروں کی جنگ کو سمجھنا چاہئے۔ اس طرح جنگ کا فن حاصل
ہوسکتا۔ اسے یاد رکھنا چاہئے کہ بھلائی کے لئے محبت کرنے ہی سے بڑے بڑے
کام انجام پائیں گے۔

نپولین کی وفات

نپولین کی علالت دن بدن ترقی کرتی رہی۔ ۲۸ اپریل کو اس کی حالت
بہت خراب ہوگئی اور اس نے [illegible] مصاحبوں سے کہا کہ میری موت
بہت دور نہیں۔ تم میرا دل نکال کر اور اسے سپرٹ میں ڈال کر میری
بیوی میری لوئیزہ کے پاس پہنچا دینا اور کہنا کہ مجھے اس سے دلی محبت
تھی۔ اور میرے بیٹے تک میرے خیالات تک پہنچا دینا۔ یہ باتیں کہہ کر
اسے غش آگیا۔ بعد ازاں حالت بیہوشی میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ زبان
سے نکالتا رہا۔ ۲۹ اپریل کو کمزوری اور بڑھ گئی۔ ۲ مئی کی رات
کو سخت بخار اور ہذیان کی حالت رہی۔ ۴ مئی کی رات کو طوفان آیا بارش
ہوتی رہی۔ نپولین بے حس و حرکت پڑا رہا۔ اس کا سانس زور سے
چلتا رہا۔ صبح سے شام تک اس کی حالت یہی رہی۔ ۵ مئی کی شام کو اس
کا مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ اس کی زبان سے آخری
الفاظ یہ نکلے کہ "جزیرہ ایلبا — نپولین — فرانس — فوج
جوزفائن"!

لاش دفن کردی گئی

وفات کے بعد سر ہڈسن سے درخواست کی گئی کہ وہ نپولین کی لاش

یوروپ لے جانے کی اجازت دے۔ مگر اس نے جواب دیا کہ اس بارہ میں برٹش گورنمنٹ کے احکام کی تعمیل کی ضرورت تھی کہ لاش سینٹ ہلینا میں رکھی جائے۔ پوسٹ مارٹم کے بعد لاش دفن کرنے کے لئے تیار کی گئی۔ ۶ و ۷ مئی کو جزیرہ کے لوگ لاش دیکھنے آتے رہے۔ اور ۸ مئی کو لاش دفن کر دی گئی۔ اور اس کی قبر پر یہ کتبہ لگایا گیا۔

"نپولین - ۱۵ اگست ۱۷۶۹ء کو اجاکیو میں پیدا ہوا۔ اور ۵ مئی ۱۸۲۱ء کو سینٹ ہلینا میں فوت ہوا۔"

لاش کی واپسی کی تجویز

نپولین کی لاش کئی سال تک جزیرہ سینٹ ہلینا میں دفن رہی۔ جولائی ۱۸۳۰ء میں تمام فرانسیسی قوم نے متفقہ طور پر تیسری بار بوربین خاندان کو فرانس کے تخت سے اتار دیا اور اس کی جگہ ڈیوک آف اورلینس کو لوئی فلپ کے نام سے بادشاہ بنایا گیا۔ اس کے دو دن بعد پارلیمنٹ سے درخواست کی گئی کہ حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا جائے کہ نپولین کی لاش فرانس کو واپس دی جائے مگر لوئی فلپ کی حکومت نے اس درخواست کو خطرناک سمجھا۔

واپسی کی تجویز منظور

۲۲ جولائی ۱۸۳۲ء کو نپولین کا بیٹا اپنی ننھیال والوں کی قید میں ۲۱ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اس طور سے نپولین کی براہ راست نسل کا خاتمہ ہو گیا۔ ۵ مئی ۱۸۴۰ء کو حکومت برطانیہ سے وزارت فرانس نے نپولین کی لاش کی واپسی کے لئے درخواست کی۔ جسے برطانیہ نے فوراً قبول کر لیا۔ اور ۹ مئی کو لارڈ پامرسٹن

وزیر اعظم نے حکومت فرانس کو لکھا کہ لاش واپس دی جاتی ہے ۔

لاش کی واپسی اور رسم تدفین

۱۸ اکتوبر کو دو جہاز نپولین کی لاش لے کر روانہ ہو گئے ۔ اور ۲ دسمبر کو وہ چیر بورگ آ گئے اور وہاں سے لاش آگے روانہ کی گئی ۔ وہ جہاں جہاں سے گذری وہاں ہی اُس کا اہل فرانس نے نہایت پُر جوش خیر مقدم کیا ۔ اور تمام باشندگان فرانس نے نپولین کی ذات کے ساتھ دلی عقیدت کا اظہار کیا ۔ اور لاش کا نہایت تپاک اور گرمجوشی سے استقبال کیا گیا ۔ لاش کو شاہ لوئی فلپ نے بھی کندھا لگایا اور ۱۵ دسمبر ۱۸۴۰ء کو شہنشاہ فرانس کی لاش اپنے دو رفیق جنرلوں ڈروک اور برٹانڈ کی قبروں کے پاس دفن کی گئی ۔



40

